توکلت علی اللہ وھو حسبہ
دفتر فصاحت
خاقانی عصر انوری دوراں موجد طرز
باہتمام محمد عبد الواحد خاں خلف محمد مصطفیٰ خاں صاحب مغفور
مطبع مصطفائی
۱۲۹۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اس بادشاہ بی مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جس نی ملک ہستی کا نظم و نسق
بیخوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد کا اوس نبی مختار اور اسکی
آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے
مطلع ظہور کی برکت سی اوس استاد یکتائی دیوان عالم ایجاد کو مرتب کرکی کمال
قدرت کاملہ دکہائی من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم
استادان زمین خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی
سحر تخلص حضور شاہد بستان یوسفستان سخن مین بی باکانہ نقاب خفا چہرہ
مدعا سی اوٹھاتا ہی اور کچہر گذشت عمری مصنف و ماجرای ترتیب دیوان
مختصر سناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی

الہی نی ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف المتقدمین
المحققین ملاذ المتبحرین بسم اللۂ صحیفۂ بلاغت دیباچۂ کتاب فصاحت سرآمد
دان جہان وزیر بادشاہ شاعران مجموعۂ اوراق ذی کمالی شیرازۂ اجزای نازک
ناخدای سفینۂ علم قوافی وعروض دریکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر
وسخن تیجا شکال شعرای زمین صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ و بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ افصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بی عدیل و نظیر
جناب مولانا و استاذنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ الله
بغفرانہ مین جمع فرمائی تہی کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہو جائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم قرینۂ قرطاس بہم پونہچائین تو بہی ممکن نہین کہ ایک حرف
اوس دفتر کا تحریر مین آئی منجملہ اوسکی صفت عالی خاندانی مین بہی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تہی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تہی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ الله علیہ سی ملتا ہی بیشتر بزرگون نی اونکی نقش فقر اور عمل
جہاد نفس سی اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہی اجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی
آمیزش مرزایان دفتر سی نیکنام مرزا سیف الله بیگ خان مبرور برادر حقیقی میر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تہی عالی وقار ان وقت مین حمیدہ
وانتخاب تہی فنون شاعری اور تہذیب اخلاق و فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تہی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تہے

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین انہین کو حاصل تلامذہ جانتی تہی دی فہم جوہر شناس
اب بہی ونکی یکتائی کی مقر ہین اور جب بہی انتہی اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بہی ایسی مشق بہم پونہچائی تہی کہ لکہنؤ سی شہر مین انتخاب بے مثل در لاجواب تہی تو ان
طبع شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہو گئی تہی شاعری سی بالکل
نفرت ہو گئی تہی انتظام خانہای نقوش سی فرصت نہوتی تہی مہینون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت نہوتی تہی مگر جس روز ہندسہ طبع کو ضرب ادہر دیتی تہی لاکہون مضامین
نو رنگین بیکبار کہم مشتقون کی غزلون مین بہر دیتی تہی عالی ہمت بہی ایسی تہی کہ اپنی ضرورت
پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتی تہی ذوالقربی والیتامی والمساکین کی حقوق
پہچانتی تہی دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم والی ملک اودہ نے
کمال سرفرازی اور رعایا نوازی سی یاد فرمایا مگر جناب موصوف نی بعذر علالت
پای قناعت کو اپنی جگہ سی نہ اوٹہایا فقیری کی اندازی مین سو روپے ماہواری سی
اونکا خرچ کم نہ تہا مگر کبہی یہ نہین کہلا کہ کہانسی آیا اور کون دی گیا اکثر لوگ بجا حج د
جب اسکا خیال کرتی تہی دست غیب کا احتمال کرتی تہی زمانہ جناب شیخ صاحب مین
ایک کلیات ضخیم نتایج طبع سلیم سی مرتب ہو کر ضائع ہوا جلسی پہر کبہی ویسا شوق
شاعری کا چمکا اگر کبہی کسی دوست کی فرمایش سی یا تلامیذ کی اصرار و خواہش سی کچہ موزون
فرمایا یا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لی گیا بیشتر غزلون کی مسودونکو بی پروائی سے
رایگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جوہر طبع

عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان والا شان سے ابا اخلاق کان خلوص و وفاق قدرشناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آدرسیدہ شاہدان سخن منتخب و ضعراران زمن مقبول بارگاہ یزدان جناب مجد عبدالواحد خان متہم مطبع مصطفائی حد سی زیادہ مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پونہچی اور مصر اجتماع تصنیفات ہوی حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بہی پاس نہ تہا کچہ کچہ یاد سنایا خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوئی اوسی روز سی بنای اجتماع دیوان سرزمین دل مین قائم کی احباب سی فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوین کچہ غزلین تلف شدہ بہم پونہچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کی لیی دی آئی اکثر زمینین تجویز فرماکر شعر کہلوائی یہان تک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا چنانچہ اسطرف جو کچہ جناب مغفور نی نظم فرمایا انہین کی مزید اہتمام سی باقی رہ گیا جب کبہی خانصاحب ممدوح فرط محبت سی عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتی تہی بی تکلف ارشاد فرماتی تہی کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہی ابتدای مشق کی شعرون سی مجکو نفرت ہی اگر ستارہ زمانہ نی فرصت دی عوارض لاحقہ سی مہلت ہوی تو دو مہینی کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہی بہت کچہ موزون ہوجای گا انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پای گا مگر اجل نی فرصت نہ دی ایفای وعدہ کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ کو ۱۲۷۱ ہجری مین جہان گذران ترک فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندی بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

سخن پر رنج و غم طاری رہا ایک مدت دیدۂ عزیب دانان زمن وقف اشکباری رہا
جب حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ ہوش
آیا پہر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام
تصحیح و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کی سپرد
کر کی گنجینہ حصول سعادت کا راستا بتایا پہر تو اس خاکسار بی مقدار اور برگزیدہ
بارگاہ لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نی کمر ہمت چست باندہی
راحت و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکہنؤ مین جسکی پاس کچہہ تصنیفات جناب
خواجہ صاحب کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہان سی لائی یا بندہ پونہچا بیشتر
خطوط احباب اطراف و جوانب کو لکہی اکثر مسودات گم شدہ دوستون کی عنایت سے
ملی الحمد للہ کہ بڑی دوا دوش سی دو برس کی کوشش سی یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی
اسکی ہنگام ترتیب سی انجام طبع تک ملہم غیبی نی قلب فقیر مین القا کیے تہی
یہان برسبیل تذکرہ لکہی گئی اسامی مادہ سال ترتیب نقوش بدیع واضح معجزات
رفعت ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض فقر فصاحت اسامی مادہ سال طبع
سر غیب منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو پونہچا اور
تائید خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سی کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کی
ساتہہ مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ بوقت ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق
جا بجا سی بہم پونہچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا ان مسودات کی تطبیق

پر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحافظ رہا مناسب یہ ہی جن حضرات کی پاس کچہ کلام اونکا قلمی ہو نسخۂ صحیحہ مطبع ہذا سی مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سی امید ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سی استفادہ حاصل فرمائین مہتممون کو دعای خیر سے نہ بہلائین

آج خوش فضل خدا سی ہی طبیعت میری ۔ للہ الحمد ٹہکانی لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از فقیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوی تارک دنیا ہی دنی ۔ قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد

اس زمانی مین تہی بی شبہ طبیعت اونکی ۔ خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد

پختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتی تہی وہ صرف ۔ ریختہ گوئی کی قائم تہی انہین سی بنیاد

کرتی تہی لاکہون ہی مرغان معانی کو شکار ۔ دام تہی فکر اگر طبع رسا تہی صیاد

مجتمع پہلی جو فرمایا تہا دیوان جسیم ۔ اتفاقات زمانہ سی ہوا وہ برباد

زادۂ طبع معلی ہوی کثرت ستی تلف ۔ سرزمین شعر کی ویران ہوی ہو کر آباد

حق تعالی نی عطا کی تہی جو استغنا بہی ۔ کچہ نہ تہا رنج کیا کرتی تہی اکثر ارشاد

دو مہینی کی توجہ مین بفضل باری ۔ جمع ہو جاینگے اشعار مری حد سی زیاد

گو حقیقت مین یہ ارشاد مبارک تہا بجا ۔ پر نہ مہلت دی اجل نی کہ یہ حاصل ہو مراد

تہی ازل سی یہ سعادت جو مری قسمت مین ۔ بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد

کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض ۔ حق تعالی سی طلب کرنی لگا مین امداد

اسی الجھن میں پہنسا تہا کہ ہوئی کی تدبیر
میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
میر صاحب نے مری ساتھ بہت محنت کے
لائی ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد
پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا
کہ حقیقت میں ہیں وہ جوہر آت وداد
الغرض محنت یکسالہ میں اے بیخود زار
جمع دیوان ہوا دل دوستونکا ہو گیا شاد
سال ترتیب یہ رو رو کی لکھا ہے میں نے
آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد
۱۲

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوئی نظم وزیر آج
ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہے
جب دیکھتا ہوں ہوتی ہے تفریح بیحساب
یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہے
حسن صفای یوسف مضمون تو دیکھیے
بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہے
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمیں نہیں
ہر نقطہ حروف بعینہ سپند ہے
لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر
دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہے
۱۲

ایضاً از میر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن
گر دید مرتب آن جو بی مثل و نظیر
بنوشت ز کلک موج سال ترتیب
دیوان در شاہوار بحرین وزیر
۱۲

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان
کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب اے محمد
گل معنی کا یہ چمن میں ہوا جمع
۱۲۷

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجه وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیدهٔ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص رشید تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین و المتاخرین استاد سخن جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جمله قدر دان کلام	خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیره گردید آسمان سخن ✤	منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت	وای خواجه وزیر عالی قدر

از جناب کپتان مقبول الدوله احسان الملک مرزا محمد مهدی علیخان بهادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجه وزیر	که در تمامی اہل سخن گرامی بود
فصیح بود اگر او در استخوان نبی	مگر بمائدهٔ نظم رشک جامی بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم	که یک بزمرهٔ شاگردیش نظامی بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را	بملک نظم ز فکرش خوش انتظامی بود
گذاشت او چو جهان را نوشت سال قبول	وزیر بادشه شاعران نامی بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید	پیش شاه شہید جامی وزیر
بود در شعر شاہی دیگر ✤	نیست ممکن کہ نم ثنای وزیر

رفت چون از جهان بسوی جنان
ناله کش خلق شد که هاي وزیر
دل هر کس که هست موزون تر
پر شد از درد جانگزاي وزیر
سال رحلت چنین نوشت قبول
بسخن شاه بود وا ہے وزیر ۱۲۷

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر
که بادشاه منش بود در لباس فقیر
خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوش خو
قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر
رموزدان علوم ائمه بود بجهد
که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر
بشاعران جهان برد گوي سبقت ازین
که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر
برفت جانب خلد برین ازین دوران
شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر
بچشم ما در او چون شود نه تیره جهان
که در زمانه نماند نشان و نام فقیر
شهید سال وفاتش چنین نمود رقم
بشاعران زمان بادشاه بود وزیر ۱۲۷

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر
شد بچشم دوستان عالم سیاه
مصرعه تاریخ رحلت گفت مهر
ناظم ملک معانی بود آه ۱۲۷

ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان
مین اور وه تهی دونو اک استاد سی مشیر
وه عازم جنان هوی تاریخ کهی مهر
ملک سخن هوا اجی برباد ہے وزیر ۱۲۷

از لالہ رام سہای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران ہند کہ بود
بیعدیل و نظیر خواجہ وزیر
زین جہان رفت چون بملک عدم
در غمش گشت عالمے دلگیر
صاعقہ بار نالہ دلہاست
چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم بہ برج قوس رسید
سر کشیدست آہ تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش
خسرو این زمانہ بودہ وزیر
۱۲۷۰

ایضاً

شد ز بیت فنا بملک بقا
خسرو عہد آہ خواجہ وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور
در ضیا شعرا و چو ماہ منیر
خوش بیان بود و کامل ہر فن
وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دہر
شدہ پنہان بخاک آن تصویر
ہجر او کرد با من آن کارے
کہ نیاید ز دشنہ و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم
غم او گشت چون گریبان گیر
باشہ کربلا چو الفت داشت
حامیش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند
دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگہان رونق از سپہر برین
شد ندا رفت نزد شاہ وزیر
۱۲۷۰

از تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی میر مظفر علی خان بہادر

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہان کو ہوی شاق — غاک بر سر ہوی اس غم سی صغیر و کبیر

کی رقم کلک نی صفحی پہ یہ تاریخ وفات — خواجہ عالم ارواح ہوی جان وزیر

۱۲۷۰

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر زمان — بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر

بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع — زمین ملک سخن داشت بیقلم جاگیر

ہلال سال وفاتش شنید از رضوان — دو شنہ نشین جنان باد بیک مقام وزیر

۱۲۷۰

از شیخ الہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سی استاد کامل و یکتا — دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف

یہ سال ہجر ہی ہجری مین لکھا سی عشقی — گیا وزیر ہی ناسخ کی پاس با صد حیف

۱۲۷۰

ایضاً

شاعر بی نظیر خواجہ وزیر — در فن شعر بود بس یکتا

زین جہان رفت سوی گلشن خلد — آہ افسوس حیف وا ویلا

سال فوتش چو کردم استفسار — دو شش در بزم اقدس شعرا

این صدا آمد از دل ہر عبد — رضی اللہ عنہ یوم جزا

۱۲۷۰

ایضاً

جنت کو ہوی ہی دنیا سی وزیر افسوس — اس غم سی دل اپنی عشقی کیون چاک نہو جاے

لکه عیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کہ | ذیقعده شب جمعه بیست و دوم ای ہای

از جناب مرزا اصغر علی خان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجه وزیر شاعر بی مثل روزگار | بجان داد و بر زبان جہان گفت ہای ہا
درجوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت | تحریر شد سخنور کامل بمرد ولے ۱۲

از عبد الله خان صاحب مهر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین | هوش قائم نه خاطرم برجا
شکوهٔ روزگار میکردم | در حوادث نشسته سر تا پا
که بناگاه از سوی افلاک | تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم که خیر شود | این دگر غلغله چه شد پیدا
که بسمعم ندای غیب آمد | های خواجه وزیر واویلا
هوش پرواز کرد از سر من | غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل هزار افسوس است | که چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز یم فیضش | قطره میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش | در میان معاصرین یکتا
رخت هستی ز دار فانی بست | سفری شد بسوی شهر بقا
فکر کردم بسال رحلت او | بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگوای مهر | بادشاه سخن وزیر کجا ۱۲۷

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی	استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بپاس ہمہ بیدل شد افسوس	لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن فکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جسوقت خواجہ وزیر	گئی مہر گلگشت باغ نعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر	گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زبانی کی ارباب معنی کا دل	ہوا درد و اندوہ و غم سے دونیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر	بسان سویدا اسے قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا	بنا خامہ حیرت سی نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین بہر سال	ہوی مائل فکر طبع سلیم *
لکہا خامۂ نوحہ انگیز نے	ہوا کیا سخن یا الہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سی خواجہ وزیر	قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین سنے تاریخ اشرف یہی	مزہ شعر کا ہائے جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر	شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بی چراغ	گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن ۱۲۷۰

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبداللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	ہاتف غیب ہم جلیسم بود
حرف با نقطہ را گرفت و بگفت	حیف لطف سخن تمام نمود ۱۲۷۰

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد و استاد ہای	اس سرا سے ہو گئی راہی سو ملک بقا
تھے وزیر بادشاہ شاعران وہ خلق مین	انتظام ملک معنی انکی دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتین انکی مجھی آتی ہین یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم مین جو مین نے فکر سال فوت کی	ہو کے بیدل روح محزون نے دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامی کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا ۱۲۷۰

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے	نکیونکر ہوا اقلیم معنی تباہ
مجھی فکر تاریخ تھے ناگہان	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ ۱۲۷۰

ایضاً

ہیہات دنیا سی اٹھی وہی الدہری خواجہ وزیر	اونکی قدم سی لب ٹہری زیب شبستان جناں
ہی اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا ای سفیر	باد اجل سی گل ہوئی وا شمع بزم شاعران ۱۲۷۰

از جناب آفتاب الدوله مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر
شمس جنگ عرف خواجہ اسد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سی	جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق سی صنعت تعمیہ مین لکہہ تاریخ	فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر	کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن	گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

دنیا سی ای سپہر اوٹھی خواجہ وزیر	چہایا ہی دل پہ خلق کی ابر غم کثیر
خالق نی ہر طرح کی دی تہی انہین کمال	بیشک تہی اس زمانی مین ذات اونکی بی نظیر
کیا اپنی بخت بد کا کرون شکوہ مین ہین	دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جیسے سنا تہا مین نی یہ افسانۂ ملال	پڑتی تہی میری سینی پہ ہر لحظہ غم کی تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تہا	کنج الم مین طبع رسا تہی مری اسیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نی دی صدا	اٹھی قریب شاہ شہیدان گئی وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

گئی جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن	زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نی سال فوت اونکا	شہ وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یہی راہ

۱۲۷۰

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بردر گلزار رضوان بہر سیر	بعد مردن رفت چون اول وزیر
ہاتف غیب از فلک نشتر بگفت	پیش شاہ دین رسید اکمل وزیر ۱۲۷

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا	شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجہ وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت	حیف ای والا وقار استاد من خواجہ وزیر ۱۲۷

از شیخ بہادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

در دا جناب خواجہ وزیر اوستاد من	بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بہر مزار مقدسش	کلکم نوشت تربت پاکیزہ وزیر ۱۲۷

ایضاً

جناب اوستاد و قبلہ من	نمودہ کوچ زین دار جہان حیف
پی سال وفات آن یگانہ	نوشتم مرد شاہ شاعران حیف ۱۲۷

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

افسوس سوی شہر خموشان گئی وزیر	شہرت تھی اس زمانی میں اونکی بیان کے
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک	باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کے
موجد نے سال ماتم اوستاد یون لکھا	لو شاعری تمام ہوی سب جہان کے ۱۲۷

از مرزا نظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

رفت استاد زبر دست از دہر | ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوطہ | خواجہ عہد و زبدہ ناسخ ۱۲ *

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر | کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تہا | فرط غم سی ہوگیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنی مین پیدا ہوی | بٹ گئی کچہ کاہش رنج و تعب
دی یکایک مجکو ہاتف نی صدا | خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب ۱۲

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئی راہی | گیا ہمراہ اونکی لطف سب نگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکہو | ہوا کافور و عنقا یہ مزا شیرین بیانی کا ۱۲

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر | کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا ز روی دل آمد بسالش اجی جوہر | بہ بزم شاہ شہیدان کند وزیر آرام ۱۲

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر | در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات | از شب آدینہ ذیقعدہ آہ ۱۲

از لالہ دہنپت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

استاد میری حضرت خواجہ وزیر آہ — راہی سوی بہشت ہوی اس جہان سے

ہی اس الم سی وادی محشر یہ لکھنو — کیون دل کا داغ مہر قیامت اب نہ بنے

گردش ہزار بار جو کہائی فلک تو کیا — پیدا بشر نہون گی کبہی اس کمال کی

درویش وضع صاحب ہمت کریم طبع — افصح ذکی خلیق توکل پسند تہے

طوطی ہند شاعر بی مثل و بی بدل — واقف بہت رموز و نکات عروض سے

تہا علم قافیہ مین بہی اس مرتبہ کمال — تہی تنگ قافیی شعرای زمانہ کی

تکسیر کی علوم کو ایسا کیا حصول — امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دی

آگاہ علم دین سی بہی شیدای اہل بیت — زاہد خدا پرست وحید زمانہ تہے

پوچہا جو زاری بدل زار سال فوت — بولا سروش والی ملک سخن اوٹہی

۱۲۷۰

ایضاً

بادشاہ شاعران خواجہ وزیر — رفت زین دار فنا سوی جنان

از پی سال وفاتش گفت زار — بلبل ہندوستان شیرین زبان

۱۲۷۰

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شدہ کلام متین و رنگین ملیح و فصیح و ذکی و کامل — علیم علم بیان و معنی برنگ عرفی و سعدی و نظامی

فروغ بزم سخن چو صائب کلیم ثانی وحید عالم — درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی

حسن چو جستم سال فوتش برنج و ملال آہ حزن — صدای ہاتف بمن رسیدہ امام گرفتہ وزیر نامی

۱۲

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم	کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجه وزیر متین مالک ملک سخن	رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل	وای شه شاعران بوده وزیر ای حزین

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج	راہی سو عدم ہوی دیکہو ہمین تعب
دنیا سی اوٹہ گیا مزہ شعر و شاعری	طاری سخنوروں کی ہی دل پر الم عجب
اوستاد کی حقوق نہ مجہسی ادا ہوی	ہیہات دل کی دل ہی میں ارمان ہی زہی سبب
معجز جو شفقتین مجہی آتی ہین اونکی یاد	فرط غم و الم سی ہمین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالی پڑہکی یہ مصرع سال فوت	ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب

از مولوی اشرف حسین خانصاحب اشرف تخلص امین ضلع بنارس شاگرد معجز

رفت زین دار فنا خواجہ وزیر	بود دنیا دکلامش را سخ
گفت اشرف ز حروف منقوط	ہای شاگرد رشید ناسخ

از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم

استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر	در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود	ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود

راہی جنت ہوی خواجہ وزیر	تہی وہ سرخیل فصیحان زمن

لطف شعر و شاعری جاتا رہا | خار ہی نظر و ہین اپنی یہ چمن
بسکہ ماتم دا ہی جان حزین | خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر شریان یہ غم ای ضبط ہی | مرغ دل ہر دم ہی اس سی نالہ زن
چُن کی حرف با نقط لکہ سال فوت | آہ خالی ہو گیا ملک سخن ۱۲

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتائی | سرای عالم فانی سی آج کوچ کیا
سن وفات لکہا خامۂ محمد نی | وزیر ملک معانی کا شبہ تہا واویلا ۱۲

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا | کہ یکتا بود و لا مثل بہر فن وزیر ایلا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ ازل ۱۲ فصلے | بملک جاودانی گشت سلطان زیرا ہوا ۱۲ ہجری

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنے | گئی یاں سی اٹھ ای سوی جنان
محمد مسیحے ہیں تاریخ لکہو | سخنداں بی مثل کیسا اوٹہا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالم ارحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر | ہر یکی را صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش را چو دل پرسید جان از بیدلی | گفت مرجع نیست جز انا الیہ راجعون ۱۲

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا شاہد وا وین نام بسم اللہ سی دیوان کا
سر دیوان یہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

عوض مطلع کی کہینچو آئینگے نقشہ روی جانان کا
بنی تا مطلع خورشید مطلع اپنی دیوان کا

زلیخا کیطرح کس شاہ ملک حسن نی جہانکا
ہر اک وزن بنا ہی چشم یوسف سیر زندان کا

نہین ابرو خطا مین جلوہ حسن روی جانان کا
عیان ہی تخت پہ پریونکی جہرمٹ مین سلیمان کا

ہوا جوبن ون خط سیہ سی روی جانان کا
بڑہا اس آبرو سی رحل ہی حسن و قرآن کا

حنائی ہاتہ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہی
شجر تیری نگین کا بنگیا ہی نخل مرجان کا

گلی سی حرف باتونکی نظر آتی ہین حیرت سی
عیان جو جوہرین شاک آئنہ ہی جسم جانان کا

کریگا آتش افروزی چمن سودا کی گیسو مین
دہوان بنکر اڑائیگا نظارہ سنبلستان کا

دکہایا بی تکلف ہو کی منہ اوس حور طلعت نی
اوٹہا گہونگہٹ کہ دروازہ کہلا گلزار رضوان کا

بگڑ کر اپنی چلمن سی جو ہمکو آنکھ دکھلائی
غزال چشم پر پردہ ہوکا ہوا شیر نیستان کا

پڑہی شرح ہتی ہین کلمہ آمین جو ان کو دیوانہ
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا

تری ہونٹون کی آگی رنگ جب اسکا نہین جمتا
تو کیا کیا جوش کھلتا ہی لہو لعل بدخشان کا

ہی یہ حسن و ہفتہ چاردہ نکی چاندنی ساقی
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا

نہین ہے سرمگی دنبالہ تیری آنکھ مین تیرے
پھریرا سرمئی ہی یہ نشان فوج مژگان کا

ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
لطافت سی عیان ہی تخم سیب زنخدان کا

وہ گریان ہو جو میرا یوسف دل گر پڑا اس مین
کبھی پانی نہ ٹوٹی گا تری چاہ زنخدان کا

جہان کو قتل کرتی ہین جو مہر و جامہ زیبی سے
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال انکی گریبان کا

رہا کرتا ہی اپنا دہان شکوہ فرقت مین
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا

دکھایا اسنے عارض قبر عاشق سے لگی کہنے
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا

نہ بینگے ڈول بھر بازی طفلان مین گلکے
اثر باقی رہی گا الفت چاہ زنخدان کا

حلب کے صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
مسی پر لعل لب کی تہ ہے شام بدخشان کا

بہت کچھ کھو کی پائی اسنی راہ خود فراموشی
دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنی بیابان کا

گرا قطرہ پسینی کا جو اس روی مخطط سی
اٹھی گا جنس جان کی ساتھ سیپارہ قرآن کا

ہوی ہین جمع آنسو کرکے ہین شغل خیال کیا
گمان ہی ان مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا

فلک بھی و ماغ ای منعمو اپنا گدائی مین
بہت ہی جو رہا خواہان نہین تخت سلیمان کا

دل دیوانہ کی چنبر جو زلفون مین اسیر ہوگی
لقب ہوجا ہی گا صبح وطن شام غریبان کا

نپایا بوسہ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
نہین نسانکی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلین پر اوسکی نہین ہی پان کا لاکہا
نکل آیا ہی کہا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پری زادون نی دی مٹی جو مجکو بعد مرنی کی
کوئی تختہ لحد مین تہا مگر تخت سلیمان کا

۲ — ۲۲

مسی مین پہیکین مین عیان ہی نور ہر دو آئینہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
جا رہو ہر دل کی اک آئینہ پیدا ہو گیا

پہٹ گیا دامان یوسف کیا ہی سودا ہو گیا
کیون نہ سوزن ہو کہ کر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجی اب معجزی دکہلائیی
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بہوونکا گر پڑی ہم سر کی بل
آیتین سجدی کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

دریہ اوس خوش چشم کی جا بیٹہی ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چہالا ہو گیا

خوب محشر کی بپا یار کو دکہلا دیا
آج او رفتار جانان کار فردا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکہا خواب مین بہی یار کو
میری اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بہی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کی جلدی مین ہم بہی گہوتی کو جاتی تہنگی
گر سیہ پوشی سی کعبہ چشم لیلا ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
جنگلی آہو سا یہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خود نما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام می
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

ہوگیا وحشی گھڑی دیکھی جو وہ موتی سی دانت
بڑھ گئی گرد یتیمی دشت پیدا ہوگیا

کیا سنایا کیا پڑھایا ای چمن آرا ہمین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب جوش دیکھ لی ہر رنگ مین
قیس کو آہو بہی چشم شوخ لیلا ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائی آنکھ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبۂ بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچھو تو چکّر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سی تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مری دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظّارہ معطّر آنکھ کی پتلی ہوی
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجھمین لی ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بہی ساغر مین سکا ہوگیا

سبزۂ عارض نہین بی جلوۂ روح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم بغل ہونیکی ہی اب تو سراپا آرزو
ضعف سی قد جھک کی آغوش تمنا ہوگیا

۳۳

قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سی سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا

۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدہا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنی دیکھا گھٹ کی قطرا ہوگیا
ای حباب اب تو تری کوزے مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنی لگا کر دونکا لعتی ہو کیون
آب گوہر ل کی کیا خنجر دوآبا ہوگیا

سرخ عارض پر تری ساقی جو نکلا خط سبز
ساغر زریں یہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض پہ جو نکلا پہاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتی ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پہٹنا تہا ستم ایدست شوق
ٹکڑی ٹکڑی جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بہی جا پونہچی خریداران حسن جنس فروش
چاہ یوسف کی لبی دوکان عطّارا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بہی نام ایسا جپا
دانہ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کہا گیا مجھ ناتواں کو غم مری خوش چشم کا
ہوکی کا میدہ اسی ہوکا چارا ہو گیا

آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آگیا وہ دست عیسی ہو گیا

ہو گیا جامے سے باہر اپنے کپڑے پہاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانیکو رستا ہو گیا

بل نکالے ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدہا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشوں کی ساقیا دریا دلی
آنسوؤں سے بہر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردش میں ہے
آسمان پیر چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وائے محرومی گلی پر میرے چلکر رہ گیا
منہ ہوا خنجر کا میٹہا جب کڑوا ہو گیا

اتہو رونیکی صدا گوش بتان تک جاے گی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

باڑہ کی ڈیوریگزار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

ذکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کی یان دق کا چیلا ہو گیا

قطعہ

زیب دیتا ہے تماشا گاہ عالم کر کہون
جسطرف گذرے ہے اک مجمع تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ وہ ایک تم آٹہوں کا میلا ہو گیا

وله

گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلا ہوگیا
شبکو روشن یار کی بازو کا اکّا ہوگیا

خشک دریا ہوگئی موقوف رونا ہوگیا
خاک ہی پانی کہان چوراہا چوکا ہوگیا

ہون وہ لاغر جب کہا اونکی کف نگین پیچ تہ
طائر رنگ حنا بہی رشتہ برپا ہوگیا

کردیا تحریر اپنی بی صدا تقریر کو
مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا

آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اوڑ گیا
جامۂ تن اب جنون شبنم کا کرتا ہوگیا

واکیا جب یار نی آئی صدا مثل صریر
خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا

بل بی شوخی دیکہتی ہین جب مرا قد دوتا
ہنسکے کہتی ہین سجن کیا انکا دہرا ہوگیا

آنکہ ہر اک طفل کی اب جنون پڑنی لگی
دہیلی آنکہونکی چلی مجکو جو سودا ہوگیا

تم نہانی کیا گئی اوسکو ملا یا خاک مین
ریگ ماہی فرط بیتابی سی دریا ہوگیا

طوق قمری کی بالیدہ بنا دیوار باغ
سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا

افعی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوی
ہاتہ مین خامہ عصا ہی دست موسی ہوگیا

اپنی جا می سی اگر باہر ہون اب ممکن نہین
ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا

اونکی چلنی کی صفت لکہی تو ہل چل پڑ گئی
قاصد اپاہی قلم سی خط روانا ہوگیا

مژدہ ایساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار
شیشۂ توبہ کو تہمر جام صہبا ہوگیا

دیکہی قابل ہی اوکبک دری رفتار یار
ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا

کہینچ لایا حسن کو بہی عشق اپنی رنگ پر
ضعف سی مین زرد رونی سی پیلا ہوگیا

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب … دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ آکے پاؤں ہے ہی جسطرح فتا کلک … چلتے پھرتی ہین سیلا گو جسم آدھا ہو گیا

آئینہ دیکھا تو اپنے خط آپکے نکلا وسکی ٹہری … کاغذی ہا دام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لبے یاد سے چوما اگر … ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

پھر کے دیکھا جام ہم نے بی پی خالی ہوا … فرقت ساقی مین بنچورا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین … اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی مرتا تھا نہ وسکی ترچھی نظر تیر و زیر

پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا

۲۳

تصور یہ رہا آنکھوں مین اوس لیلی شمائل کا … کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہے پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہے چاہا نان تیری درودر کے سائل کا … ہوا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ ہی گل کا

بدن مین میرے جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین … نہ پوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پنہایا یار کو بھی طوق منت کی پہانسی سے … فلک نے باری نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادھر بھی تو اضع کی ودھر تعظیم اوسنے کی … جھکائی مینے جب گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنے اوٹھایا سر گرے نظروں سے قدر اوسکی … نہ دیکھا کوہی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کی تصور مین جو پھرتا ہون … تو نشکل خانہ نقش پا ہین میرے عالم سلاسل کا

نہی ہے جی ہنسنے پھیرتی ہے تصویر بھی اوسکی … کھنچا ہا سے ہا کرتا ہے کچھ نقشہ ہی قاتل کا

کسے مینے کر دیئے خاک ہوتی پر بھی لفت اسکے … پڑا ہے پال از خود جب بنا کاسہ ہی گل کا

گلا کاٹوں میں اپنے ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جائے عقدہ میری مشکل کا

کریموں سے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شے ہے
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنوں اب تھک گیا ہوں پھرتے پھرتے چین کرنے دے
کہیں جاگی نہ ہو پائے خفتہ سنکر غل سلاسل کا

الٰہی خون کی قطروں سے آواز آئی گھنگرو کی
پھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دل میں کبھی آنکھوں میں جا دوں ان حسینوں کے
کہ ماہ و مہر کا ہے کام طے کرنا منازل کا

نکل جاتے ہیں تڑپ کر مچھلیاں دست حنائی کے
لہو بہہ جائے او قاتل گر مجھ نیم بسمل کا

چرا کرتی ہیں سبزہ کھیت کا کشتوں کے جو آہو
سمجھتا ہوں میں شے یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتی دار پر منصور کی ہمراہ انا الحق کو
تماشا دیکھنا منظور تھا کر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کی سرمے نے مجھکو مار ڈالا ہے
نہیں آواز اگر ٹوٹے کوئی ساغر مرے گل کا

زمیں بھی نکلی جاتی ہے مرے پاؤں کے نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہے ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہے راحت مجھکو جیسے رنج بھی مجھکو
جو تسکیں ہو تو پہلو ہے غم نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہیں مجھکو
کہ ہے بس ایک پاؤں کی لغزش سے طے کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہے جسکی سبب پامال ہستی ہے
حنائی ذبح کرنے میں تھا مانا ہاتھ قاتل کا

۶ — ۲۶

وزیر اب سینے میں دل کی عوض کیا درد رہتا ہے
کہ رویا کرتے ہیں پڑھ پڑھ کے ہم دیوان بیدل کا

نشانہ بعد مردن بھی ہوا ہوں تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہیں ناوک گر تیر وہ مری گل کا

جو چھپتی تھی مرے روئی تو تھی یہ خاک مرقد
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

فقیری مین بهی ایدل آسمان پهی دماغ اپنا
گدائی بهی کرین تو لیکی کاسه ماه کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم هی
نکل جاتا هی مضمون هاته آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پهر کسی گل کی تبسم نی
سکهایا خنده گل نی همین ناله عنادل کا

برای بازی طفلان بنی هی آسیا اکثر
وه سرگشته هون نی هر نقشه هی گل کا

زبان تیغ او ظالم اگرچه چال پهسان هی
دهان زخم سی کهنی لگین هم مدعا دل کا

غش آیا هی همین بس دیکهتی هی تیغ ابرو کو
هماری منه په اب چهینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا جان جوش گریه سی طوفان سا طوفان هی
بنی هی اس بحر مین مضمون مهلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باهم بسکه نالان تهی
مه و خورشید پرده هو کاهوا مجکو جلاجل کا

اگر عقده سراپا هی برنگ اشک کیا غم هی
مری افتادگی کی هاته حل هوتا هی مشکل کا

مری شکوونکی دریا کا کبهی جو شور سنتا هی
برنگ موج زهره آب هو جاتا هی ساحل کا

پهن کر کفش نو یار عجب آکر خوب سا روندی
مبارک هو تمهی دشمن بیر پا کهنا مری دل کا

بنی ریگ روان تجکو اپنی اور ڈهونڈها کیی تجکو
نچهوٹا بعد مردن هم سی طی کرنا منازل کا

یو هین هم ساربانی غیرت لیلی کیا کرتی هین
نهین محمل تو مضمون باندهتی رهتی هین محمل کا

اگر سیلاب شکوونکا بهی گا یون هی ای وحشت
بنی گا صورت گرداب هر حلقه سلاسل کا

بچهائی چاندنی مهتاب نی خورشید مشعل هی
فلک قصان شادی هی یون نالم هی کی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت دل آنکهون مین آتی هین
تلاش اب وسعت گم گشتگی مین هی قافله دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی هی پر تلی هی
بطوری بهی کهادی اب تڑپنا مرغ بسمل کا

ستاری جھڑتی ہین چلنی مین اوسکی کفش زرین سی
قبا ہی آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ہی ہر روش ہی کی کبھی انکی
زیادہ چاہ کنعان ہی ہو تیرہ چاہ بابل کا

لگاؤن طوق کو اب ان گلی سی مدعا سمجھا
نہین ہی موجہ قدمون پر مری گرنا سلاسل کا

جھکائی ہین کنوین تجھ نی فرشتی کی کھون منہ پر
تری چاہ ذقن نی منہ دکھایا چاہ بابل کا

کہتی ہین اسکو عرش کی زنجیر سی باندھو
فلک تک ہی دماغ اِنروزون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہون نہ ہو کعبہ مین کھون ہم تک اسکو دیکھو
تصور ساتھ ابرو کی کرون خسار کی تل کا

۷ — ۲۵

بنی گا نامہ بر زاغ کمان اب ہی قمری زیر اپنا
ہی خط مین وصف خال برو خمدار قاتل کا

پس مردن بھی مشکل ہی نہین پہچنا یا تیک دل کا
لحد ہی نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

منہ سی کھینچا ہی صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دیتی ہی فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نی سنائی نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہی کہ پھرتا ہون تیری تصور مین
دکھائی آبلہ پاؤن کا میری جلوہ محمل کا

منہ خورشید اگر پھرتی ہین تجھ گردن بھی پھرتا ہے
حسینون کو نہین شیوا طی کرنا منال کا

کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہی
نہین ہی زخم گردن پر یہ ہی احسان قاتل کا

پھنسکر دہائی جو اکھیت مین کشتو نکی آ ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا اللیلی مین کیا ہی لطف مجنون کے مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہوا آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھی تماشی جب خدائی کی
دھرا رہتا ہی آگی اسکی آئینہ مری دل کا

تری ہین منتظر گنتی ہین حنا ہاتہ دن گھڑیان — اسی کافر یہ ادنیٰ پردہ ہی عقد انامل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کہینچ لائیگا — اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بہر ڈہونڈہا کیا گردون — مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سی میری گر بیمار ونکی ہو گئین آنکہین — تصدق کی لیی کہچواؤن عین آنکہون کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینی سی نکلا ہی — تماشا دیکہہ وا ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تہا آسمانکو دخل ایسا شیشہ بازی مین — اوڑایا دہنگ اسنی بہی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوس بہبوکی نی — ہی نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

ہر طائر اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجہا — دہان زخم سی سائل ہوا مین تیغ قاتل کا

گلی تیغ و سپر باندہی بہا کرتا تہا وہ ظالم — لڑکپن ہی سی تہا خالی ستم سی میری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوس شیرین مین شوخی چشمہ شیرین — پڑی گر عکس فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری رحمت کی آگی کیا حقیقت ہی گنہ ہونکی — خدایا روبرو حق کی کہان تب ہی باطل کا

وہ اپنی مردن ہی مین ہنستا ہون نالان اونکی ہاتہ سی — بجاتی ہین پپیہا اے جنون لڑکی مری گل کا

بنائی گل مین شعر مین اب آشیان بلبل — سراپا گل کی ہم صورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ ہی اوس معنی فا تک خط پہونچنی کی — کبوتر بعد مرنی کی بنا اکثر مری گل کا

قدم رکہتی ہین تب دشت جنون مین اپنی چلنی ہی — پہرا دیتا ہی سر جب اے جنون نالہ سلاسل کا

٨ — نقیرین مین فقیر آکی پربان پاؤن ٹوٹی ہین — یہ نقش بوریا اپنی لیی ہی نقش عامل کا — ٢٣

گردِ مشق خیالِ خطِ جانان ہوگا
پہر تو جو خط مین لکہونگا خطِ ریحان ہوگا

کب دہن خط کی نکلنی سی نمایان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہی خضر سے بہی جو پنہان ہوگا

بعد مرنی کی مری کوئی نہ گریان ہوگا
زلفِ جانان کا مگر حال پریشان ہوگا

تیری ہاتہون مین پری رتبۂ دوچندان ہوگا
طائرِ رنگِ حنا مرغِ سلیمان ہوگا

حال پوچہو نہ مری رونی کا بس جانی دو
ابہی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتہ جو مین گی سبہی گبر و مسلمان تیری
ایک مین دستِ صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا اودہر دلسی ادہر صبر و قرار
صبح کی ساتہ مرا چاک گریبان ہوگا

اوسکی تلوارین لگائین ہین مجہی ہنس ہنس کر
گل شرمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنی دروازیکی زنجیر سی باندہی مری ہاتہ
اٹہو درکار نہ کوئی اوسی دربان ہوگا

چاند ہالی مین مجہی دنکو نظر آتے گا
میری آغوش مین جب مہِ تابان ہوگا

شاد ہون گا جو مجہی قتل کریگا ظالم
دہنِ زخم بہی رشکِ گلِ خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لبِ گور سے نالان ہوگا

رکہیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کی وقت
شعلۂ حسن چراغِ تہِ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثرِ نغمۂ رنگین سی مری
رقص مین صورتِ طاؤس گلستان ہوگا

اور ہی قاتلِ عالم پہ مری گی خلقت
کبہی تلوار کی مانند جو عریان ہوگا

ہونہین شاعر تلین گی مری اعمال بہی
آپ ہو زرون یہ مرا خرمنِ عصیان ہوگا

پاؤن سوجائینگی تو خواب مین دیکہین گی اوسی
نہ فراموش کبہو کوچۂ جانان ہوگا

ہڈیان میری بدن سی جو ہین نکلی آتین | گر سند آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر | کوی اوس مین بہی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو مین مرنے پہ | خط جو گردن پہ کہینچی گا خطِ فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلینگے جو ہمارے اعمال | چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس وہ لا پہلی ہی سی ترک سخن کر دیجی | کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا

ہوکی مایوس سگ یار رہیگا جو وزیر | استخوان میری کا کہلکی پشیمان ہوگا

کبہی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا | لاکہ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیری آنی کا ڈرا ہی شب ہجران ہوگا | سایہ دیوار کا گہر مین مری پنہان ہوگا

کبہی جنت کی نہ دروازی پہ رضوان ہوگا | ہاتج ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلف سی ہو جائیگی صلح | صاف ہو جاینگے گر پیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مری لاشی پہ نہ روئیگا کوئی | زخم تن بہی مری حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکہ سی بی تابانہ | اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

ای صنم رات جو چہوٹی ہو تو دن بڑہ جائی | زلف کوتاہ جو ہی حسن دوچندان ہوگا

آزما لیجیو تلوار لگا کر قاتل | ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی گل کی نصیحت مجہی ہنسنا نہین خوب | روونگا مین جو مرا زخم بہی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا ہوا کبال بہی کہلائیگا یار | مورچہ چہوڑ کی تلوار گریزان ہوگا

ہوگی ابرو جو لگی گی مری ماتھی پہ تیغ
آنکھ پر تیر سے لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یا پریشانی وا ابرو پہ چنی گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین نہ لقون نی تری کین جو بلائین نازل
ای پری تجھسی ترا سایہ گریزان ہوگا

آوگی اپنی اسیرونکی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی در زندان ہوگا

روز اک داغ مری دلکو جو دینگی گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہوگی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سی ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سی عرش کی زنجیر ہلا دینگی ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سی ہوی باہر جو مری دست جنون
ٹکری ٹکری ابھی دامان بیابان ہوگا

یا دین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتی ہی دست دعا پنجہ مرجان ہوگا

یون ہی ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی وہی نظر وہ مین لا رحمت حق
حشر مین جرم نہ شرمندہ میزان ہوگا

رنج سی رنج دیی یار کی دربانون نی
گذری فردوس سی ہم وان بھی جو دربان ہوگا

استخوان تن سی نکل آئینگی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

۱۰

اوس پریکو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آکی مرا مرغ سلیمان ہوگا

۲۵

آیا وہ ماہ لا پیالہ شراب کا
مہتاب کی ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد دہ ہی یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہی جو ساغر حباب کا

پرتو سی رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

روئی کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھی جو وہ دہن کی کہوں مین کمر کی بات
کیا ہی جواب ون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جا ہی کبوتر ہو نامہ بر
نامی مین تھی عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کی جواب کا

اپنی گناہ آنہین سکتی حساب مین
زاہد کو خوف چاہیی روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئی ہین کبوتر ہی عندلیب
قاصد نکر سکے مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جھمری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تو سر چڑہی ہین تری کیون نہ بل کرین
موئی کمر کو کیا ہی سبب پیچ تاب کا

جز سوز غم جگہ مجھی پہلو مین دی
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلو نکی زخم کی انگور ہی سی کھینچے
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

چلنی مین ناز کی سی غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نی رخ پر گلاب کا

اب سبکو روند شوق ہی ای توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسیکی رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھی ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کی کانٹا گلاب کا

تنہا ہی وہ چھڑک کی نمک زخم پر مری
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنی لگا اضطراب کا

غالب تھی کیا ہی جو پا بوس یار کو
اندازا وڑا لیا ہی یہ تھی رکاب کا

بزم جہان مین ہی کوئی دم یہ مے سرور — ہی ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجھسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب — توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنی خندۂ دندان نما کیا — لبریز موتیون سی ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے — وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جاے جہان ہر منہ دہو پھری — عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

کافر ہوا ہون پیکی مے عشق بت وزیر — زنار مجکو چاہیی موج شراب کا

اوس مہ کی منہ لگا ہی پیالہ شراب کا — ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تاری نمود ہون جو غروب آفتاب ہو — آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مری ساتہ دشت مین — ہی اس سبب سی اسکی پاؤن مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کی حفظ کیا آہ کا سبق — رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام مے کو نہ کہنا وگرنہ مین — جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سی خلد ہی — اے میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوسکا جی پھرا ہی جو دریا کی سیر سی — گردش مین ان دنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی — ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مری منہ مین مرتی دم — صرفہ کری گلی سی جو خنجر کی آب کا

چہرہ سے آفتاب قیامت مراد ہی — داماں حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی
آیا جو غش گمان ہوا سبکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑی کی مجھی خار کہتی ہین
ہی سبکی دلمین گھر تری خانہ خراب کا

وان بھی اٹھی تو منزل اول ہی گور کی
ہی قصد کوی یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھی تری خنجر مین آب ہی
گر ہو سکی تو کام بڑا ہے ثواب کا

۱۲

بیطرح بجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مری اضطراب کا

۲۲

کب دی ہمین وہ بھر کی پیالہ شراب کا
اودھی نہ جسکے ہاتھ سی ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھی بھرا دل شراب کا
منہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس دُر دندان کی آب کا
آب گہر سی بہ گیا ساغر حباب کا

یہ روؤن مین فلک سی ملی سطح آب کا
پونچھاؤن آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامی ہی سطرین وان مین
قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سی کیا ہی مرا کالبد بنا
یا رب یہ کیا سبب ہی مری اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب
کاغذ ہی اشک سرخ سی تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو
ہی حلقہای چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن مین صورت خط زیر لب عیان
ادنی یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتی کٹتی ہین عیدونکی آمین آہ
ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نی چاندنی اوسی مشہور کر دیا
دیکھا جو تجکو رنگ اڑا ماہتاب کا

ہر اک کے ہان زخم سی گویا ہوں شل نے
کیا منہ لگا ہوں دیکھی بنا جواب کا

اے مستِ ناز روی خط جام دیکھکر
آتا ہی دھیان نشہ مین خط کی جواب کا

ہنستا تہا میری زخم مین ہر ایک غنچہ لب
کیا کہل ہا تہارات کو تختہ گلاب کا

ہمراہ دل جلونکی تہو پیکشے سے ہے
ہوتا ہی ساتہ خوب شراب کباب کا

لڑکی جدا ہین گرد مری بلبلین جدا
ہر سنگ خون سی پہول نلہی گلاب کا

اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر
کہینچا ہی جو ہلال نی نقشہ رکاب کا

ریگ وان کسطرح نہین خاک کو قرار
عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا

قطعہ

جانی لگا جو بزم سی وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مری چشم پر آب کا

مانند موج اسپ لی جب کی شناوری
حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

کیا نازکی ہی نیلوفری گل ہتہی ہہون
منہ سی لگا ہی یار جو ساغر حباب کا

۱۳ تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب
کچہ غم نہین وزیر کو روز حساب کا ۱۸

بزم صنم مین رات تہا چرچا شراب کا
روشن ہوا تہا شبکو چراغ آفتاب کا

آیا خیال رونی پہ چشم پر آب کا
آنسو کی پونچہنی کو ہوا دامن سحاب کا

بیجا نہین حجاب مری ماہتاب کا
دیکہا ہی منہ کسینی کہان آفتاب کا

چہرہ پسی ہیری پوچہی جو تو اشک گرم کو
ای برق جلکی خاک ہو دامن سحاب کا

آئیگا کوئی دم کی لیے پارسا قیا
ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

مجنون کی آج حالت پہ ہم روئی جائینگی
استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا

میخانہ چشم مست ہی اور گوشہ جام ہین
ساقی گلوی صاف ہی شیشہ شراب کا

آتا نہین نظر سے آلودہ وہ دہن
گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا

ایسا جلا ہی گردن ساقی کو دیکھکر
محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا

لکھا ہی سوز دل پہ پروانہ ہین ورق
شیرازہ تار شمع سی باندہو کتاب کا

آتا ہی غش تری دُر دندانکو دیکھکر
چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا

گردشمین ترا ابرو پہ خم ہی چشم مست
محراب مین بھی دور ہی جام شراب کا

وہ بادہ کش ہون آہوی چمن مین دشت ختن
ہر گردباد دور ہو جام شراب کا

میری طرح وہ غیر سی بھی آنکھ پھیر لی
ہون منتظر زمانی کی اس انقلاب کا

زنار ہو جبین پہ گئین ناقوس ہین حباب
ای بت کیا ہی تو نی جو نظارہ آب کا

کوی صنم مین شوق سی مئخواریان کرین
فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا

کہتا ہی آب تیغ سی سیراب کر کی شوخ
پانی پلانا کام بڑا ہے ثواب کا

۱۴

گردش پہ چشم مست کی الٹ پس گیا وزیر
ٹوٹا ہی دور جام سی شیشہ شراب کا

۱۵

آج سے ہمنے لب جانان دیکھا
ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا

روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ
ایک ہفتی مین دو چندان دیکھا

کہا آئینہ قد آدم سے
جب سراپا مجھی حیران دیکھا

مین وہ بلبل ہون تصور پیشہ | آنکھہ کی بند گلستان دیکھا
دیکھکر پریون کی ہوش اوڑتی ہین | تجہکو کوئی نہین انسان دیکھا
پہلی ہی مرگئی ہم خوب ہوا | نہ غم رحلت یاران دیکھا
لنبی لنبی تری بال آگئی یاد | جبکہ طول شب ہجران دیکھا
کی نگہ چشم فنا سے جسدم | اپنی گہر آپکو مہمان دیکھا
بادشاہی کی تمنّا نرہی | جب سو گور غریبان دیکھا
ہون وہ بلبل کہ قفس ہی مین رہا | خواب مین بہی نہ گلستان دیکھا
یاد دندان مین ہی کیا دل بیتاب | ہمنی گوہر کو بہی غلطان دیکھا
تجہسے ای صبح وطن ہوکی جدا | صدمۂ شام غریبان دیکھا
ایک ہی جہٹکی مین ای دست جنون | پاس دامن کی گریبان دیکھا
اپنی جامی سی ہوا وہ باہر | جسنے تجہکو کبہی عریان دیکھا

۱۵ گرپڑی بجلی جو ہم تڑپی وزیر
رو ئی تو ابر کو گریان دیکھا ٭ ۲۱

میکشی مین ہمسی آزردہ جو دلبر ہوگیا | گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا
جلوہ گاہ زلف وہ روی منور ہوگیا | کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا
طوق آہن خون سی اک حلقۂ زر ہوگیا | سنگ طفلان مجکو پارہ سی برابر ہوگیا
غنچۂ لب کی اثر سی کیا معطر ہوگیا | بنگیا پانی گلاب اور پہول ساغر ہوگیا

معجزی ہوتی ہین تجہسی ہر قدم اعجاز قد — جاتی جاتی باغ تک سایہ صنوبر ہوگیا

غنچۂ یاقوتی بہلا کیا چاہئے جامہ مجھی — الجھنون مین اپنی ہی جامی سی باہر ہوگیا

خندۂ دندان نما کرتا ہے آ جائین نظر — شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ نو ہوگیا

تیغ قاتل کا نہیں احسان سر پہ شکر ہے — یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہوگیا

نالۂ دل وہی خورشید محشر داغ ہی — صاف آب و زجدائی روز محشر ہوگیا

تیری کوچی کا جو رونا یاد آیا خلد مین — مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہوگیا

ابروخم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریاے حسن — کہل گیا جب گیسوے پر پیچ لنگر ہوگیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق مر رہا — فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہوگیا

لکھی خط ایسا مین وہ یا بہی پہنچا یار تک — نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہوگیا

خاک ہو جانی پہ بہی مجہ مست کو ہے مے سے کام — بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہوگیا

لکھی دیوان مین جو اوس دی خط کی صفت — صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہوگیا

خط کو چہاتی سی لگا کر مر گیا مین شوق مین — قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہوگیا

گردن مینا بہی جب شاخ گل کو چہو لیا — گل کو چشم مست سی دیکہا تو ساغر ہوگیا

عالم سودا مین جب آیا تری رخ کا خیال — پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہوگیا

لکھ گیا جس سطر مین تیری دندان کا وصف — دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہوگیا

اوس سراپا نور کی صحبت مین جو طائر چہپا — ہاتہ سی چہٹتی ہی وہ مرغ منور ہوگیا

۱۶ خار پا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا ۱۸

کب چھپیگا چاند سا مکھڑا عیان ہو جایگا
یار کی دالان کا پردہ کتان ہو جایگا

جس طرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جایگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جایگا

پاس ہی رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب تنگ سی بہتر دہان ہو جایگا

ہمصفیرو ہوگی جور باغبان سی تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جایگا

چٹکیون مین تم اوڑا دینا اوسی ست صنم
طائر رنگ حنا بی آشیان ہو جایگا

جب خفا ہوتا ہی یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نامہربان کل مہربان ہو جایگا

آگیا جسدن ہماری گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو اک آسمان ہو جایگا

گر زمین سی ہو گیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جایگا

چل کی جو تمنی تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکہ پہیرو انقلاب آسمان ہو جایگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہمای تیر سی
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جایگا

پہر کی پہری ساتھ لطف اوٹہا یا دشت پیمائیکا
اب جو مین ٹہرا ابہی تو سایہ روان ہو جایگا

وصف ابروی یار کرنی کو بنیگا ماہ نو
اک مہینی مین تو تابان زبان ہو جایگا

لطف از خود رفتگی گر دیکہنا منظور ہی
منہ دکہا دو آئینہ آب روان ہو جایگا

یاد زلف شعلہ رو مین شب کو گر روشن ہوئی
اوٹہتی اوٹہتی شمع کا شعلہ دہوان ہو جایگا

ہر رگ پی ہین سمائی ہو تمہین کہینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جایگا

ہو گا اک پہلو مین داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جایگا

کب سبہ کا رہی سی آونگا فرشتونکو نظر
شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجایگا

۱۷ | ۱۴

یاد گیسوکی ولائیگی چمن مین لی وزیر
سنبلستان میری نکھونکو دہوان ہوجایگا

کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجایگا
دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجایگا

سوز غم سی شمع روشن استخوان ہوجایگا
جای سبزہ میری مدفن پر دہوان ہوجایگا

خاک میری لی اڑا کر اوس جو پر و کیطرف
باوکا جھونکا بھی تخت روان ہوجایگا

دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین جو لایا باغبان
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجایگا

مہربان ہی جسپہ یہ نامہربانی ہی تری
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجایگا

تو گیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہوجایگا

یار ہی نازک مزاج او مین ہون غمگین کیا نہ کہون
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہوجایگا

ڈر ہی ای جراح قاتل سی نہ ہو قطع سخن
ٹانکی لگ کر زخم میرا بی زبان ہوجایگا

گر پڑا قاصد سی تو لیگا سگ جانان اوٹھا
میری نامی پر گمان استخوان ہوجایگا

خواب مین ہی اسکو دیکھونگا مین فرقت نصیب
پردۂ غفلت یقین ہی درمیان ہوجایگا

ملکی سی وہ جائیگا لکھوٹا پان کا
آگ لگ جائیگی بعد اوّل ہوا ہوجایگا

صاد قون سی وعدۂ دیدار اگر جھوٹا کیا
صبح کاذب کا تری رخ پر گمان ہوجایگا

باتون ہی باتون مین جائیگا قصہ عشق کا
یہ سخن ہو کر بگڑ کر داستان ہوجایگا

کعبی سی بتخانی کو جاونگا و سدہار ای وزیر

۱۸ مجھ میں اور بت میں خدا جب درمیاں ہو جائیگا ۱۳

رخ سے سرکی زلف ہوش ماہ نو اوڑ گیا
کھل گئی ہنسنے میں دندان رنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دی تکلیف شوق قتل میں
سایۂ شمشیر پڑتی ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب کی ذلتیں کہتا ہی یار
گھر میں کیوں آتا ہی پھیری کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب تو آنائی تھی تا جو ہوا یاں ضعف سے
کوی جاناں کو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہوں میں وہ بیتاب کب دیتی ہی تاثیر قوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکساروں کو ہرگز احتیاج پر نہیں
طائر رنگ حنا ہاتھوں سے بی پر اوڑ گیا

آنسوؤں کی ساتھ دم نکلا مرا آنکھوں کی راہ
مرغ جاں وحشی تھا آخر راہ پا کر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفائی رخ نے صاف آئینے کو
خط نی وہ کھلائی جو ہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش دی سکا
طرفہ اک طوطی مرے قابو میں آکر اوڑ گیا

کسکی وہی حیرت فزا کاہی آنکھوں کو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دل کی جدائی کا سبب پوچھیں آپ سے
کیا بتاؤں آگ سے سیماب بنکر اوڑ گیا

۱۹ بی سبب کب جلوۂ برق طپاں ہی ای وزیر ۱۸
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا

سر مرا کاٹ کی پچھتایئے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لوں دل کو ذرا ہاتوں سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

کبھی باران عدم کیا گذری | پچہ لب گور سے فرمایئے گا

یوسف حسن اگر گم ہو گا | آپ یعقوب نظر آیئے گا

کرکے اثبات دہن کیجئے وصف | دیکھیے منہ کی اب ہے کہایئے گا

کم سے دینی مین بہت فائدہ ہے | بوسہ اک دیجیے دس پایئے گا

خط پہ خط سے لکھیے گا ای شاہ سوا | گھوڑی کاغذ کی بہے دوڑایئے گا

مردم چشم سے آئی جو حجاب | آنکہ کی پردی مین چہپ جایئے گا

کیا گریبان نی گلا گھونٹا ہی | ادہر ای دست جنون آیئے گا

کہکی پائون سی سے چلے یار کی گہر | ہم جو اوٹھنے لگین سو جایئے گا

کہکے یہ تم ہو بڑے ہرجایے | دربدر کیا مجھے پہروایئے گا

کیون بناوٹ سی اجی ونی ہیں آپ | جہوٹی موتی کسے دکہلایئے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا | بہرکی اشک آنکہ مین پی جایئے گا

مصحف رخ کی قسم مین ہے مزہ | ہمسے قرآن یہ اوٹہوایئے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف | خط جو نکلا ہے نہ شرمایئے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑی | مول لیگا کوئی بک جایئے گا

حضرت کعبہ جو بن جایئے عرش | دل کی وسعت نہ کبھی پایئے گا

مثل خورشید ہی ای گل تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ ملبوس تو چہوٹی سی اوڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائی تن سرخ ترا

خط سی ایسی لگی ہی ہو رخ گلگون کی بہار
رہی سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مہ مین دیکہا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس سو نکلا باہر
خط سی یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکہہ سکتی نہین اُس سی کبہی بہر کی نظر
کہین رنجائی نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بہی اک لطف تہا ہوتا جو بہم ای گلفام
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکہتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین لب گل
خاک اچہا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سی نسبت
کہین خورشید سی روشن ہی تن سرخ ترا

مرتی دم سیب کو کیون سونگہ لیا یوسف نی
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سی یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسی کی لائی دہن سرخ ترا

۲۱ خون نفشان چشم ہی کس گل کی تصور مین وزیر ۲۰
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

یہ مجکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار رہی نہ صبا سی مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

خمیدہ ضعف سی ایسا ہین درد مند ہوا
کہ سایہ پاؤنکا سر ہی مری بلند ہوا

کیا پسند خلائق نی اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیرونکو اوسنی خوخط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسیلئے بات نہ پوچھی پس فنا میری
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ سایہ اوسکی کھینچ گیا مین
تمہاری بام کا سایہ مجھی کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پہنچہ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی وسی یاد آیا وعدۂ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوسکی قبا کا بند ہوا

زبان شمع سی نکلی صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنائی گرمی کی
تری ہتیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنی صانع کا
وہ آئینہ ہون سکندر کی ناپسند ہوا

ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار ریابند ہوا

بجھائی زہر مین تو نی لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنی پہ تعظیم وسی ہی وحشی کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزی وہ پائی خفا ہو کی اوسنی بھیجی جو نبات
ہمین تو سودۂ الماس سو قند ہوا

ہر اک جو انکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی ای بقا اپنی قسمت سے
تو بی نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نی گلشن مین
غبار قبر پہ انکا سرو قد بلند ہوا

۲۲

مری غزل کی صفت کرکی یاکہنی لگا
سخن وزیر کا اب بادشہ پسند ہوا

۲۲

پس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سی نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدی مین کی عجز یہ پسند ہوا

نہ آیا محفل می مین گر ایکدن ساقی
دعا کی واسطی دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سی مکھڑیکا عکس بولا یار
سپہر کی چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پر ای ماہرو کھڑی دیکھا
فلک سی آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھی عشق خال جانانے
کہ میری سائی پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گراہی دیکھہ کی اوس ہر وش کا چاہ ذقن
فرشتہ جو تھا وہ آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس دریا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھہ کی اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینی کو دست سبو بلند ہوا

بری ہی آہ اسیرونکی دیکھہ ای صیاد
تو اپنی گیسوون سی بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہی تری دیکھنی کی آنکھون کو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیری افعی گیسو ہین تہہ ہی قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ وہی گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دلسی مری آج رنج عریانی
کیا شہید جو تونی نیازمند ہوا

تنی ہین صورت امن یہ زخم دامن کا
گلی کا زخم گریبان تیر بند ہوا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکی بولا یار — یہ میری دزد حنا کی لیی کمند ہوا
دم شکار جو گیسو کو اپنے کہول دیا — سمند ناز کو اوسکی شکار بند ہوا
کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکی دام مین مین — پری کیطرح سی شیشی مین آپ بند ہوا
جو کہا یا زہر تو یاد دہان شیرین مین — زبان تک آتی ہی مثال قند ہوا
کری غرور طاعت پہ کہد و زاہد سے — مری کریم کو عذر گنہ پسند ہوا
فسانہ لب شیرین جو تا فلک پہونچا — یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا
اب گی دیکھیی ای طفل کیا پڑہائی گا — الف ابہی سی تری ناز کا سمند ہوا
لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیی کیا — اک استخوان تہا سو وہ اوسکی نا پسند ہوا

۲۳ — ۱۹

جو روئی ہم تو گری ٹکڑی استخوان کی زیر
جنون مین سنگ سی آئی چہ زبند بند ہوا

حسرت ای جان کہ ہی لب سی فغان زار جدا — مژدہ ای موت کہ عیسی سی ہی بیمار جدا
در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا — ماہ نو چرخ پہ کہینچی ہوی تلوار جدا
چشم سی چشم نئی ہی جو یہ دلدار جدا — چاہیی تہا رہی بیمار سی بیمار جدا
ہی یہ الفت مجہی سفاک نی جب وار کیا — شکل ابرو نہ جبین سی ہوئی تلوار جدا
اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ — کبر زاہد ہی جدا کبر گنہگار جدا
تیغ کہسار سی کیا کبک گلا کاٹ ولا — ابہی سر کتنی کریگی تری رفتار جدا
جو خریدار گیا آپ بکا ای یوسف — تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

آگیا باغ مین گل کر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگی نرگس بیمار جدا

تیری ہان تو نسی چم چہوڑ و نمین تجہی کیا ہی عجب
لب سی لب کو تیری کر دیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنی لگایا کہ صفت کرنی لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹہہ گیا کون کہ ہی گہر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پری جسکی آنکہ
صورت دیدۂ روزن نہوز نہار جدا

غل مچا ہاتہ میں زنجیرون نی ہی زندان بن
آج زندان سی ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سی تپلی کیطرح دور نہین
آنکہ کی ڈوریکی صورت نہین زنار جدا

کچہ کشش تیغ نی کی اور کچہ اوسنی جلدے
آخرکار ہوا تن سی سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بہی او رساتہ ہی
دن کو بہی ہجر کی شب مجسی نہین یار جدا

میری آنکہون مین شب و روز پہرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانی سی ہی رفتار جدا

وصل کا شوق تہی پہنی مری کپڑی جو جو
مثل پیراہن گل پہر نہوں نہ نہار جدا

۲۴

ای وزیر اسپہ ہی اب تمکنی شاہد
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا

۱۸

مرہی جائی جو ہو گیسو سی دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس ہی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک وان فصل بہار الگ جدا
تاری سیتار جدا ماہ ہی سیار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابرو خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل ورکہلا کہتی ہین گل کہا کہا کر
یان خزان مین ہی نہین مین گل خار جدا

کسی جانباز کی گردن جو نظر آئی گی پہر
یار کی دوش سی جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بہی ہی ساتہ تڑپتی جائین
نہون قدم سو نسی تری کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچہ زلف نہین آ ہی شانی
انگلیان چہوتی ہی ہو جائینگی دو چار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونون سے ہین تیری طلبگار جدا

ہون میں وہ ہجر نصیب آکی جو بیٹہون جو کبہی
تیری دیوار سی ہو سایۂ دیوار جدا

بارہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجکو
موج ہی بحر مین دکہلاتی ہی تلوار جدا

دردلب تنگ کرہ جان رہا تا دم مرگ
استخوان ہی نہین زاغ کی منقار جدا

ساتہ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل کہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ نہین دیکہین جو روی قاتل
بولی طوطی کہ بطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکہا ہی قاتل
ہو گئی میان سی از خود تری تلوار جدا

مار ڈالی یہ ہزارون کو نہ ہو وس سی گرہ
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکی گہر جاؤن تو ضد سی مجہی دربان گہرے
آنکہین دکہلانی لگین روزن دیوار جدا

ہی ہٹی دلچسپ تن یار کہ اوتری نہ قبا
تار سی جب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵

حشر کی دن بہی نہی لطف الہی دست ورنہ
اس سلاسل سی نہوگا یہ گنہگار جدا

۲۵

ہو گیا لیکن ہمین منت کش گردش ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک ہی مصرع نہ اوسکی صفت مین موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

اسقدر روئین لف کا نشو نما ہین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سے ترے گل وہ عارض گلگون ہوا
اس قدر قمری مرگئی بلبل کا اوسپر خون ہوا

دامن قاتل نے چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سو کہکر کانٹا ہوئی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تہا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد واہی لیکن وہ رکسکتا نہین
طائر رنگ حنا بہی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ ہی
دیکہتی ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سے پہلی ہی مرجا پہر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہوا کشتی سے جیحون ہوا

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنی گہر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نی گاڑا ابہی فردوس مین مدفون ہوا

فاتحہ پڑہنی کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سے اپنی شمع سان جلتی ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا آج دن افزون ہوا

پاون جب رکہا ہماری غیرت مہتاب نے
فرش پا انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکہین لہو روتی نہین
جب اوڑا چہری سے اپنی رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان باقی نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابرو ہی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بہی مفتون ہوا

دیکھتی ہی مجکو بس پھر اگئی چشم رقیب — آج ای تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

یوسف ا بہر و مین مہینا بہر فلک نے فکر کی — ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سی کا ہیہ ہنکو او س ربی ڈہایا کس لیے — آسمان تنگی لگا سینے مگر مجنون ہوا

جو بھی تھا جوانی مین ہوا پیری مین حسن — یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہو گی نا موزون ہوا

عاشق و معشوق لکھی خاک سے پیدا ہوے — یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ جبین ہین سیکڑون ہی پیچ ڈالین زیر زلف
قد مین ایک مصرع سرو سی موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب آنکھو سے جاری خون ہوا — شہسوار رو حکو خون سے وان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد ہی موزون دیدہ پر خون ہوا — بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

اونگلی جب آہ الف پر شرم سے نون ہوا — تو وہی شاگرد جو استاد سی افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا — محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہون مین مجنون اس سے طی مرا ہامون ہوا — پھرتی پھرتی صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مدت دل اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا — استخوان کہائی سگ لیلی نی مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز — ہنسکے بولا کیا تو اردو مصرع موزون ہوا

اس قدر ہین جسم عریان چہلنی ٹوٹی ہین جو خار — آبلہ ہر ایک شکل دیدہ پر خون ہوا

ایسی ہی وحشت ہوا جب شرح کا اپنی گذر — ماہ نو کا نٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کہاتا ہی لیکن سایہ بھی — مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

آسمان ہی اثر گون خورشید بہی ہی اثر گون
نکلی ہین وہ خال بالائی لب میگون یار
وصف چشم مست سی ہر دائرہ ساغر بنا
حال اپنی بیقراری کا نہ ٹہیرا بیت مین
سرخ مو باف وسنتی دو الا زلف مین ہم مر گئے
مرکی ہم زیر زمین بہی ساتہ اپنی لی گئے
چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استادنی
گل کہلائی ہین مین ہی حسرت نے دیکہ اے عندلیب
خوبرو محتاج ہرگز غیر کی ہوتی نہین
آگیا اوس مہروش کی رخ پہ گرمی سی عرق
پاؤن چڑہنی پر بہی ہرگز نہ وہ کہلاتا نہین

کسنی پہیری آنکہ جو بخت ہمایون ہو گیا
نہ ہی سی وو بالا تر بہ افیون ہوا
ساقیا شکل بطی طائر مضمون ہو گیا
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا
دیکہنا اوسکا ہماری واسطی شبخون ہوا
نہ داغ جنون گنجینہ قارون ہوا
صاد کی قابل ہی یہ تحریر اوس سی نون ہوا
سنگ جو آکر لگا وہ خون سی گلگون ہوا
چاند مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا
چشمۂ خورشید مین ظاہر دُر مکنون ہوا
گلشن شدّاد کا فرکا رخ گلگون ہوا

۲۷ — ۱۵

ہو گیا لبریز ی اعجاز ساقی سی فرید
جام خالی مین جو عکس لب میگون ہوا

خواب مین سب تجہے ہمکنار رہا
خوش نگاہون سی مجکو کار رہا
طوق و زنجیر پہنی سے طفلے مین
سبکی نظرون مین ہو گیا ہین سبک

نہین غفلت مین ہوشیار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا
عشق تیرے سے گلی کا ہار رہا
خاطر یار سے پہ بار رہا

ٹھن سے گئے عجب کہ تو نہ آئے گا
موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہمارے مدفن پر
دل کے داغوں کا یادگار رہا

ہوں وہ گریان کہ میری تربت پر
مدتوں ابر اشکبار رہا

سر جھکائی رہا سدا گردون
کیا کیا تہا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
میں تو وحشت میں باوقار رہا

شعلہ رخسار آئی راتوں کو
یوں چراغان سر مزار رہا

صورت گردباد گرد پہرا
ہو کی خاک اوسپہ میں نثار رہا

اوٹہ گیا یار میری پہلو سی
درد پہلو میں یادگار رہا

چلی ٹھکرا کے میری تربت کو
خاک سی سبے مری غبار رہا

نازنی دمی نہ رخصت آگی وہی
دو قدم جب مرا مزار رہا

۲۹
چشم میگون کا مست تہا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا
۳۰

صبح کا عالم ہے رخ میں گیسو و نمیں شام کا
طور ہی پھرنی میں تیری گردش ایام کا

وصف وہ کرتی لگا چشم بت گلفام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا

میں نہیں گہر نشیں باقی ہی میرا نام کا
ایکبوں مثل نگیں عالم ہی میری بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
ٹوٹنا پانی سی ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نی ہماری منہ بگاڑا شام کا
یوں پھری ہمسے بہلا ہو گردش ایام کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقی گلفام کا
شیشے شیشے کیا اڑا گیا ٹوٹا ہے زرین جام کا

سایہ اسکی ہی پے ہے کھنچ جاتا ہوں فرط ضعف سے
سایہ دیوار ہو جاتا ہے زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانی کدھر کو لی گئی
ڈھونڈھتا پھرتا ہے مجکو قافلہ آرام کا

ایکدم جا کر جو بیٹھا پاؤن میرے سو گئے
کوچہ محبوب ہے کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی مجکو بسکہ امید سحر
صبح کی تارے پہ دہوکا تھا چراغ شام کا

زاہد اب مبتلا ہین اپنی اپنی حال مین
ہین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم
دیکھنا پھر سے پھر پھوڑنا بادام کا

لائی ہے کس دشت مین یارب مجھے سرگشتگی
جستجو مین ہے بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپکر مر گئین
باڑہ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کرتا ہوت یاد
چاہیے آغاز مین کہنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتی ہین آنکھوں سے اشک
یاد آجاتا ہے ایساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبان حال سے
حرف جو لکھتا تو اپنی بسملون کی نام کا

پاس اپنی وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے
حرف کاغذ سے اٹھاتا ہے جو میری نام کا

قاصد یہ حال ہے صوت مین جالم میرا
ضعف سے مشکل ہے آنا لب تلک پیغام کا

۲۹

اور بہی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو
قہقہہ شیشونکا ساقی اور چھلکنا جام کا

۲۵

ساغر بنا جو چرخ مین گرد ملال کا
شیشہ سے جا بجا ہی عرق انفعال کا

سوی کمر نزار بنی پہندا جو بال کا
پہنس جای مرغ جان ان نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہمای جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پہر منہ دکہای مجکو نہ فرقت ملال کا
یارب ہو روز وصل مراد وصال کا

تصویر کہنچ چکی تو لکہا حشر زیر پا
مانی سی جب کہنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بہی وسنی جو مسّی لگا لی ہے
یعنی دہان تنگ پہ دہوکا ہو خال کا

تلوار کی ہی آنچ ہی تپ کی شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈہال کا

مردی جیی ہین سنکی یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

ازبسکہ ہین تری در دندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سی پوچہتی ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہماری سوال کا

گذری جو تو نکلی وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایکحال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین پاجیب لاکر دی ہین پنج
ٹکڑی کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکہین مجہی دکہا کی جو دیوانہ کر دیا
پہنا و طوق حلقۂ چشم غزال کا

کہولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلی کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن ہو فلک سی کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتہ آئی اگر تیری ڈہال کا

تو ہو کنار ہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہماری ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیری دانتو نکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا تری خیمو نکو خوف
پرتو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈہال کا

پونہچا ہین کیا ہی گہات سی زندان یار تک
کا ہیدہ ہوکی بنگیا تنکا خلال کا
غنچی چمن مین چٹکی چلی نازسی نسیم
انداز اوڑایا سب نے تری ال چال کا
ماہ فلک نہ مین پہ وہ مشہور ہوگیا
شہرہ ہوا بلند جو تیری جمال کا
برسون نہ مین شعر مین بہونچا ل ہی ہا
مضمون بندہ گیا جو کبہی تیری چال کا
ہم منہ کو دیکہہ دیکہکی سہجائین یا نصیب
لوٹی اوگا لدان مزا وہن وگال کا
جراح میری خمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملی تجہی قاتل کی ڈہال کا

۳۰ — ۱۶

برپا ہوا ہی فتنہ محشر جو ای وزیر
کچہ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

اپنی محبوب کا کوچہ رہی مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہی گلشن اپنا
شمع سان بسکہ ہراک داغ ہی پوشش اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا
داغ دل گل ہین ہی پیشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا
یار کو ایسا چہپائین کہ ہوا بہی نہ لگی
شکل فانوس ہوا وس شمع کو دامن اپنا
کیون نہ صحرای قیامت ہو یہ دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سی شیون اپنا
ہمتو ای شمع رخ حسن پہ پٹ ایسی ہین
صرف فانوس ہو پہٹ جای جو دامن اپنا
یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہے
دوست سی کم نہین اپنی لیی دشمن اپنا
اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی ہو ورکی ہاتہ
غیر کی پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا
خاکسارونکو بہلا چاہیی کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

کھینچ تیغ اسنی کیا ہمنی ہنسا دی کہہ
دوست سی اپنی لڑاتا ہوئین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوئی چہرہ پہ ہین اب عشق مین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھ دکھلا کی یہ بولا وہ مسلمان زادہ
ہوگیا دست نگر اب تو برہمن اپنا

جب ہان جاتا ہون تو ضد سی مری صورت چشم
بند کرلیتی ہی دیوار ہی روزن اپنا

دیکہنا حسرت دیدار اسی کہتی ہین
پہر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پہنسان ہین مٹتی تہی سن سن کی لا پردہ گوش
اٹہ تو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

۳۱ — ۲۳

آج تک نوح کا طوفان وسی کہتی ہین شیر رہ
ایک دن ہمنی نچوڑا تہا جو دامن اپنا

مری وحشت سی عالم محفل می ہین صحرا کا
ٹپک کر جی کا قطرہ آبلہ ہو پای مینا کا

نہین سبحہ دانہ ہی تیری دیکہنی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کی حلقون مین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نی پہنچا دیا ہی سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گہنٹا کف پا کا

ہوا ستی مین جو اپنا گذر گلشن مین اے ساقی
تری ہی دیکہنی والی تہی پہلی تاک کو تاکا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون مجہ آئی پہ گر آون
پیالہ ہووی حلقہ دیدۂ آہوی صحرا کا

گلی ہی سرخی پان صورت می جو نظر آئی
ہوا اشک مسلسل موج گردن ساقی پہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہی حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال تیری گیسو و عارض کی شیدا کا

صراحی اگر گردن دیکہلا وسکی یہ جلتا ہی
برنگ شمع سوزان تن ہم مین عالم ہی مینا کا

اور اپنی ہی جیان ہمنی تو اپنی جیب و دامن کی
اجازت دی جنون ٹکڑے کی ہون دامن بہی صحرا کا

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحروں میں
بڑا مضمون ہے اے چشم تر اشکوں کی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلووں سی اپنی خار چبھکر
برنگ دامن گل ہے جنوں دامن بھی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نی ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن ہستی میں بلبل
نہیں جب آشنا پاؤں سے کبھی خار صحرا کا

لڑائی بی سبب کرنا بہانا کر کی کچھ ملنا
اوٹھاتی ہیں مزا وصلت میں رنجشہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہوا منظور شاید آج عنقا کا

اب آئی آفتاب اس مہ جبیں کی ہی جا جا کے
تہ بان ہی بنیہ چرخ میں عالم ہی مینا کا

مری وحشت ہی نے لعبیا سے ہی سلسلہ کھیتی
دھوان زنجیر ہی میری چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہیں ناتوان ساقی
ہماری ہاتھ میں جانی عصا شیشہ صہبا کا

پر عنقا سے سین بلی ہی دہان تنگ عنقا ہے
دہن کی پاس خط نکلا نہیں سایہ ہی عنقا کا

ہوا مثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوس میں گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب ربطہ ہمسی کیا ہی رنج و راحت نے
کہ گل تو ہے آشنا سر کا ہی وہ کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجھسے عیسی کو نہیں نسبت
کہ باتیں بے دہن کرنا نہیں ہی کام عیسی کا

۳۲ — ۱۵

وزیر ایسا ہوں میں وحشی کروں گر غسل دریا میں
بنیں زنجیر موجیں طوق ہو گرداب دریا کا

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود میں گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمہیں کیا ہو گیا
اوٹھ کی چلی حشر بپا ہو گیا

آنکھوں سی طوفان بپا ہوگیا ‎ دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہوگیا

ای قد خم گشتہ مری مرحبا ‎ ایک تہا سے کہنے کو دوتا ہوگیا

فرش الہی ہے زمین ای جنون ‎ جان سے کے مین برہنہ پا ہوگیا

خط مین جو مضمون خط سبز تہا ‎ تیر اکبو تر بہی ہرا ہوگیا

چہوتی ہے وہ زلف مری روبرو ‎ تجکو جنون باد صبا ہوگیا

سایہ کسی نے دیا بعد مرگ ‎ ہاتہ جدا پاؤن جدا ہوگیا

پرتو خسار بنا آفتاب ‎ نقش قدم ماہ لقا ہوگیا

وصل ہوا جب تری شمشیر سی ‎ بند سی بند اپنا جدا ہوگیا

نرم مین کس مست کی ہے آرزو ‎ دست سبو دست دعا ہوگیا

لیکی پونچہ کشتی مے ساقیا ‎ اشکون سی طوفان بپا ہوگیا

کہل گئی بس شکوونکی دفتر ہزار ‎ ایک مرا نامہ جو وا ہوگیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین ‎ کی جو دوا درد سوا ہوگیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندہا ‎ سامنی پریون کا پرا ہوگیا

خوب ہوا تمنی جو چہرکا نمک ‎ زخم کی کہانی کا مزا ہوگیا

نامہ وہ بہیجا نہ کوئی پڑہ سکا ‎ خط مری قسمت کا لکہا ہوگیا

دولت دیدار لٹاتا ہے یار ‎ آج فقیرون کا بہلا ہوگیا

ہاتہ وزیر اوسکو لگا یا نہین

صفت مین انگشت نما ہو گیا

آنکھو نمین تیری کیا مین سبکبار ہو گیا
نظرونمین تو لنی کی سزاوار ہو گیا

بیھو چہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا
بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا

ہر دم کی تاک جہانک ہی بیمار ہو گیا
روزن کو دیدکا تری آزار ہو گیا

آنکھین لڑائین تو نی مین بیمار ہو گیا
اچھا ہوا کہ دیدہ کا آزار ہو گیا

رہتی ہی دیدہ چشم تصور سی ہجر مین
نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا

برسات کی نہ آئی تو جگنو نکل پڑی
رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا

میٹھی چہری سی تو نی بنایا مگر قلم
خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا

مستی مین پاؤں ساقی مینوش پر گرا
بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا

کرنی لگا ہی شکوہ جور و جفای یار
دشمن ہماری دوست سی بیزار ہو گیا

ولہ

ابر کیا گہر گہر کی آیا کہل گیا
بس ثبات بحر دنیا کہل گیا

راز دل کتنا چہپایا کہل گیا
حال اس دولت سرا کا کہل گیا

حسن عارض عارضی تہا کہل گیا
خط کی آتی ہی لفافا کہل گیا

آنکہ سے رومال سر کا بعد مرگ
چشم تر کا آج پردا کہل گیا

تم جو بولی ہو گیا ثابت دہن
باتون ہین باتو نمین عقدا کہل گیا

کٹ گیا سر حل ہوئی مشکل مری
ناخن خنجر سی عقدا کہل گیا

بی زبانے نے باتین سنوانی لگی
گالیون پر منہ تمہارا کھل گیا

تہا قلم بند اپنی آزادی کا حال
خط کو جب اوسنی لپیٹا کھل گیا

خط پہ خط لائی جو مرغ نامہ بر
بولی ان مرغون کا ڈربا کھل گیا

ولہ

نیچہ سرنگ پہ پہنچکر تیز تر ہونی لگا
دیکہہ او قاتل فسان دوران بسر ہونی لگا

حال بیتابی دل پیش نظر ہونی لگا
اشک جو نکلا وہ عینک آنکہ پر ہونی لگا

سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونی لگا
آئی پیری استخوان شمع سحر ہونی لگا

یار کا نخل عداوت بارور ہونی لگا
بڑہ چلی دل مین گرہ پیدا ثمر ہونی لگا

سختی ایام دوری آتی ہی پتہر لیے
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونی لگا

دیکہا او گلچین اسی کہتی ہین فرط اتحاد
تو نی توڑی پہول مین بے بال و پر ہونی لگا

ہو چلا پانی سی پتلا روی تابان دیکہکر
آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونی لگا

کیا چمن مین شاد ہون مین بلبل نازک مزاج
گر ہوا بہی چہو گئی بی بال و پر ہونی لگا

ہو گیا بی چین مین دشمن کی بہی فریاد سی
دل نی جب نالہ کیا ٹکری جگر ہونی لگا

جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے
ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونی لگا

لن ترانی کی صدا زنجیر در سی آئی گی
گرتی گرتی لامکان میندیکا گہر ہونی لگا

آسمان سمجہا جو دیکہا شب ترا قصر بلند
چاند کا دہوکا چراغ بام پر ہونی لگا

او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نکر
ہو گئی قید مکان جب لامکین گہر ہونی لگا

سخت جانی سی جھڑین چنگاریان ہنگام ذبح سنگ سی آہن ملگئی پیدا شرر ہونی لگا
وصل کی شب دیکھکر انگیا کی چڑیا اڑ گئی صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونی لگا
کیون نہ ای شمشاد قد ہی چمن آتجھی سائی سی ہر ہر قدم پیدا شجر ہونی لگا
کاٹکر سر میری قاتل کو ہوئی فرصت کہان خون کا قطرہ جو نکلا بڑہ کی سر ہونی لگا
زور عریان ہون اگر دیکھی کوئی عریان نہین لاغری سی پیرہن تار نظر ہونی لگا
دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نی نعم البدل گھر سی باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونی لگا
خاک مین ملنی لگا دریا جو آنسو تہم گئے سوکھکر گرد یتیمی گوہر ہونی لگا
وصف کرتا ہی ہمین کسکی طلائی رنگ کا کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونی لگا
چشم و ابرو ہی اشاری کیسی ہی ساقی کیے نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونی لگا
بڑہ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر آج کل وہ رسن مطول مختصر ہونی لگا

جب لگا لکھنے لجا بخشش کی مدحت وزیر
موج آب ندگی ہر شعر تر ہونی لگا

خط سی پنہان عارض رشک قمر ہونی لگا رات اب ڈھلنی لگی دن مختصر ہونی لگا
کچھ خبر ایسی سنی دل بیخبر ہونی لگا خط کی پرزی دیکھکر ٹکڑی جگر ہونی لگا
کیا ہی لپٹا ہی مری دست تمنا کیطرح خون تیری ناف کا بیم کمر ہونی لگا
بھر گیا جب جوبن مچھ بسمل کا تڑپی اسقدر تیغ سی جوہر جدا مثل شرر ہونی لگا
جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سی ابرو ٹھکر تیغ قاتل سی سپر ہونی لگا

چاہیی نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون | قبر لو کہنی لگی تیار گھر ہونی لگا
حسرت ای پیری کہ اب چلنی کی تیاری ہی مجھی | جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونی لگا
قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی مین | اک جہان دو حرف ہی زیر و زبر ہونی لگا
بڑہتی بڑہتی ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر | میں سمجھی یون دست قاتل مین سپر ہونی لگا
بلبلون نی آنکہ ڈالی ہی رگ گل جانکر | ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا
دو ہی باتو نین ہوی وہ بھی ہن مین بے زبان | قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا
پیار کسکو ہیری آنکھون سی بہلا آتا نہین | سرمی کا دنبالہ آغوش نظر ہونی لگا
ہی سی وان ہر ایک عنصر اپنی گھر کیطرف | پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونی لگا
خندۂ دندان نما سی وہ ہلال آئی نظر | رات مجکو شبہہ شق القمر ہونی لگا
تجھسی لڑکر ہم جو آئی باغ مین ای جنگجو | شاخ پر ہر خم تیغ ہر پتا تبر ہونی لگا
اب نی ستایا ہٹکتے ہین ہم ای خضر اجل | جادۂ راہ عدم موی کمر ہونے لگا
کرتی ہین ہر روز گلگشت ریاض کوی یار | جیتی جی فردوس مین اپنا گذر ہونی لگا
تنگنای دہر نی تاثیر سی تاثیر کے | روزن دیوار سی کوتاہ گھر ہونی لگا
جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ | ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونی لگا

آنکھین اپنی کی دیوانی سی [illegible]

۳۷
ہو گئی بیہوش یہ ای حرص جب توڑا وزیر
ہاتہ اوٹھایا جاہ سی سر پر جنون ہونی لگا
۲۳

ساقی سی آج نامۂ پیغام ہو گیا | ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہوگیا
زنار بڑہ کی جامۂ احرام ہوگیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہوگیا
دور پیالۂ گل بادام ہوگیا

کیا بنگیا بگڑ کی مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد تو کبھی بام ہوگیا

شیشہ کہان شکن دل کا جو پہرا او کرتے ہو
مدت سی نذر سنخچے ایام ہوگیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بہی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہوگیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود نفس نی
ترک لباس جامۂ احرام ہوگیا

اتہو رہا نی ناخن خنجر کی ہاتہہ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہوگیا

پہلا ہوا اچہال دل انکا ہونکی عشق مین
بادام کہل کی روغن بادام ہوگیا

ساغر یہ کسنی گردن مینا پہ کہدیا
طوق گلو ی شیشہ خط جام ہوگیا

دکہلایا جذب عشق نی کیا حسن انقلاب
لکہا کسیکا نام ترا نام ہوگیا

کیا بی نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہوگیا

کرتا ہی مچہلیونکی عوض موتیونکو صید
دہاگا تری خلال کا بہی دام ہوگیا

سچ کہتی ہو کہین رگ جان سی ہی بدن
تم روح بنگئی تو مین اندام ہوگیا

طفلی مین بہی لکہی تو الف بی شراب کی
ابجد مری سبق کو خط جام ہوگیا

کب ہین حریص بحر توکل کی آشنا
موتی کا ایک قطرہ ہی مین کام ہوگیا

جب ہاتہ خالی آیا وہ صیاد روئی ہم
کچہ ایسا تار اشک بٹا ہا دام ہوگیا

سمجہا اشارہ آنکہ کا زاہد پیون شراب
شیشہ نگاہ کم سی تری جام ہوگیا

گمنام مین ہوا جو ہوئی آپ ہی دہن
گم اس نگین کی ساتہ مرا نام ہوگیا

راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا
درکار اب بہی جامۂ احرام ہوگیا

٣٨ — ٢٣

کیا جلد آیا ہجر مین وقت نقل جان زہی
پیک اجل تو قابل انعام ہوگیا

سودای عشق بادۂ گلفام ہوگیا
گردن مین طوق عکس خط جام ہوگیا

موقوف دور گردش ایام ہوگیا
روز سیاہ زلف سر شام ہوگیا

راحت جو مجکو دی تو ہوا اینکنام یار
آرام دل بنا تو دل آرام ہوگیا

مژگان پہ آگئی ہین مگر اشک ہای گرم
خسخانۂ چشم تر کا جو حمام ہوگیا

ساقی نی دی شراب تو کوتاہی سی کی
شکل دہان شیشہ لب جام ہوگیا

طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کی
مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہوگیا

آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا
دانی نی کی جو نشو و نما دام ہوگیا

صیاد اوڑ سکی گا نہ اب عندلیب حسن
خط پہول سی عذار پہ گلدام ہوگیا

درد فراق نی ہمین مارا تو کہتی ہین
کیا ہوگیا وصال جو آرام ہوگیا

رتبہ بڑہا یہ آپ کی قصر بلند کا
جہککر فلک کلاہ سر بام ہوگیا

ہر یان تپ فراق سی تکنی لگا رقیب
نکلا مرا بخار اوسی سرسام ہوگیا

دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین
مچہلی کو موج آب مگر دام ہوگیا

ای روح دیکہ صنعت پروردگار کو
مشت غبار جامۂ اندام ہوگیا

دیکھی گزک جو مستونکی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین جی آشام ہوگیا

اوس گل نی منہ لگایا تو ہی کیوہ اصلی
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکی چلی سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو اونکی دو رہین بیٹھی ہین گو قریب
جور و برو سخن ہوا ابہام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوانی کی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

چلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانی کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکھا آب و نار و خاک ہوا سی ملاپ تو
اک دل جو چار ہو گئی اندام ہوگیا

یا شاہ انبیا تری در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا

تہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مددای خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہے
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پہولونکی ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پہولا ہی گلستان بلا

بولی بکھرا کے وہ زلفین اپنے
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ہی یم حسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

کان سے کے لوتی ہی زلفون مین تہمین | ہی چراغ تہ دامان بلا
اگر ہی رخ ہی عرق ینہہی زلف | ہی گہر بار یہ نیسان بلا
دل مری سینی مین ہی محو شرہ | ہی سپے شیر نیستان بلا

ولہ ۳۱

گر دشت [illegible] کا پہالا | گرداب بنا چشمہ سیماب کا پہالا
چہٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا پہالا | رکہتا ہی اثر رات کو سرخاب کا پہالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا پہالا | ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا پہالا
[illegible] ہی داغ دل بیتاب کا پہالا | اک شعلہ جوالہ ہی تیزاب کا پہالا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا پہالا | کیا رکہدیا جراح نی گرداب کا پہالا
خورشید جہان سر شام نکل آیا | لو پہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پہالا
گلکاریان کی ہین تر داغ جنون نے | پہولام کا پہا ہی نہ کمخاب کا پہالا
تیری عارض کا چمن مین دم گلگشت | ہی داغ دل لالہ شاداب کا پہالا
قاتل کی مفت آئیگی دامن زخم | کچہ مہر خموشی نہین تیزاب کا پہالا
او چرخ سنبہل ہی بڑا داغ جدائی | چہوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا پہالا
[illegible] پہوٹ بہی آنکہین | رومال ہوا ہی نہین تیزاب کا پہالا
ساقی تو مری زخم کی انگور پہ رکہدی | اس نیچہ مینا می می ناب کا پہالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکہائی نہین دیتا | درکار ہوا مرہم نایاب کا پہالا

چار آنکھین ہوئین زخم جدائی ہوا اچھا — پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا
خورشید قیامت بہی مشتاق رہوا ہے — اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا
چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین — جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا
دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پہ — ہمتا ہی کیا کرمک شبتاب کا پھاہا
پینغا کیا ظالم نی در زخم جگر کو — جراح نی رکھا نہین تیزاب کا پھاہا
داغ دل عریان ہی چمن داغ شب ہجران — رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا
اوترجی مری زخم سی تو لاورہی بلبل — ہر رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

قطعہ

دیکھا تھا جو خواب میں کل نی کیا زخمی — اور حلقۂ ہوا گیسوی پرتاب کا پھاہا
حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلا دے — پھر زخم لگی پر ہو دل خواب کا پھاہا
گلشن کی کو اونکی دل مجروح پہ رکھدو — خورشید نی بھیجا مجھی مہتاب کا پھاہا
ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے — اب جھانک کی رکھ دیجیے جلباب کا پھاہا
تیار ہوا سینۂ مجروح کا خنجر — لو پھر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا
کیا زخم کی کوچی مین سجا نقش قدم ہی — اوٹھتا نہین جراح سی تیزاب کا پھاہا
مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین — رکھدی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا
زخم دل وحشی پہ گریبان کی طرح سی — سو ٹکڑی ہوا رکھتی ہی تیزاب کا پھاہا
قاتل تری مجروح کی نیند اور اوڑادی — پیدا تھا مگر دیدۂ بیخواب کا پھاہا
چاہو جو نہی اگر سیلتہ دو دن پہ تڑپکر — میثاق ... ول بیتاب کا پھاہا

۲۱ آئینہ وزیر اوسکو نظر خشم الٰہ ار
بنجاے اگر آنکہ بہی تیزاب کا پہاہا ۲۳

جو بہر صلح بہی وہ ترک جنگجو آیا
بڑہا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابروے قاتل سی منہ پہ کہائی تیغ
جو بیٹہے بہی کہا تہا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری ہی کہ خونباری
جو اشک تہم گئی تو آنکہ سی لہو آیا

نماز شکر پڑہی کعبی کو سلام کیا
جو حکم سجدہ بجا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچہی فلک کی وسنی کہی
یہ اونکا آدمی اچہا فرشتہ خو آیا

سما گئی مری سینی مین مثل دل شیشی
تمہاری محتسبو ہاتہ کیا کدو آیا

وہ لطف چہپتی ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان جب بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سی ملگئی تعزیر
کبہی جو لب پہ مری حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجہی چاند دہوپ مین نکلا
جو زرد کپڑی پہن کر وہ ماہرو آیا

پلائی شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید ہو آیا

غضب سے دیکہا جو پہیلائی لینی پیار ہی ہاتہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفا ونکی ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہمین احتیاج ہمین بی احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئی رفو آیا

ہوئی زخشو نمین گلبرگ ساری پتی سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سی کیا ہو گیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

جو شب کو خواب میں دیکھا رخ قیامت ا
نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست
خدائی جسم و پیکو جانیں عطا جو کیں ای بت
جلایا طور کو جسنی وہی گرمی تجلی
دیلی ہیں چرخ نی چکر کہ چرخ پو جا ہی
نہ ہمکو ہاتہ میں دل لگا مرا پہر آنکہ دکھا
نہائی خون میں ہم ہاتہ جان سی دہوئی

سحر کو آنسے حشر روبرو آیا
پیالہ بہی نہ بنا تہا کہ یہ سبو آیا
بجای روح ہماری بدن میں تو آیا
کہ پہر سی شعلہ آواز گفتگو آیا
تماشا دیکہنی میرا وہ ماہرو آیا
مزا نہیں ہی اگر جام بی سبو آیا
یہ غسل آیا ہی اور یہ وضو آیا

۴۲ برہمنو جو ابہی کفر تازہ تازہ ہی
وزیر نادر تجنانہ قبلہ رو آیا ۹

خط سیہ کی کانٹون کا اک ڈہیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مارکے خونخوار بن گئی
زلفون نی دلکو چہین لیا رخ کی دید میں
بڑہ جائینگی جفا بہی جو انوجوان وہ طفل
بہکر جو آستین سی پونچہا ہی کوس تک
آنسو نکل کی چشم گان پہ تہم رہی
جہکر ملی جو سب سی تو مرنی لگا جہان
بلبل چمن میں گل کی پہ شور سی خموش ہے

غمزہ کہینچی سیب ذقن بیر ہو گیا
آہو شکار کر کی مجہی شیر ہو گیا
لوٹا ہی دن دہاری یہ اندھیر ہو گیا
یہ پیچہ ستم ہو آشمشیر ہو گیا
ای اشک کوس بہر کا تجہی پہیر ہو گیا
دریا کنارے موتیون کا ڈہیر ہو گیا
قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
مجہ بینوا فقیر کا یان ڈہیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا
آ فاتحہ کو لکھنو اجمیر ہو گیا

کب دیا انگور نی شیشہ شراب پاک کا
نام ہی دہوکی کی ٹٹی دار بست تاک کا

ظلم ابہی تو دیکہنا ہی گردش افلاک کا
منتظر ہی شیشۂ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہی خنجر ناخن سفاک کا
جسم لاغر ہی مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہی پہننا ململجی پوشاک کا
ہو گی ڈہیلا ضعف سی تیری جامہ خاک کا

دور ہو ل سی الماس ململجی پوشاک کا
خوب ہی جاتی سفیدا ہی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشۂ انگور ہی ٹپکی شراب
چاہ ہی ہو تل نی سایہ سمٹکر تاک کا

آب خجلت مین نہائی دیکہکر تجکو حسین
ہاتہہ مین دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام می نکلا نوا وس کی لیے
بنگیا سورج مکہی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتہہ آئی تو کر دیجی ترک لباس
عیب پوشی سی اسیتن ہی کم پوشاک کا

کون ساقی ہی مئی غم سی جو ہوتا ہی سرور
ہاتہہ مین کس کے ہی ساغر گردش افلاک کا

غیر سی ہنسکر جہکایا یار نی خجلت سی سر
زہر خندہ نی اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن بن سی لپٹنی مینی وہ فرباد کی
ہو گیا ٹکڑی گریبان حلقۂ فتراک کا

کہربا بنکر گیا جذب میرا رنگ زرد
دیکہیں وہ ان کسطرح ٹہہریگا تنکا ناک کا

پوچہ لینگی راہ وحشی کو جہ زنجیر کے
ہر بگولا خضر ہی صحرای وحشتناک کا

جسم کو جنبش نہیں جی کی ہی تحریک روح
پانون سی اکب کی چلتا ہی مرکب خاک کا

زہر کھائین گل چمن مین خال جانان دیکھکر	داغ مین لالی کی پیدا ہوا تریاک کا

۴۴ ای وزیر اوںکا دہن ہی چشمۂ آب حیات ۵
موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا

بہر وی بزم مین جام شراب ڈوب گیا		نہان وہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا
لگایا غوطہ جو اوس مہروش نی دریا مین		تو لوگ کہنی لگی آفتاب ڈوب گیا
بڑہا یہ بارش ابر مژہ سی سیل سرشک		کہ خیمۂ فلک کی طناب ڈوب گیا
تمہاری آتش رخسار نی یہ گرمی کے		کہ مین پسینی مین اپنی حباب ڈوب گیا
چہپایا جام جو ساقی نی گر پڑی مری اشک		ستاری آئی نکل آفتاب ڈوب گیا
صدمۂ شب فرقت کا اوٹہانا نہین اچہا	ولہ	ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچہا
وحشی ہون ترا تصویر ہی لی راہ بیابان		مانی سی کہو پاؤن بنانا نہین اچہا
آمادہ نہون پہر کہین توبہ شکنی پر		قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچہا
تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوی		تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچہا
فہم کیا ادراک کا سمجہی جو شان مصطفی	ولہ	ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی
خضر و عیسی کو ابہی مرجانی کا ہوا اشتیاق		گر کری زندہ لب معجز بیان مصطفی
ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل		سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی
برنگ شمع ہوا کٹ کی میرا سر پیدا	ولہ	وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا
پلا ہون دامن صحرا ای بیقراری مین		ہوا ہون طائر بسمل کی زیر پر پیدا

ولہ

میکشی پہ مستعد ای بت جو تو ہو جاے گا
سنگ بھی قالب تہی کر کی سبو ہو جاے گا

وحشیونکی زخم کا جراح کیا جانی علاج
زخم چاک جیب کو ہر دم رفو ہو جاے گا

ولہ

حسن یوسف سی فزون تر ہی سوا انکا
ہی وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا

ولہ

نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا
سلامت ہی اگر سایہ ہماری دامن تر کا

ولہ

خون میرا دیکھتی ہی سہم کر قاتل گرا
پیشتر گرنی سی اوسکی خون مین بسمل گرا

ولہ

چھپ گیا دوستی کی پردی مین
دشمن جان نی کیا حجاب کیا

جا لگی گور کی کنارے ہم
کوچ کی ٹہہری پا تراب کیا

ولہ

ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہے
گرہ پڑجاتی ہی جسوقت دہاگا توڑ کر جوڑا

ولہ

جلادیا نہ ہو گلشن مین آتش گل نے
دہوان سا آج جو بلبل کی آشیانسی اوٹھا

۷۵ ردیف بای موحدہ ۱۴

بات کا اپنی نہ جب پایا جواب
ہم یہ سمجھی وہ دہن ہی لاجواب

باتین سنوائین لب خاموش نی
ورنہ ہم دیتی اوسی کیا کیا جواب

بی نشان ہی وہ کمر مشکل دہن
کون سی شی ہی نہین جسکا جواب

سادہ کاغذ بہیجا نامی کی عوض
وان سی آیا بہی تو صاف آیا جواب

پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان
غیب سی ملتا مجھی اسکا جواب

تم جو کچھ کہتی زبان تیغ سے
مین دہان زخم سی دیتا جواب

آج مجھ سی بات اگر کرتی نہین
دینگی یہ بت کل خدا کو کیا جواب

بی دہن وہ ہی تو مین ہون بیزبان
یار کی صورت ہون مین ہی لاجواب

کہلی اک مصرع سہ نورہ گیا
ہو سکا کب بیت ابرو کا جواب

بات سیدہی کی جو تہا مذکور قد
ذکر ابرو مین دیا ٹیڑہا جواب

کیجہی کیا بات اس کج طبع سے
دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب

باتین کرتا ہی جو پردہ چہوڑ کر
مجھکو دیتا ہی وہ در پردا جواب

آگیا ای وای پیغام اجل
پر نہ قاصد لیکی کچھ آیا جواب

۲۶
سنکی باتین میری حاسد چپ ہی
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب
۱۲

آئی ہو ہم یہ کرنیکو بیدا دیا نصیب
بہولی ہو ونکو تو نہین کیا یاد یا نصیب

کتنی اسیر ذبح ہوی کتنی چھوٹ گئی
ہمسی رہا تغافل صیاد یا نصیب

تصویر بہی نہ کہینچ سکی مجھ ناتوان کی
گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب

تڑپین چمن مین ہم تو کسی سرو کی بغیر
دیکہین وصال قمری و شمشاد یا نصیب

قسمت یہ اپنی اپنی تجہی خندہ لب کیا
ہمکو عطا کیہی لب فریاد یا نصیب

ایذائین وقت ذبح بہی کیا کیا نہین ہوئین
رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب

دیکہا جو تجکو کہتی ہین حسرت سی حور و
ہم آدمی ہوئین او ریہ پریزاد یا نصیب

باقی رہا تہا جیب سو ٹکڑی اوڑا دیا
دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

تا مرتی دم بہی حسرت دیدار ہی ہی | کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب
دل یار سی لگاتی ہی نظر و نسبی گر گئی | کیا اپنی عشق کی ہی افتاد یا نصیب
بہولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین | پر اوسکو اک ہمین نہ ہی یاد یا نصیب

۲۷ واقف کیطرح ہجر مین ہو پی نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب ۹

کسکی شمع رخ سی روشن ہی چراغ آفتاب | اندنون کچہ آسمان پر ہی فراغ آفتاب
گر کہون مین اسکو کسجا ملو گی تو کہے | ہی وہ نادان شبکو جو پوچھی سراغ آفتاب
شمع روی یار سی اوٹھی جو فانوس نقاب | مثل شمع صبح بجہ جائی چراغ آفتاب
ہون وہ میکش ساقی گردون سی لیتا ہون جام | ساغر مہ اسکو دن کو ایاغ آفتاب
چین گیسو سی فراکھلا دی عارض کی جھلک | یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہی چراغ آفتاب
سیر کرتا ہی فلک پر داغ کی وہ رشک مہر | ہی بجا کہی اگر اب اسکو باغ آفتاب
دانت تاری ہین سی رات پیشانی ہی صبح | قد ہی شمع ماہتاب رخ چراغ آفتاب
خط کی نکلی سی نکل آئی ہین وہ رخسار صاف | ہو گہن کی قید سی جیسی فراغ آفتاب

آسمان کو بہی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دلکی داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سی قطع نظر خواب | تمنا وصل کی اور اسقدر خواب
شب فرقت کری عزم سفر خواب | مری آنکھون سی لی پای نظر خواب

ردیف بای فارسی

۴۶ — ۱۴

عبث چھوا تری گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کی زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ریحان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالی کری کہان وہ زلف
صدا سنی کی طرف آئی ہو کہین کا سانپ

کریگی پرورش زلف صبح عارض یار
پیئیگا شیر سحر میری مہ جبین کا سانپ

نہین ہی وہ [illegible] ک پروہ مشکین زلف
یہ اوس چاٹنی نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین وکر جو اشک پوچھی ہین
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری [illegible] رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب مین [illegible] لگا انبو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکی [illegible] چین زلف مین [illegible] گوش
اگل رہا ہی یہ مین زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف پھر آئیگا
ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کی ہونٹون مین گیسو کو نامہ بر بولی
بجای شیر یہ [illegible] انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکی نہین دونگا بوسہ کاکل
تو موج خندہ لب ہو گئی نہین کا سانپ

اوٹھا کی اب [illegible] عارض سی زلف [illegible] مین [illegible]
چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکا ریڑہ کی افعی ہو
طلسم حسن بنا دی [illegible] کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سی ہی [illegible] ہین نیک
کسیکو کاٹی نہ [illegible] یاسمین کا سانپ

افزون کہین [illegible] حسن مین شمس و قمر سی [illegible]
آئینہ [illegible] دیکھی میری نظر سی آب

ردیف تای فوقانی

دیکھین گر سرو قد یار درخت
گرین قدمون پہ سایہ وار درخت

سنگ کہاتی ہین بارہ بار درخت
اپنی پہل سی ہین زیر بار درخت

کب ہین مانند قد یار درخت
ہین شگوفون سی داغدار درخت

عشق پیچان کی طرح لپٹو نہین
دیکھون گر مثل قد یار درخت

داغ کہا کر یہ ہم سے پہل پایا
گل کہلا کر نہ لایا بار درخت

زلف مشکین کو کہولدی اوسرو
تا کہون ہے یہ مشکبار درخت

وہ شجر ہی ثمر سے نگینی مین
سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت

وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بہی
نخل ماتم سر مزار درخت

پہل جو ہی مجکو پہل ہی برچہی کا
ہجر مین ہین مشال دار درخت

کیون یہ پتہر لگاتے ہین لڑکے
ای جنون کیا ہون باردار درخت

سرو صدقی مین ہو گیا آزاد
دیکھین اب کون ہو نثار درخت

چشم بد دور آنکھین ہین بادام
ہی قد یار میوہ دار درخت

شاخ شعلہ ہو پہول انگاری
جلین دیکھین جو قد یار درخت

ولہ

زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت
ہجوم بوسہ لب نی نہ دی اک بات کی فرصت

قدم ہم تیری تعظیم کرتی اوڑکی خاک سی اپنی
پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

بنی غربال پھر بازی طفلان سی گل کی
فلک نے خاک چھنوائی مری پھرتی ہی تربت

مددای کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین
نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت

نہین فرقت گلو گیری گریبان پھٹ چکا اپنا
ہوی بیکار اب دست جنونکو ہو گئی فرصت

(۵۱) ولہ (۵۱)

تنگی دہن سی ہی اڑی بات
چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات

کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی
لب تک آکر پھسل پڑی بات

مطلب پہ اگر زبان دو تم
ہو منہ سی ابھی نکل کھڑی بات

دل شیشۂ ساعت اپنا بن جای
ساقی نکری جو دو گھڑی بات

ہین پیٹ کی ہلکی وہ صدف سان
موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لی اپنی ہی اہہ کسکو سودائی بہشت
ہم ہرنگ باغ دی دلہن جو ہاتہ آئی بہشت

جاؤن دو زخ کو نلون احسان بانی بہشت
ولہ
کچھ جنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

(۵۲) ردیف ثای مثلثہ (۱۹)

بھولی تم حسرت وفا کیا باعث
ہای خط بھی نہ لکھا کیا باعث

زلف کو مشک کہا کیا باعث
ہوی ہمسی یہ خطا کیا باعث

کس مسلمان کو تو نی قتل کیا
کرتی ہو شکر خدا کیا باعث

ہی خدا تو رگ جان سی بھی قریب
کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہے
سر مرا پہ خنجر لگا کیا باعث

یان تو پیغام اجل آ پونہچا
وان سی قاصد نہ پھرا کیا باعث

کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے
دن شب تار ہوا کیا باعث

بوسہ خال ذقن مانگا تھا
داغ دل تونے دیا کیا باعث

کیا پڑہا یا اوسی کچہ غیرون نی
خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث

عشق مین کیون ہی مجھی ننگ سی عار
اوٹہ گئی شرم وحیا کیا باعث

کھل گئی ہنسنی مین کیا دانت اوسکی
گر پڑی برق بلا کیا باعث

سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے
پھر مین نظرون سی گرا کیا باعث

ایکبون وحشت مین کانٹون نی مجھی
پاون پڑ پڑکی رکھا کیا باعث

اوسکو اب پیسی گا نظرون مین
سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث

جب کبھی نالی زمین کانپ اوٹھی
آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

۵۳ ردیف جیم عربی ۲۰

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
کہ خون آلودہ ہی ای اشک تو آج

ہوی قاتل سی بیٹھی بہت گفتگو آج
کرون زخم دہن کو مین رفو آج

بتون کو امتحان اپنا ہی منظور
خدا رکھی ہماری آبرو آج

مرا سر دار مین لٹکا کی خوش ہی
ثمر لایا ہی نخل آرزو آج

لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین
لیا کیون نام قاتل بی وضو آج

جو کچھ ہونا ہی فردای قیامت — دکہا دی دو قدم بس چل کی تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تہا ہای — ہوی یا قاتل سی قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کی جانی سی پہلے — اجل رکہلی ہماری آبرو آج

گلی کاٹی ہزارون عاشقون نی — ہوی نادم دکہا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجہسی — بر آئی دشمنون کی آرزو آج

پونہچ جائی مرا سر پای خم تک — ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سی — خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجہی دیکہا ہوی گل بانی پالنی — گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نی ابرو کو دکہایا — تمہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سی کس گل نی روندا — ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سی پوچہا تو ہوتا — زیادہ گل سی ہی درد گلو آج

نہ دیکہون گا جو فردای قیامت — دکہاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

تری کوچی کی شاید راہ بہولی — صبا پہرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسی ای بیخودی کل ڈہونڈہ لینگی — پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

وزیر ایسی ہو کیون خاموش بیٹہی — ہوی موقوف کس سی گفتگو آج

دل اوٹہاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج — نشا ہی اسکو می شربت دیدار کا آج

آمد آمد ہی مری رشک قمر کی شاید
رنگ اڑا جاتا ہی کیون یہ وہی شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن مین طوق گلی سی لپٹا
ای جنون کچہ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیگا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار پہ
لی اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئی وصل کی ٹھہری ہوگی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کی تو آفت کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر اہی ترک
ملک دل پر ہوا قبضہ تری تلوار کا آج

(۵۵) ردیف حای مہملہ (۲۳)

زندہ در گور ابتو ہی بی تیری دلآرام روح
بنگیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی جو آیا تہ تابوت سی آرام روح
اب نہین وہ رنج دل و درد جگر آلام روح

کس ترقی جاتی ہی یاد لب شیرین مین جان
بیٹھی ہوئی چلتا ہی توسن خوش گام روح

پہلوئی یہ لطافت ہی کہان انگی مین
ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

غیر سیاعد جسکو کہتی ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک کی لگی
چار جوہر ایک ہو کر بنگئی صمصام روح

شیشی کا آزار ہوگا گر اسیر کیا ہی ذوق
جسم ہی کر لیگا ای صیاد پیدا دام روح

اب نہ صیاد کیون کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بنگیا گلدام روح

ہوگئی ہی آب جب توڑ نی لگائی دل پہ تیغ
دیکھا وسفاک نچوڑا اپنا یہ جام روح

جسم سی نکلی تو پہنچی کعبۂ مقصود تک
بی لباسی ننگئی ہی جامۂ احرام روح

دہ ہی دنیا میں نوجوانی رنگ پیری لایگی
ای جہان جسم اکدن صبح ہوگی شام روح

تیری ہنی کی لیی جان نی کیا قالب تہی
ہی برنگ سنیہ باہر جسم سی ندام روح

جو نہی ہی جان پر کردوں نثار تو سی بیان
بی دہن سی بی زبان کہتی ہی کیون پیغام روح

لو تن خاکی کو آب خشک نی تر کر دیا
گر پڑا تلوار کی پانی سی تصر خام روح

بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیی
موج بوی گل ہوی ان باغ میں گلفام روح

سوز غم سی آب و خاک و باد ہین آتش مزاج
چار عنصر کا بنا چونکہ چراغ خام روح

طائر جان صاف مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم فرط لاغری سی بن گیا ہی دام روح

جسم سی حسرت نی پیدا کی نکل جانی کی راہ
ابتو تشنہ ہی سرای ہدیہ دی باجام روح

کوہی تو جان جہان مہمان سرای دیکھیی
دمبدم پہنچاتی ہین ہیک نفس پیغام روح

ہی بگڑنا ان حسینان جہان کا اک بناؤ
پیچ و تاب روح ہی گیسوی عنبر فام روح

صدمہ موج نفس سی ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا
کیون یہ ای گردش سبکروحی بنایا جام روح

اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یان
پا بگل ہی جسم خاکی سی لیی تو ہی کیا کام روح

۵۶

مثل دل سینی سی میری وہ لپٹ کر کہتی ہین
ای وزیر اب تو نہین درد جگر آرام روح

۱۹

پھر گئی تیری جو چشم مست او آرام روح
جام سان گردش میں ہی اب بخت ناکام روح

پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح
بیقراری دل کی پھر کھونی لگی آرام روح

ردیف خای معجمہ

فقط لہو سے ہی کیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان سے ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسوی مشکیں و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون ہے بجیب جو یاد عذار رنگین مین
قبای گل کی طرح ہوگیا گریبان سرخ

٥٧ ردیف دال مہملہ ١٩

بی سبب شمع کا ای گل نہین اندام سفید
ہوگئی دیکھ کی یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر ہوی گمراہی بت خودکام سفید

ہوگئی رونے سی اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سی ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سی رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
شیشۂ مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کی معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سی بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہوگئی بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سی کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو ہر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھی حلقۂ بزم
نظر آتی ہین سبھ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سی مری گل کی نہالی
شاخ بادام مین جیسی گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
پیش تاریکی گیسوی سیہ شام سفید

ہو چکی رات ہوی صبح بس ای غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوی موی سیہ فام سفید

دون جو تشبیہ نہین آنکھون مین جو بی جہائی — ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

بدا اگر نیک سی پیدا ہو تعجب کیا ہے — سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو — ہو مری طرح سی ابرو ہی سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی — کرین گلرنگ لہو سی ہوا گر دام سفید

کچہ تعجب یہ نہین پیری سیہ بختی سے — ہون نہ پیری مین اگر موی سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی امروزون ہین — آنکھین سرخی سی تو ہو جاہی مرا نام سفید

۵۸ — چشم مخمور صنم دیکھی تو روی یہ وزیر — ۲۵

چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید

دہن کیطرح کرین گوش سامعان تم یاد — تنو خدا نکری آ ہی نا زبان فریاد

فلک سی گذری گئی تا بہ لامکان فریاد — پہنچ گئی ہی کہان سی مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد — چلی جو تیر تو کرنی لگے کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملی انیس مجہی — رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہلو طی خط — ثمر بچانی کو کرتی ہین باغبان فریاد

گئی زمین سی فلک تک فلک سی عرش تلک — پہری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکہا ہی یار کرامت تو مین کرون اعجاز — وہ بیٹہ ہین کری باتین مین بیزبان فریاد

چہپا ہی گیسوی مشکین مین رخ کرون نالی — ہوی ہی رات کری کیون نہ پاسبان فریاد

کسیکی کوچہ کاکل مین دل ہی یون نالان — تمام رات کری جیسی پاسبان فریاد

جہاںمیں شور ہی اٹھتی ہین کان کی پردی
ابھی تو آئی ہی سینی سی تا زبان فریاد

فغان وہ سنکی مری ہنستی ہنستی لوٹ گئی
نکل کی منہ سی بنی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل داغدار نالان ہو
کری برای گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا او نہین دم رخصت جو رنج تنہائی
تو میری سات کہی درد غم فغان فریاد

دلا قسم تجہی نفونکی دو پہر تو ہو چپ
کہ آدہی رات سی کرتی ہین پاسبان فریاد

تمہاری تیغ نی کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

پہونچین گی نہ جب تک مرا ابھی گی نہ پیاس
کرین گین یار کی بالی کی مچہلیان فریاد

دکہای گا نہ کبہی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مری بازو کی مچہلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردی
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سی سِتی ہوی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش نی کیطرح ہون ہین وری کب سی
جو منہ لگاؤ تو سن لو مری فغان فریاد

نہ راتدن تجہی دیکہین تو پہر جلا جل سا ن
کرین بہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکی ہوی نی پر لب نہان فریاد

برنگ نی ہوی روزن جو خاک چپہ چپہ کر
کرینگی اب مری پاؤن کی ونگلیان فریاد

اداسی میری نہین انگلیان وہ چپکائی
یہ اونکی ہاتہو سی کرتی ہین انگلیان فریاد

۵۹

ہماری ساتھ کری کیون نہ آسمان فریاد
سدا نکلتی ہی گنبد مین توامان فریاد

ٹھہر کی آتی ہی ہر استخوان پہلو پہ
ہوی ہی ضعف سی محتاج نردبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سی ہو دو لب کی درمیان فریاد

مثال نی ہوی سوراخ ناوک غم سی
تمام جسم کی کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول ساخ کسنی اور سرو سا قد
کہ نالی بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آ ہی سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان و ہان فریاد

تمہاری دل مین خدا جانی ہوا اثر کہ نہو
بتو کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہی فلک و قنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھی ہلال ابروی یار
کری زبان مہ نو سی آسمان فریاد

چمن مین غنچی چٹک کر جو پھول بنتی ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

تری جلی ہنی کب سوز غم سی نالان ہون
کباب خام کری آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف شکوہ
ہوی ہی اپنی در لب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کی ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سی مرغ سحر یہان فریاد

جو روؤن دیدۂ روزن سے روتین دیوارین
کری فغان پہ لب بام سی مکان فریاد

ہین میری قہقہی کی ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدای خندہ سی ہتی ہی توامان فریاد

زمین پہ ہی دم رقص اونکی گھنگرونکی صدا
کہ تارے کرتی ہین بالای آسمان فریاد

گھٹا اگر مری اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئی نہ رنج ہو پس مرگ
چراغ مردہ کری آپ ہی کہان فریاد

مین انجمن مین ہون پروانہ باغ مین بلبل
کہین جلون کہین کرتا پہرون فغان فریاد

چہپی ہی کانکی پردی مین شرم کی ماری
جو لی اثر کبہی آئی ہی تا زبان فریاد

خیال لطف و رخ آتشین مین نالان ہون
عجب نہین ہی زبان شعلہ ہو دہوان فریاد

کہین خوشی سی زیادہ ہی غم مرا اشتیاق
ہنسے سی پیشتر آتی ہی تا زبان فریاد

جفائین اونکی بیان کیجیی فقاؤنکی ساتہ
ہنسے بہی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدا ہی پاسنی اوس سرو کی جو وقت خرام
گمان ہوا جہی کرتی ہین قمریان فریاد

بس اک گھڑی مین بنا دیجیی نہین گہڑیال
وہ کیجی آہ کرین ساتون آسمان فریاد

برنگ غنچہ پسوسن دہن کبو دہوا
لبون پر آئی جو یاد مسی مین یان فریاد

فزون ہی نالونکی باعث سی قیمت بلبل
زیادہ کیون نکری قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدای خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنی بلبل تو دم پہڑک جائی
ہی موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتی ہین وہ درد گوش کا شکوہ
پہنچ گئی دل پر درد کی وہان فریاد

تری خیال گلستان رخ مین ہم اوطفل
چمن مین کرتی ہین پڑہ پڑہ کی بوستان فریاد

پہٹی ہین کانکی پردی دم آیا ہونٹون پر
وبال گوش ہی نالہ بلا ہی جان فریاد

زبان پہ آتی ہی اب بی صدا بہ تنگ نفس
ہوی ہی برسون مین اپنی مزاجدان فریاد

قطعہ

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوٰۃ فغان
غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت
سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

ولہ

(۸۰) (۱۷)

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید
ہین طلسم حسن سی موجین سیہ دریا سفید

ناتوانی سی ہوا ہی قاتل لہو میرا سفید
نیمچہ ہو جای گا بہر کربلا آسا سفید

کیا لگائی ہی گلوری گوری گوری ہاتھ سی
ہو گیا چونی کی صورت پان مین کتھا سفید

یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا
نشا ہی سی ہی آنکھ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید

گوری گوری اپنی گالون کو اگر چھو لیجیی
ہو حنائی ہاتھ ابھی مثل ید بیضا سفید

گوش زد ہو جای گر وہ شہرہ حسن صبیح
ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید

تیری پیشانی سی او مہ رو عرق ٹپکا نہین
آسمان حسن سی ٹوٹا کوئی تارا سفید

واہ کیا ہی جلد آئی تو بھی اے صبح وصال
ہو گیا مین پیر اور زلف شب یلدا سفید

تیرہ بختون کو نہو کچھ فائدہ منعم سی بھی
جسم اگر چاندی کا تیرہ ہو نہو سایا سفید

رنگ لی تھا جو خطا مین وصف خط و زلف رخ
ہو گیا اکثر کبوتر سی ہرا نیلا سفید

نانکی سی خاک پر گر کی ہوا ہی یہ کبود
ورنہ تھا مہتاب سی بھی یار کا سایا سفید

روبرو خورشید کی ہو جاتی ہین کالی ہرن
تو اگر آنکھین دکھائی ہو ہرن کالا سفید

دامن اوس مہ کا چھوی یا رب جو غیر تیرہ رو
آستین کی طرح اوسکا ہاتھ ہو سارا سفید

پرورش منظور ہی آنکھون سی طفل اشک کی
شیر بنجائی لہو اے ضعف ہو ایسا سفید

ہوگئیں زلفیں سفید اب نا ہی جہوٹی
میکشے منظور ہی اب اک گل رعنا کی ساتہ

صورت کافور عنبر ہوگیا سارا سفید
ساقیا ہو سبز ساغر سرخ می شیشا سفید

(۶۱)

تار بستر ہوگیا میرا تن لاغر وزیر
یا نظر آتا ہی بستر پر کوی دہاگا سفید

(۲۳)

ہی بہار اک یہ بہی گر ہو خط سبز اوسکا سفید
خوشنما ہوتا ہی کیا گر دقمر پالا سفید

ضعف سی اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید
بستر غم پر پڑا ہی ایک ہو گویا سفید

تم جو کہتی ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید
داغ سچ کہیں کبہی دیکہا نہیں طوطا سفید

کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید
لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید

چاند کی صورت ہی اوس مہرو کا نقش پا سفید
چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید

شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سی ہوا
مثل گوہر عکس دندان ہی [illegible] اونکا سفید

چشم اشک آلود پر دامن وہ رکہکر کہتی ہین
کیون نہا دون تیری طفل [illegible] کر [illegible] سفید

اشک کیا دامن سی پونچہی ملگیا ملبوس خاص
یہ بہنے تہا طفل اشک وسکو دیا کرتا سفید

سرخ عارض ایسی ہین گل جنکی آگی ہین سیاہ
کیا سیہ ہی چشم جسکی آگی ہی سرما سفید

آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو
ہوگئین آنکہین برنگ پنبہ مینا سفید

رو برو اعلی کی ادنی کو نہین ہوتا فروغ
مہر کی آگی ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید

سرخ ہی مثل قبای گل بدن کی رنگ سی
پہنتی شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید

وہ جوانی کا نہین پیری مین ہتا رنگ وپ
ہو کی خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

یاد مین اک ماہ کی روئی تو چھٹکی چاندنی
ہجر کی شب کا ہوا اشکون سی منہ کالا سفید

پھاڑ کر پھینکی ہین او وحشت گریبان اسقدر
صورت جیب سحر ہی دامن صحرا سفید

دیدۂ خونبار سی دیکھون اگر ای رشک گل
سرخ ہو جائی تری دالان کا پردا سفید

بزم مین اپنی وہ گل آیا ہی بھر سی میکشی
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید

ہنسکی بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
گل جو اوسکی آگی خجلت سی ہوا سارا سفید

دیدۂ سوزان مین دیکھو اشکہای گرم کو
ہی یہ وہ مجمر کہ جسکا ہی ہر انگارا سفید

دید کا مانع ہوا ہی پرتو حسن صبیح
پڑ گیا آنکھون پہ او محبوب اک پردا سفید

٦٢ کی وزیر اشکون نی تو نہین ہجر مین گرشست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید ٢١

وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹکھیلیونسی آنکھون مین آتی ہی نیند

یاد چشم سرمگین مین شب کو گر آتی ہی نیند
صورت مرغ نگہ آنکھونسی اوڑ جاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سہوا اگر آتی ہی نیند
آنکہ سی باہر ہی باہر آکی پھر جاتی ہی نیند

عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیی
اہل غفلت کی تو بیداری ہی کہلاتی ہی نیند

کروٹین لیلی کی کہتی ہین شب فرقت مین ہم
کس طرح ای خفتگان خاک آجاتی ہی نیند

اونکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
آج کل پای نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

فرقت دلدار مین سونیکو مرنا کہتی ہین
عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر بیخواب مجکو آپ سوجاتی ہی نیند

کہتی ہین سوناسی چونکا نہ روز حشر تک
اس ہماری بخت خفتہ کی قسم کہاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھی وہ آنکہ لگا بہڑکتی ہی جو آنکہ
آنکہ مین خوف شب فرقت سی تہراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بہر آئی تہی
وصل مین آتی ہوی آنکہونمین شرماتی ہی نیند

منتظر کہتی ہی غمزی کرتی ہی آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوچہ جانان سے جو اوٹہتا ہون تو سوجاتی ہین پاؤن
دفعۃ آنکہون سے پاؤن مین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹہنڈی سانسین ایسی بہرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پہل کہایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب غذا سی واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبۂ مقصود کہلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتہر پڑین
آنکہ کی ڈہیلی لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبلی فرط اتحاد
غش پہ غش آتی ہین مجکو جب انہین آتی ہی نیند

سوتی ہو تو چشم بد دور آنکہین ہنستی ہین کہلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونی کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکہتا ہون اوسکو حسرت سی جو آتی ہی نیند

اللہ ری حسن رخ نیکوی محمد
ہی چشم خداوند جہان سوے محمد

نظرون مین شفاعت نی عمل تول لیئی ہین
پلہ پہ ہی امت کی ترازوی محمد

بخشش مین وہ مصروف یہ سرگرم شفاعت
اللہ سی ملتی ہوی ہی خوی محمد

کرئی ہی گنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا | واقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمدؐ

ردیف رای مہملہ

(۶۳) (۱۳)

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر | کوہی دم اور بہی ای دم وفا کر
اگر پوچھی وہ بربادی ہماری | صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑا کر
ہزارون ہو گئی ٹکڑے گریبان | چلی اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین | تو کیا کہتا ہی کچھ اپنی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع | اجل پہر جای گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نی کیا چاک | قیامت کی ہی کیا قامت دکہا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا | تو کیا رونے لگی ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی سے ہے کسکی اچپل ا ہٹ | جو گرتے ہی نہ جلے تلملا کر
جو یاد آیا حسن سے ب ا بر ہ | گیٔی سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کی قاتل کی گلی سے | کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتہ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہے | بگاڑا تو نی ظالم سر چڑھا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجھکو | لگا جب کوسنی وہ ہاتہ اوٹھا کر

(۶۴) (۲۳)

وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی
کسی دن تو بہلا یاد خدا کر

کرتی ہو باتین رکھی جو شمشیر دوش پر | سیکھی زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

اے ماہ ہے یہ زلف گرہگیر دوش پر — یا مجھ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نے کب یہ کہی ہے شمشیر دوش پر — ہے ابر خمیدہ کی تصویر دوش پر

آئی گی ٹرہ کی پاؤن تلک کاکل دراز — رہنے نہ دی گی اب آہ تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد — کیا دن تھے وہ جو کرتی تھی تقریر دوش پر

یان تک کہنچا ہے ضعف کہ ہاتھونکو ہے گران — پھرتا ہون کھکی یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میری بعد کیے ترک اہے ظلم — خنجر نہ ہے کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنائے مکان تو پھر ایک مست — لیجائے خشت خم پہ تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف رسا سے مین — چڑہ جائے میری پاؤنکی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر — اوس طفل کو چڑہا ہے اگر پیر دوش پر

تاخیر میری قتل مین ہوتی نہ اسقدر — کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑہا کی اسکو بگاڑا ہے یار نے — بل کہ رہی ہے زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر — پھبتے کہون یہی کہ ہے گلگیر دوش پر

تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین — رکھی اوٹھا کی پاؤن سے گلگیر دوش پر

جا ئینگے اوڑ کی تیری طرف وہ ہدف ہین ہم — پرنگیا جو آکی لگا تیر دوش پر

گھر کر کسیکی دل مین نہ بیہودہ خاک چھان — مٹی اوٹھا نہ تو پئے تعمیر دوش پر

بل کہ رہی ہے زلف جدا تیغ بت جدا — ہوتی ہے میری قتل کی تدبیر دوش پر

اس رشک سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار — کرتین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کاندھی پہ اوسکی زلف شب ماہ بنگئی
پرتو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر
مشہور ہو نہ یار کہین یوسف اسیر
رہنی لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر
قاتل مری گلی پہ نہ رکہہ دیجیو ادہر
گر نازکی سی بار ہو شمشیر دوش پر
وہ مجکو قتل کرکی ہوی ایسی ہیچ واس
ترکش ہین تیغ رکہنی لگی تیر دوش پر

۶۵ — ۱۷

کاندہا دیا جنازی کو قاتل نی ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر

تیغ رکہدی مری قاتل نی جو عریان سرپر
جوہرون کی ہوی پیدا چمنستان سرپر
ہی جو ٹوپی کی ستارونسی چراغان سرپر
نظر آتی ہی دہوان کا گل ریحان سرپر
جاتی ہی باغ کو بہنی ہو گلابی ٹوپی
بلبل بی ادب آبیٹہی نہ ایجان سرپر
رات صیاد نی یہ کہکی سرافراز کیا
رہین لٹکی قفس مرغ خوش الحان سرپر
ناوک غم سی ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چہانون جو پڑی گرد بیابان سرپر
ای جنون نالی کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابہی آجای بیابان سرپر
جاکی دل بہول گیا راہ نہ آیا پہر کر
کوچۂ زلف ہی یا بہول بہلیان سرپر
نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارونسی چراغان سرپر
اک پری کی اثر نقش قدم سی بہاگی
آگئی تہی جو بلای شب ہجران سرپر
ہم تری پاؤن پہ سر رکہی تہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سرپر
گردش بخت کی تاثیر اسی سے کہتے ہین
سر کی دستار ہوی گنبد گردان سرپر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے — روز لاتی ہی بلا زلف پریشان سر پر

سر بجیب آج کل اے جوش جنون بیٹھا ہون — ہاتھ دوڑائیو تو نیچا ہی گریبان سر پر

قد ترا صاف ہی سانچے مین ڈہلا شمع صفت — شعلہ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پر

آئینگے وقت خزان چھوڑ دی آئی ہی بہار — لی لی صیاد قسم رکھدی گلستان سر پر

ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چھٹکارا — لیچلا بار غم فرقت یاران سر پر

٦٦ — یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر — ١٦

آگیا کھینچ کی تلوار گریبان سر پر

داغ سودا سی ہوی چشم نمایان سر پر — تیر پر تیر لگی بنگئی مژگان سر پر

سرخ دستار ہی اے قاتل دوران سر پر — سچ کہو یا ہی چڑہا خون شہیدان سر پر

سر جھکا کر تجھی اے رشک پری دیکھینگے — حشر کو ہوینگے جب دیدۂ انسان سر پر

قید یوسف تھا جہان جا کی زلیخا نی کہا — اوٹھ سکی تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پر

گل جو ہین کفش مین تیرے پھول ہین ٹوپی مین ترے — بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پر

ذکر رخ کرتی ہین آکر سر بالین مزار — روز پڑہ جاتی ہین کس لطف سی قرآن سر پر

اے جنون تیرے جو ہین سر پہ نکیون ہوی سفید — صاف دہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پر

پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین — پھر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پر

مدت قید اسیران کہن کیا کہیے — گل کی سو بار گری تختۂ زندان سر پر

دام کاکل مین نہ چھلی کف رنگین کی پہنسے — ہاتھ یون رکھکی نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سی عیان
سرخ دستار جو تم باندہی ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسو و نمین نالان ہین
گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالی مزدور
ای جنون یون مین اوٹھالون تن بیجان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین
صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جب پہاڑکی پہینکا ہمنی
چوم کر قیس نی رکہا وہ گریبان سر پر

۶۷ ۲۵

ناتوانی نی حمیدہ یہ کیا مجکو وزیر
زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر

چلا ہی وہ دل راحت طلب کیا شادمان ہو کر
زمین کوی جانان رنج دہی کی آسمان ہو کر

کیا ویران چمن کو آہ ہو کیا بوستان ہو کر
ہوی گل پانی پانی بہ چلی آب روان ہو کر

اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تہی
اکیلی پہر رہی ہو یوسف بی کاروان ہو کر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی
گیا یان سی کبوتر وان سی آیا مرغ جان ہو کر

غضب ہی روح سی اس جامۂ تن کا جدا ہونا
لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دہجیان ہو کر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس
صدای جنبش لب دیتی ہی صدمی فغان ہو کر

عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالیگا
رولائیگا یہ شعلہ میری آنکہونکو دہوان ہو کر

مکدر ہو اگر تو مجکو گاڑ و اسطرف دیکہو
کہ زیر خاک ہون گرد نگہ سی ناتوان ہو کر

کیا غیرونکو قتل اونی ہوی ہم رشک کی مارے
اجل ہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر

پہرا صد چاک ہو کر کوچہ کاکل سی دل اپنا
عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

کمان ابرو کی ایسی ہم پہ ہی آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنی مغز استخوان ہوکر

چھوڑائی جو پسکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہوکر

فلک میری طرح آخر تجھی بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا اے ہما اک روز گرد استخوان ہوکر

ہما سی ہی کڑا پن ہی سگ جانان تجھی تو کہائے
ملایم استخوان ہوجائین مغز استخوان ہوکر

جہان جو جا ہی ویسی ہی دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھونمین گویائی زبانمین دلمین جان ہوکر

ستم کو اوسکی بدیہی تو خونریزی پہ مائل ہو
کری سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہوکر

نہانی مین جو لہراتی ہی زلف یار دریا مین
تڑپنی لگتی ہین پانی پہ جو بین مچھلیان ہوکر

اداسی جھک کی ملتی ہو نگہ سی قتل کرتی ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتی ہو کمان ہوکر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کی درسی
گرینگی پائنری پاؤن پہ اپنی بیڑیان ہوکر

کہا جو اونسی چاہا ضعف سے یان لب نہین ملتے
سبک کردیتی ہین حرف سخن بار گران ہوکر

اثر باقی رہا بلبل پی شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سی شعلہ نکل آیا دہوان ہوکر

خط نوخیز مین عارض جو تیری چھپتی جاتی ہین
پری بنجائینگی اس سبز شیشے مین نہان ہوکر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تہا ہاتھ سی چھٹکر
جگہ ہی اہو نقش پای صیاد آشیان ہوکر

تری وحشی کو سر سون ای پری کب نیند آتی ہی
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہوکر

۶۸ وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتی ہین منصف
لیا ملک معانی بادشاہ شاعران ہوکر ۱۶

گذر جا عالم امکان ہی ای بیدل نور جان ہوکر
گرادی چار دیوار عناصر لامکان ہوکر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنوائین خموشی نی
نہ ہو چہوٹی کیا ہی منہ کی کہانی بیزبانی ہو کر

کُہلی گا راز الفت گرچہ چپ رہنی کی چرچی ہین
کریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہو کر

نہین ہی گو وہین باتین کرو چشم سخنگو سی
مسیحا ہوتی ہو مشہور ابہی معجز بیان ہو کر

دغلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان مین
مگر گرد یتیمی لی چلے ریگ روان ہو کر

یہی کہ کہکی شب بہر یار کو پیش نظر رکہا
دکہائین گی تماشا تمکو آنکہین پتلیان ہو کر

وہان حلقہ در سی مکان یار رکہتا ہے
نکالون تجکو آدم کی طرح باغ جنان ہو کر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکی آ پہنچی
اڑا لائی مگر یاد مخالف بادبان ہو کر

نہ توڑی پہول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پہری گا طائر رنگ چمن بی آشیان ہو کر

سفر مین میری آنکہو نسی مری یوسف کو دیکہا یا
غبار دامن نظارہ گرد کاروان ہو کر

رخ گلگونکا نقشہ اور کردی بیت ابرو کی
بہار نظم دکہلائی گلستان بوستان ہو کر

تری آنکہون کی نظاریکا سودا ایسا ہوا جی کے
رہین پای نگہ مین انکی حلقی بیڑیان ہو کر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب دہنی جب کہینچی
نکل آئی دہان زخم سی سو کہی زبان ہو کر

زمین پر نقش پا سی خط پہ خط تحریر ہون قاصد
جو تو پوچہا ہی نامہ صورت خامہ روان ہو کر

لب بام آ کی گر دیکہو تماشا تمکو دکہلاؤن
کمند آسا چڑہون تار نگہ پر ناتوان ہو کر

کہین گر زندہ درگور ای **وزیر** اب تو زیبا ہی
کیا ہی تنی پیدا سنگ مرقد سخت جان ہو کر

وصال مین تو کرو رحم مجہسے لاغر پر
کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

دہان زخم گلو سی اگر ذرا چو سون — سمٹ کی آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانی ہین جو آئی بس یہین سب بیٹھے — گلیم سایہ دیوار ہے بچھے در پر

تمہاری یوسف رخسار کو اگر دیکھے — درود آینہ پڑہنے لگی پیمبر پر

ادہر ادہر ہی گہری تری کبھی نہ گئے — برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کی طرح جو شیشی سی نکلی دختر رز — گمان بد سی رکہا ہاتہ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا بہر جای — پسینا بن کی نکل آئی آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گہر ترا دلچسپ — پڑی ہی سائی کی مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے — کہ اپنی پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پیکر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم — ہمای تیغ کا سایہ پڑا مری سر پر

کسی نی آنکھین بچھائی ہین کیا تمہاری لیے — گمان تار نگہ ہے جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھی خط مین چھپتی گئے — پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکی بند کین آنکھین — پنہائی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے — بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سی رگ گل ہو مثل چین جبین — جو پاؤن رکہو تم ای جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا — خدا بچای کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی ای جان نامہ بر پہ کرو — کبھی تو باز کو چھوڑو مری کبوتر پر

خدا پرست سی کہدو ہوا مین سنگ پرست — نشان پاؤن بھی پڑ گئی ہین پتھر پر

یہی سمجھ کی گلی کاٹو سخت جانون کی ہم اپنی تیغ کو کرتے ہین تیز پتھر پر

نہ توڑ پاؤن سی مینای می کو اے زاہد فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہو جائین سرخ دانت سفید دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتی ہین آدیکھو جان نثار کی پاس گلی کو آپ کی خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونی کا ہمیشہ طالب زر جان دیتی ہین زر پر

لگی گا موذیونکی ہاتھ مال موذی کا کہ سانپ بیٹھتے ہین دولت تونگر پر

لڑین نہ بہر خدا مجھسی منکر دیدار یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادہ فنا دریا صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو وحشیون ہی کیون کھلی ہی فصد پہ فصد یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمہاری قصر مصفا کی واہ کیا ہی صفا پھسل کی سایۂ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے ناز پرورده کہ منتون کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمین پہ دوڑ کی اتنا ہی آدمی نہ چلی یہ شوخیان نہین اچھی ہین دوش باد پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نی تیغ خضر نی ناو چڑھائی ہی آب گوہر پر

۲۵

وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے
نہ ہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر

ہون وہ بلبل جو کری ذبح خفا تو ہو کر روح میری گل عارض مین رہی بو ہو کر

عاشق زار ہون مین صبح ہوی تو نڈر و — چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہو کر

شیشۂ دلمین تری تیغ اوترآی کہین — میان سی نکلی ہی محبوب پر پریرو ہو کر

شوق سی حکم کری سجدی کا ہمین حسن — آئینہ مین سجدی کی نازل ہوئین ابرو ہو کر

ہم بھی تجخانی سی جا نکلین کبھی بہر طواف — حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر

ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے — سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہو کر

اسقدر پس گئی تجپر کہ نظر آتی نہین — اب تو گلزار مین گل رہنی لگی بو ہو کر

ناتوانی سی ہوا خون کا بھی رنگ سفید — کیا بہانہ ہی جو بہ جای اب آنسو ہو کر

جسم سی روح نکل آی پی استقبال — چلتی ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر

جان پڑ جاتی ہی زیور مین بہنی سی ترے — کہین اوڑ جای نہ جگنی تری جگنو ہو کر

چشم لیلی کو یہ لپکا تہا نظر بازی کا — نجد مین قیس کو دیکھ آتی تہی آہو ہو کر

جنس دل جانچ بہی لی تول بھی لی جاے ہے — رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہو کر

ناک بہون ایسی چڑہائی کہ ہوا ناموزون — یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر

آدمیت یہ خدا داد ہے اللہ اللہ — انس انسان سی کرتی ہو پریرو ہو کر

رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظرے — زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر

ٹہرای جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے — آب شمشیر نکل جای نہ آنسو ہو کر

نہ ہٹی باغ سی آمد جو مری گل کی سنی — رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر

تم شہا کر جو چلی غم سے ستمگر دریا — آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہو کر

موشگافی سی ہی فرسودہ مرا ناخن فکر | نہ کہلا عقدہ کمر کا گرہ ہو ہو کر
پای نازک مین نظر آتی ہین بوسونکی نشان | آئی ہو کیا چمنستان سی لب جو ہو کر
ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تہی جو شراب | روز فرقت نکل آتی ہی وہ آنسو ہو کر
ہم تو اس شعر رہائی سی ہین پانی پانی | دیدۂ چاک قفس سی چلی آنسو ہو کر
دیکہکر چہرۂ بت بہتی ہین زہاد کی اشک | پانی سورج کو دیا کرتی ہین ہندو ہو کر
یار کی گرمی رفتار نی اعجاز کیا | اوڑ گئی فندق پا رات کو جگنو ہو کر

۵ ہون وہ غمدیدہ گر انظر و نسی اک پل مین وزیر ۷۱
کی جگہ بہی جو کسی آنکہ مین آنسو ہو کر

قبر کا ساتہ پس مرگ نچہوڑی تہہ | بہتر انسان سی کی فاقت مین ہین وڑتی تہہ
قبر مین بہی سر شوریدہ کو پہوڑی تہہ | قتل کی ڈہیلونکی عوض چاہیئن تہوڑی تہہ
لای اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے | کہدو جراح سی یہان سر کی ہین پہوڑی تہہ
ایکی کچہ فصل بہاری مین یہ ہی جوش جنون | سر نکالی جو ثمر شاخ سی پہوڑی تہہ
اب تو عاشق ہوی ہم تجہپہ لگا جو چاہی | تیر تلوار تہبر برچہیان کوڑے تہہ

ولہ

منہ آئی نظر صاف وہی یار کی تلوار | آئینی کا آئینہ ہی تلوار سے کی تلوار

ردیف زای معجمہ

جاتی نہین دینا تجہی دربان عدو اللہ | ہان لیجیو ای اشک مری خانہ برانداز

کیونکر وہ ملین ہمسی حجاب آتی ہون وارند انز
جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز

ولہ

قامت سو زنسی کیون ہی رشتۂ سوزن دراز
بدنما ہوتا ہی قدسی ہو جو پیراہن دراز

ردیف ضاد معجمہ

سبزۂ خط سی بڑہا اور وقار عارض
خضر آباد ہوا نام دیار عارض

نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض
خط شبرنگ اجی ہی شب تار عارض

او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید
صبح ہو جای گی اک دن شب تار عارض

ای گلو کرتی ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور
عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض

دولت حسن پہ یہ خاک اڑا رکہی ہی
غازہ عارض پہ ہی ای وای غبار عارض

اوس رخ صاف پہ کیا روی مخطط رکہون
پہول ہی گالو نہین چبہ جائینگی خار عارض

دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا
زلف او سیم بدن کیون نہوا مار عارض

صاف ہو آینہ سان پہر خط مشکین مند جای
پہر حلب ہو مری اسد تتار عارض

ہی کہان خط سیہ صدمی سہی سکی ہی کبہو
سایۂ زلف نزاکت سی ہی بار عارض

ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ
رونگٹی بہو رہی ہین عارض پہ شرار عارض

موجۂ نکہت گل ہی پی بلبل گلدام
عندلیب دل نالان ہی شکار عارض

قطعہ

گال پہ گال ذرا رکہکی تماشا دیکہو
اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض

کری غالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین
وا ابہی شکل مہ نو ہو کنار عارض

گل کہلائی ہین پسینی نی رخ رنگین پر
بہر دیا پہولونسی دامان بہار عارض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھی سمجھاؤن
پا ہی نظارہ نزاکت سی ہی بار عارض

نازبیجا نکری خط سیہ رنگ صبیح
دیکھ ڈالی ہین بہت لیل و نہار عارض

٤٣

کیا تجھی دی وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر
رنگ رخسار نزاکت سی ہی بار عارض

١٥

کیا ہی دلچسپ ہلی ہی یا بہار عارض
کہ نگہ بیٹھ رہی جا کی کنار عارض

تیغ ابرو ہی کھنچی تیر مژہ بھی چلے
گھر گیا مورچہ خط سی حصار عارض

آئی ہی کوچہ گیسو سی پریشان ہوا
نہ بھڑک جای کہین اور بھی نار عارض

آیا پیشانی گردون پہ ستارونسی عرق
دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض

رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر
رنگ بدلا کیا وہ شعلہ نار عارض

خال رخسار دکھائی تمہین اعجاز خلیل
نخل گل ہو جو پڑ ہی شعلہ نار عارض

کوچہ زلف سی کیا آئی صفا بیز ہوا
اڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض

یاد رخسار مین بوسی لیی منہ رکھ رکھکر
رات گل تکیی سی لیتی رہی کار عارض

شست شو اشکو نسی کرلون ٹھہر ای حسرت دید
گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض

قطعہ

اونکی ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا
تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض

ٹکڑی ہو ہو کی گری ہاتہ کہین پاؤن کہین
کہین آنکھین ہین کہین جا ہی مزار عارض

قطعہ

گرچہ ٹکڑی ہو ہر عضو وصیت بھی سنو
عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض

نخل نرگس کی تلی آنکھین مری دفن کرو
کیجیے سایہ گلبن مین مزار عارض

رم کری جلد یہ آہوی سیاہ شب ہجر | جلوہ افروز ہوای شیر سوار عارض

خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر
یوسف روز سی افزون ہی وقار عارض

آب شمشیر پلا دو می احمر کی عوض
بہر دو قبضی کی کٹوری کہی ساغر کی عوض

آبلی پہوٹ بہی دل کی بہر آئین آنکہین
سیپ مین آب گہر اتو ہی گوہر کی عوض

دست نازک جو ترا دیکہی تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کی عوض

جانب زاغ کمان کیون مین اوڑا جاتا ہون
تیر کی پر مری بازو مین ہین کیا پر کی عوض

ساقیا بہول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دی مری منہ سی کوی ساغر کی عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پہول کیون مجکو لگاتی نہین پتہر کی عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجہین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انہین پتہر کی عوض

رشک کی جا نہین پہر کچہ مجہی سوا اس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجای کبوتر کی عوض

کشور حسن ملا پر تو رخ سی تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کی عوض

مثل شبنم عرق آجای رخ گلگون پر
غنچۂ گل جو انگیٹہی مین ہی عنبر کی عوض

سنگ رہ ہو گئی بت کعبی چلی تہی ای خضر
ملگئی راہ مین رہزن ہمین رہبر کی عوض

سوی دریا نگہ گرم سی دیکہا کس نے
آبلی سیپ مین پیدا ہوی گوہر کی عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کی عوض

اوسنی خط دست حنای سی لکہا ہی مجکو
مرغ یاقوت پر آئی گا کبوتر کی عوض

مرگئی ہم تو یہ اوس بت نی کہا دریا نسی
گئی اللہ کی گہر آج مری گہر کی عوض

مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو
زر تونگر کو دیا صبر مجہی زر کی عوض

۷۵
جنکو بی بستر گل نیند نہ آتی تہی وزیر
سوتی ہین خاک پہ وہ پہولونکی بستر کی عوض
۷۶

ساقیا آب جو مانگون می احمر کی عوض
کاسۂ عمر کو بہر دیجیو ساغر کی عوض

سر اکاٹ کی تلوار گلی پر رکہدی
دی ہی شمشیر دو سر یار نی اک سر کی عوض

تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکہی
آ رہی زخمونکی جو خط پڑ گئی مسطر کی عوض

ناتوان ہین جو اوٹہی وانسی تو یان آ بیٹہی
دی جگہ روزن دیوار نی لودر کی عوض

فارغ البال کیا مجکو پریشانی نی
رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کی عوض

زر کو لیکہی کوی اولٹا تو وہ رہو جائی
رزلی طالع واژونکی سبب زر کی عوض

میری نالونسی شب ہجر زمین کانپ اوٹہی
آسمان ٹوٹ پڑی آج نہ اختر کی عوض

ابر و یار پہ قطری یہ پسینی کی نہیں
گوہر اس تیغ مین پیدا ہوی جوہر کی عوض

یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی
شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کی عوض

کچہ گہٹا جسم مرا کچہ یہ بڑہا اشک کا تار
عیب پوش تن عریان ہوا چادر کی عوض

ساقیا مژدہ کہ آ پونہچی ہی مستانہ بہار
شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کی عوض

آج اسواسطی روتی ہین پہ طفل نادان
دامن خاک ہی کل دامن مادر کی عوض

خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تہی
سو رہی بعد فنا خاک پہ بستر کی عوض

دی کی خط جان نے بانگی ہی اوس کو خطے | جای طوطی سخنگو جو کبوتر کی عوض
مرکی کہتی ہین لب گور سی ہم حسن پرست | آینہ لوح کو در کار ہی پتہر کی عوض
یاد پستان جو مجہی کرتی ہی دیوانہ وزیر | سنگتری پڑتی ہین گلزار مین پتہر کی عوض

٧٦ ردیف ظای معجمہ ١٠

چلی بتخانی کو خدا حافظ | تم سے ہے زاہد کہو خدا حافظ
تیری کوچی سی ہیچ اوٹہا کی چلے | گیسو مشکبو خدا حافظ
دم عیسی سے بہی شفا نہوی | لو بس ای ہمدمو خدا حافظ
ہی بہت زود رنج دل میرا | یار ہی تند خو خدا حافظ
اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون | ہی سخن گومگو خدا حافظ
دل کو بتخانہ کر کی کعبی سے چلے | زاہد و زاہدو خدا حافظ
ہی فرنگن کی گوری ہاتہ مین دل | جان کا صاحبو خدا حافظ
دیر سے مثل نالۂ ناقوس | جاتے ہین ای بتو خدا حافظ
بات بہی کی تو یہ کہا شب وصل | جاتین ہم تم کہو خدا حافظ
شہ خوبان کی غم مین جان چلی | ای وزیر اب کہو خدا حافظ

٧٧ ردیف عین مہملہ ٢٨

شعلۂ رخسار اگر دیکہی بنی پروانہ شمع | دود سان پہرنی لگی گرد سر جانانہ شمع
آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع | گرمک شبتاب سان بنجای ہر پروانہ شمع

پہونک دون گل کرکی مین پیش رخ جانانہ شمع
باغ بزم یار مین ہی سبزۂ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہہی سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس سی بہوکی نی اوٹہایا رخ سی محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کی صورت جو بیتابانہ شمع

ہین دہوان دہار اوسکی زلفین قد ہی سانچی مین ڈہلا
پنجۂ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آہنگی شعلی سی گل ہوتی ہین قلقل کی صدا
پہونک کر منہ سی بجہائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ہی آنی سی ایساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایکہی روشن ہی یہان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روی روشن سی اوٹہائی تو نقاب
شرم سی چہپنے لگی زیر پر پروانہ شمع

بیٹہی پر نور روچشم مست ساقی دیکہکر
کہتی ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہے
تیری محفل مین قدم رکہتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دہوین سی شعلی ہی اک آفتاب
آتش رخ سی اگر روشن کری جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہے
بہرتی ہی فانوس مین شب بہر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنی کی بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کری احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی
کب کری روشن بہلا زنبور کا کاشانہ شمع

ہوگیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور ای شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنی لیا اپنی حنائی ہاتہ مین
ہوکی روشن بنگیا کنگہی کا ہر دندانہ شمع

بہا

بی تری پروانی بہاگین مرغ وحشی کیطرح
گود کہائی آنسوؤن سی اپنی بی دانہ شمع

اوسنی بہوکی کو اگر دیکہی قبا پہنے ہوی
جامۂ فانوس پہاڑی صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشی اپنا داغ عشق
جب نہو کوئی جلائی آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بہی گردش مین ہے
ہون وہ سرگردان سنی میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روی روشن کا شہید
میری تربت پر چڑہانا چاہتی پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکہکر
جای مشعل منہ مین رکہتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین
ڈہونڈتی پہرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سی پابند ہو
بی تری محفل سی بہاگی صورت دیوانہ شمع

۷۸ آتش غم بعد مردن اپنی کام آئی وزیر
استخوان میری جلائی جان کر جانانہ شمع ۱۲

ہی تری دو دن بزم می ساقی و مطرب چنگ و شمع
ایکدن چہاتی ہی اور بالین ہی اوہی سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید
قبر پر بہر نشان رکہتا گل اورنگ و شمع

روشنی خط سی ہوی زائل روی یار کی
ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ پر زنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تہا کافور رنگ
رات یکجا تہا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبہی گرتا نہین کیا ضبط ہے
گرچہ سوز عشق ہی یکسان نہین پتنگ و شمع

چشم پرخون و دل نالان و داغ یاس ہین
ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل بزم کی
ہی مشابہ اوسکی ہی کا روی آتش رنگ و شمع

تھا بہم بذکر جو سوز و گداز عشق کا
شام سی روتا رہا تا صبح مین دلتنگ و شمع

جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
روئی شبکو دیکھکر فانوس مینا رنگ و شمع

ہجر کی شب کاروان اشک کی ہمراہ تھی
نالۂ و بخت دل سوزان بہ رنگ زنگ و شمع

لڑکی ہاتہ اوسکا چہرا اتا شمع گل کرنا مرا
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

۷۹ کہینچتا تصویر اگر مجہ دلجلی کی ای وزیر
سوز مین پہر ایک ہوتا خانۂ ارژنگ و شمع ۸۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پای شمع
اون پاؤن کی تہ آگی ہو توقیر پای شمع

ثابت ہوئی ہی کون سی تقصیر پای شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پای شمع

کیونکر ہو تیری ساق بلورین کا ہمسی وصف
کب ہو سکی پتنگ سی تقریر پای شمع

رتبہ ہی آگی شمعون کی یون پای یار کا
پروانون مین ہی جیسی کہ توقیر پای شمع

پونہچا ہی اپنا شعلۂ سر اوسکی پاؤن تک
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پای شمع

لغزش قدم کو کچہ نہوئی سر کٹا دیا
رکھتی ہین اپنی پاؤن ہی تاثیر پای شمع

رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
سر کو نہ کاٹ چاہیی تعزیر پای شمع

ہمسو قدم نہ رکہ سکین اور وہ ہو بزم مین
بہتر ہی اپنی پاؤن سی تقدیر پای شمع

یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو
کچہ کرتی ہم پتنگ سی تقریر پای شمع

دیتا ہی اپنی جان محبت جلکی ای پتنگ
لی سیکہ شمعدان سی تسخیر پای شمع

دل جلتی جلتی سینی مین کچہ بچ رہا جو ہی
کہینچی ہی سوز عشق نی تصویر پای شمع

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین ۔ سب عاشقون مین چاہیی توقیر پای شمع

زنہار بزم مین نہ ٹہہرتی تری حضور ۔ ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پای شمع

دیکھی اگر وہ روشنی نقش پاے یار ۔ کرنی لگی پتنگ بہی تحقیر پای شمع

کچہ ساق یار سی جو کری ہمسری تو دو ۔ ہر لطمہ صبا سی ہو زنجیر پای شمع

شب عذر لنگ کرکی گیا اوس بزم سی ہٹا ۔ اللہ ری عقل و فطرت و تزویر پای شمع

ہی گرم وصف پای نگارین جو بزم مین ۔ منظور کیا ہی یار کو تحقیر پای شمع

پروانہ رات مرکی لگن مین جو رہگیا ۔ نوحہ عزا رہنگیا گلگیر پاے شمع

زلف دراز چلنی مین لپٹی ہی ساق سی ۔ ایما دیا کہ شب ہوی زنجیر پای شمع

ثابت قدم وہ ہون کہ لکہا ہی جو وصف پا ۔ ہر سطر مین ہی عالم تصویر پای شمع

ولہ

روبرو تیری کہان وہ رونق جیسا شمع ۔ ہوگئی کافور ایسی مہ گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سی یان جلا کرتی ہین بی روغن چراغ ۔ بنگئی ہین مو فتیلی داغہای تن چراغ

یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ ۔ آنکہ کہلاتا ہی شب بہر صورت رہزن چراغ

جیسی گیسو سی نمایان یون ہے عارض کا فروغ ۔ شام کو جسطرح سی کردی کوئی روشن چراغ

کیا سیہ خانہ مرا پر ہول و آفت خیز ہے ۔ افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ

ہو جنون دیکہی جو اوسکی آتشین رخ کا فروغ ۔ چاک کر ڈالی حریر شعلہ کا دامن چراغ

کیا فروغ عارض پرنور ہی نام خدا
داغ چیچک کی نہی ہین اسی بت پر فن چراغ

دانت مسی ملنی مین چمکی دہان تنگ سی
یا شبستان عدم مین ہوگئی روشن چراغ

کیا حرارت ہی تری مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی ٹپی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچۂ زخم سیہ بختان مین کہاتا ٹھوکرین
جوہرون سی گر نہ کہتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھی غیرت سی گر دیکھی ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانۂ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتی ہی کرنی لگا شیون چراغ

یون مری موی سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح پی نو ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سی دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم صحبت شعلہ رویان ہون جو بعد مرگ بہی
بنگیا ہی صاف ہر اک خستہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلی مین اوسکی ای کلال
گر بنا تو لیکی خاک وادی ایمن چراغ

عشق نی لف خانہ برباد آیا کہینچون آہ گرم
کالی آندہی آگئی جلدی کرون روشن چراغ

سبزۂ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیی ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب بہول تو نہین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھی ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱ — ۱۱

داغ عشق شعلہ رویان پہونک دیگا ای **وزیر**
اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ

اشتعال آتش غم سی ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یار روشن چراغ

دیکھتا ہون ساری عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

تیرہ باطن کو بہی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سی ہوا روشن چراغ

سوز غم سی بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبون کی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین کہتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یارو روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر میان کرتا ہی پروانو سی جب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سی سُرتی ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سی افشان رخ کی دیکہی روز وصل
دنکو ملک شام مین آئی نظر روشن چراغ

تم جو بی پردہ دکہاؤگی عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چہپ جاینگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کی تل کا تہا مجہی جانسوز عشق
ہون سر مدفن بہی مٹہی تیل سی روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سی جلگیا ہون ای وزیر
اس سی میری عرس مین کرتی ہین سب روشن چراغ

پہولون سی تیری ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کی نالی کری گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سی یہ رشک ہزار باغ
پہولا پہلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکہاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دو تا کی صدقی کری ذو الفقار باغ

۸۲ ## ردیف فا ۱۲

دیکہا دب کر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ دین پاؤن سی سرکو ہی جانان کی طرف

دونون ہاتہ اپنی نہین بیکار ای دست جنون
ایک دامن کی طرف ہی اک گریبان کی طرف

قید یوسف کو کیا پر تہا زلیخا کو نہ چین
نالی کرتی تہی وہ جاجا کی زندان کی طرف

ہم ہی لپٹی جاتی ہین دامن سی مثل گردِ راہ
تا نہ سہی دیکھا تو ہوتا پھر کی دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کی طرف

آئیو دامن اوٹھائی مدفن عشاق پر
ہا نہ لیجائی نہ کوئی تیری دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سی نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھی مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتی ہین کچہ اپنا ساحال
آنکلتی ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کردیا لبریز آب
روکی جب دیکھا کسی چاہ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھ ہی ہنس ہنس کی میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسی کنوین مین گر نہ کار کھتا ہو نظر
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہ زنخدان کیطرف

ہوکی غافل اس ادب سی ہم نہ سوئی ای ظفر
پانون ہو جائین نہ اپنی کوی جانان کیطرف

۸۳ ردیف قاف ۲۶

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگا پا ی نگہ بن کی سوی خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پرا رہی یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس نہی سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہی داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوی بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کھلکی پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملی تو خرمن مہ دی کی اون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوی شرابخانۂ عشق

بس ایک ہاتہ بدن فرق ہوکی بین ٹہ مین پہ گرا
قضا جو آہی ادا ہو گیا دوگانہ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمی کا دنبالہ تازیانہ عشق

جلایا طور کو اک دم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانہ عشق

ہو خانہ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شبچراغ دانہ عشق

ہتو خدا نی کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سی دانہ عشق

یہ سچ مثل ہی ہتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی انہل سی دانہ عشق

جو خال انکی خط رخ مین دل ہی میرا
کہون مین خرمن مہ مین ملا یہ دانہ عشق

صدای ماتم دل سنکی خوش وہ ہوتی ہین
نوای سینہ زنی ہی کہ شادیانہ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک سن
کہ لن ترانی محبوب ہے ترانہ عشق

نقاب وہ رخ وہ اوٹہائین ادہر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جا ہی تازیانہ عشق

جو تولیی اسی کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سی دانہ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن نہی ہین چراغ خانہ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتی ہین
سرشک دیدہ تر ہے دریگانہ عشق

ہی میری دل کیطرح اس سےتی پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانہ عشق

چڑہا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا سردار
جدا ہی خانہ عالم سی کارخانہ عشق

خدا کا گہر ہو جو ٹوٹی جہاد نفس سی دل
خراب ہو تو بہی لامکان یہ خانہ عشق

کسیکی ابروی پر خم کا دہیان رہتا ہی
ہمارا کعبہ دل ہی سیاہ خانہ عشق

وہ دل لگا کی سنین داستان کیصورت / بیان کیجیی اس حسن سی فسانۂ عشق
و زیر تخم محبت کو دل مین بو اپنے / زمین وہ شور ہی جسمین اوگی نہ دانۂ عشق

۸۴ ردیف کاف عربی ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک / جل گیا جو نخل اوسکو برق و باران ہی ایک
دیکہنی دیتا نہین اوسکو حجاب عشق ہای / ہون مین وہ محروم جسکو وصل و ہجران ہی ایک
ناتوانی سی تری بیمار کے رخسار پر / سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک
پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح سی تن مین روح / چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم و جان ہی ایک
ماہ سی تشبیہ پھر تجھکو نکیون نکر دیجیے / چاندنی اور سایۂ تیرا ای مہتابان ہی ایک
آپ سی بہتر کی کی خودنمائی ہی زبون / روبروی مہر ماہ و ابر بی باران ہی ایک
چاہیی ہنسکر چہڑکنا ای لب جانان نمک / آتش غم سی کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک
عاشقونکی آگی مشکل ہی بت یکتا ہو تمہین / گر کہو تم ہین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک
سیکڑون طوطی زبان ہین پاؤن سیر داغ غم / خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک
ایک ہی یہ نور ہی دل مین ہر اک کی جلوہ گر / شیشے مین لاکہون پری سب مین وہ پنہان ہی ایک

ولہ

گذر افلاک کی پار گیا لامکان تلک / او تیر آہ بی ادبی اب کہان تلک

۸۵ ردیف کاف فارسی ۱۳

ظاہر تری گلی سی ہی رنگین سخن کا رنگ / کیا صاف پیرہن سی عیان ہے بدن کا رنگ

میلا ہوا نگاہ سی تیری بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سی نگاہ کی اللہ ری نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سی
لاتا ہی رنگ روز ہماری بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب رداے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن یہ تری پیرہن کا رنگ

ہوئی حنائی رکھی برہنہ جو کوی پاون
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سی دیکھتی ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسیکے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تری شہید کی کیا ہی کفن کا رنگ

چہری پہ تیری آنکھین تری ہی کیون نہون سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سی کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوی عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بہلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنی دہن کا رنگ

دیکہہ لی بادہ کیا ہے اپنا رنگ
رحم اسے آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا اسے جہان زنگا رنگ

ہو گئی ضعف سی سبک ایسی
لی اڑ [illegible] ہمکو ہی ہمارا رنگ

۸۶ ردیف لام ۲۹

کیونکر نہ جہڑین منہ سی تری وقت سخن پہول
چپ رہنی مین غنچہ تجہی ہنسنی مین دہن پہول

مستانہ بہار آئی ہی لا شفق مین پہول
ساقی ہین گلابی کی طرح توبہ شکن پہول

نظروں سی گرون ہین تہ آنکہوں سی اوٹہائین
کیا ضعف سی مثل گل بازی ہی تن پہول

پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پہ
توڑی گا مگر آنکہ کی ڈہیلی سی ہرن پہول

شاخون سی گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالی
چلدین نہ کہین کود کی دیوار چمن پہول

آئی جو صبا کوچۂ گیسو سی چمن مین
بنجائین ابہی نافۂ آہوی ختن پہول

بر تو سی گل رخ کی ہوا روغن گل تیل
جہڑتی ہین چراغون سی اچہی سیکڑون من پہول

کیا پڑ گئی تہی آنکہ کسی گل پہ تمہاری
کیون سحر نگہتی ہین باغ مین آکی ہرن پہول

دیکہا ہی جو بلبل نی تری نقش قدم کو
نظروں سی گری جاتی ہین ای رشک چمن پہول

پہٹتی ہی نہین خلق کہون پہولونکی ڈالی
گل عارض گلگون ہی دہن پہول ذقن پہول

جسطرح کنوین مین کوی گرنیکا کری عزم
یون دیکہتی ہین یا سوی چاہ ذقن پہول

سودی نی تری زلف کی کس پیچ مین ڈالا
دہاگی سی جہٹی تو ہوی مشتاق رسن پہول

آہو اگر آنکہین ہین تو کیون کہتی ہو نرگس
کیا سحر سی بنجاتی ہین ای جان ہرن پہول

آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
اب دشت مین شاخون سی نکالینگی ہرن پہول

گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
جلتی دل بلبل کیطرح سیکڑون من پہول

پڑجای تری روی مخطط کا اگر عکس
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پہول

ای حب وطن کہتی ہین غربت مین یہ رو کر
نظروں مین ہین خار چمنستان وطن پہول

کیا ہم رسن چاہ گلستان سی بندہی تہی — جب فصل بہار آئی ہوئی خم رسن پہول

بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن — بہتی ہین اگر برگ تو ہین پہول کرن پہول

ہوتی ہین خجالت سی سفید آپ کی آگی — چاندی کی ہوئی جاتی ہین سونی کی کرن پہول

کیا دیکہون بہار شفق شام غریبان — یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بی صبح وطن پہول

برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکہا — تازہ کوئی کہلای ہمین چرخ کہن پہول

بلبل کی لبہانی کو نیا راگ ہین لائی — لو رام کلی گانی لگی ہنکی دہن پہول

کوچی مین رگ گل کی کرو شوق سی گلگشت — بالیدہ ہین ایسی کہ فضا مین ہین چمن پہول

چوتہی کو سوم سمجہین اگر پہول اٹہین یار آئین — مرجاتین مگر یہ ہین تہ دولہا نہ دولہن پہول

پیاری ہی ہوس گورن مین قیمت مین گران ہیچ — نظروں مین تمہین تول لیا ہیچ بدن پہول

ہین صبح شہادت کی گریبان کیطرح چاک — کیا مانگ کی لائی ہین شہیدان کفن پہول

ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا — مرنی پہ بہی درکار ہی کافور کفن پہول

۸۷ — ۱۷

گلریز ہی کیا کلک **وزیر** اب دم تحریر
پیدا تو کری ایسی بہلا شاخ سمن پہول

نہ کیا ذبح گیا چہوڑ کی بسمل قاتل — دہن زخم پکارا کیی قاتل قاتل

کیون نہ انگشت شہادت سی ہون بسمل قاتل — تیر دستی ہین نہین تیری انامل قاتل

دست نازک کی نزاکت جو سپر نی دیکہی — ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل

جی مین آتا ہی تری تیغ کو دلمین رکہ لون — ایسی لیلی کو بہی چاہیے محمل قاتل

جان دین کیونکہ نہ مرین عاشق جانباز اے | تیغ خونریز پری جو شمائل قاتل

ضعف ہی چلنے نہ دیگا کیا خونکی چھینٹین اوپر کر | آستین کا ہی تری گو بسا نہین ہنر قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکی گا لہو | دہن زخم بنی گا لب ساحل قاتل

پھیر دی گردن عشاق پہ مقتل مین چھری | رقص بسمل ہی کی قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نی زلف عرق آلود دکھائی جو مجھے | مار آبی نظر آئے یہ سلاسل قاتل

جای کوچی مین کہ گل ہی کے پھینکو کس سمت | ناوکون مین ہون جو پرای عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلے | خاک ہو جای ستمگر تو بنی گل قاتل

دانت پر تونی لگائی نہین تیغ پر آب | آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سی پانی ایسا | ہی زبان تیغ کی مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نی جوہر کا چمن دکھلایا | آشیانون سے نکل آئی عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھیر اگر | تیز کرنی کی لیی خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر | سر تک آئی مری پونہچی سر منزل قاتل

۸۹

بعد مردن بھی ہی شوق شہادت ہی وزیر
دہن زخم سی ہم کہتی ہین قاتل قاتل

۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل | آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا | خون لگالی تو شہیدون مین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی ہی دن تو ہی قربانی کا | آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

ہوں جو شاعر دل گم گشتہ کا یوں حال کہا | پڑھ دیا آگے تری مصرع بیدل قاتل

ضد یہ عاشق سی ہی گلزار میں پہولونکی عوض | توڑی کا غنچہ منقار عنادل قاتل

دل میں ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا | رہزنوں سی ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل پہ پہڑک جاتا ہی تلوار کا دم | ڈہال سی آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہیں دیتا مجھی چین | دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دی | بیڑیاں پاؤں کی کاٹی یہ سلاسل قاتل

کہینچے تلوار تو ہو جای دو چندان جوبن | تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سی سینی میں اوتر آی جگر سی دل میں | تیری تلوار کری قطع منازل قاتل

پاؤں گر خانۂ زنجیر سے باہر رکہوں | رگ پا بنکی لپٹ جای سلاسل قاتل

کب پہڑکتا تہا ترا دست حنائی ایسا | طائر رنگ حنا ہو گیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتاروں پہ پہکوں | زخم کہانا مجھی ہو جای گا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گرد سبکروحی سے | دم شمشیر سی اوڑ جای مرا دل قاتل

نزار ایسا غم بیتابی دل سی ہی وزیر
بن گیا ہے نگہ دیدۂ بسمل قاتل

نالان فراق دل میں ہی ماتم سرای دل | سینی میں آرہی ہی صدا ہای ہای دل

ایسا کیا ہی تذکرہ نالہای دل | آنی لگی زبان سی ہماری صدای دل

حاضر ہی سب لیجیے یہ اگر کام آی دل | کچہ اور پاس ہم نہیں یہ کہتی سوای دل

مقصد بر آئی میان نسی لی تیغ یار نی — او ترا غلاف کعبہ حاجت روای دل

آتی ہی اونکی کوچۂ گیسو سے یہ صدا — آو مسافر وکہ یہان ہی سرای دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آ سکا — وسعت نثار تجہ پہ ہوای تنگنای دل

بو ہو کی گل مین کیا دل بلبل سما گیا — توڑا کسیلئے پہول تو آئی صدای دل

جانا پری رخون مین بلا کا ہی سامنا — قاصد ٹہہر کہ ساتہ کرون مین جای دل

مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہو صاف — آئی غبار اگر نہ چہپائی صفای دل

دنیا کو چہوڑ دی سگ دنیا کیواسطی — یہ استخوان پسند کری کب ہمای دل

بنکر پیالہ ہو لب میگون سی آشنا — ساقی ملا کی خاک مین دیکہی صفای دل

چکر مین ایک آہ سی ہی گرد باد جسم — اللہ ری زور شور تری ای ہوای دل

رہتی ہین گرد اونکی ہوا دار کی رقیب — اب شمع زندگی کو بجہا دی ہوای دل

ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتی ہین — تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنای دل

مین ہی نہ بخت دل کی تڑپنی سی مر گیا — چہاتی پہ مونگ دلنی لگی آسیای دل

کاہیدہ ہو ریاضت باطن سی جسم اگر — لیجای سوی خلد اڑا کر ہوای دل

۹ — غزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر
باخلق آشنا نشود آشنای دل — ۲۱

ہی عرش آستانۂ دولتسرای دل — اللہ ری تہبۂ حرم کبریای دل

تہمتا ہی کیا کباب کی مانند پای دل — خونبار ہی جو نالۂ درد آشنای دل

پہلو مین میری دیکھی جو پیکان لگا ہی دل
میری طرح کہی لب سوفار ہا ہی دل

ہر عضو تن کو درد محبت بنا ہی دل
وہ نی ہون بند بند سی آئی صدای دل

ای حور اپنا جذب جو تجھکو دکھا ہی دل
جنت سی چار باغ عناصر مین لا ہی دل

پا ہی نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کری نہ گرد کدورت صفا ہی دل

دکھلا رہی ہی شعلہ آواز برق طور
کیا ان ترانیون پہ ہی بانگ درای دل

جوبن ہی آج کر لو جگہ دل مین کہتی ہین
کل ڈھونڈتی پھروگی کدھر ہی سرای دل

کیونکر کہون نہ قبلہ حاجت روا اوسی
کعبی کا ہو غلاف جو اوتری قبای دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بی انتہای دل

جانا ہی سہل کوچہ گیسوی یار مین
دست دعای عاشق مضطر ہی پای دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سا یہ جیب قبای دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندہ گئی
آئی شکست رنگ چمن ہی صدای دل

ساقی یہ جام آپ چلی سوی میکدہ
دست سبو کیطرح سی پیدا ہوا ہی دل

بہنی لگی ہین چشم دل مضطرب سی اشک
دانی اوگل رہی ہی مری آسیای دل

پیتا ہیون سی رات پہرا جو ادہر ادہر
داغ درون سینہ ہی نقش پای دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سی می گری
شیشہ جو گر پڑی تو مرا ٹوٹ جای دل

کشتی کو میری تیغ کی لائی ہی گھاٹ پر
ای دوستو ہی باد مخالف ہوای دل

پیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکہ گئی آسیای دل

کہتی ہین لامکان جسی ہی فنای ذات | دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتای دل

راحت گئی اگر تو کیا رنج نے گذر
خالی رہی **وزیرؔ** نہ مہانسرای دل

جسکا کہٹکا تہا وہی آیا ہی غارتگر گل | ہوگی غش گرنی لگی خاک پہ گل بر سر گل

ردیف نون

(۹۱) (۲۱)

ای تہو شیفتہ کاکل پیچان ہون مین | آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سی مسلمان ہوا | اب تو کافر ہو تو پہر ضد سی مسلمان ہونگین
جلد یارب کہین پہر جای گلی پر خنجر | دیر سی منتظر جنبش مژگان ہونگین
کیا محبت ہی جو چہیڑی وہی صدمہ ہو مجہی | وان جو ہو زلف مین کنگہی تو پریشان ہونگین
دوسری تیسری تلوار کا پانی دینا | ہر گل زخم سی قاتل چمنستان ہونگین
ناتوانی سی نہ آیا کبہی لب تک نالہ | ای اجل آ کہ لب گور سی نالان ہونگین
کیا خالق نی قد عاشق و معشوق مین فرق | یا رہی سرو روان سرو چراغان ہونگین
کب یہ کہتا ہون کہ گل ہو کی رہون گلشن مین | کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سی رہی لب یارب | پاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہونگین
شور محشر ہوا بدنام فغان مین نی کے | باعث برہمی بزم خموشان ہون مین
چاہ ہی تہا یہی یوسف سی زلیخا کہتے | تو رہا قید سی ہو قابل زندان ہونگین
آدمیت تری دیکہی تو پہڑک جائی دم | یہ تمنا ہو پری کو بہی کہ انسان ہون مین

بس کہ لا ضبط فغان کر کہ بہت رنج دیئی — کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہو نہین

اپنی جامی ہی ہون باہر دم جوش گریہ — یہ نہو مجھسی کہ منت کش دامان ہو نہین

ہند مین ہوئی نہ برباد مرا مشت غبار — ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہو نہین

ای فلک اتنی تو شب وصل کا ہو نا معلوم — صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہو نہین

استخوان کا مری سوفار بنایا اوس نی — جامی گریہ ہی کہ اسطرح سی خندان ہو نہین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسی ہی اللہ اللہ — اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہو نہین

کیون ہوا ہو نہین تری ہاتہ سی ٹکڑی ٹکڑی — نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہو نہین

کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو — زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہو نہین

٩٢ — ١٩

میری شاگرد فلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروانہ اگر صاحب دیوان ہو نہین

وصف اک گل کا کیا کرتی ہین — منہ سی یان پہول جہڑا کرتی ہین

ذبح کرنا تو ہمین اے صیاد — یہ نہ کہنا کہ رہا کرتی ہین

اپنی گلزار محبت مین صبا — ہوش بلبل کی اوڑا کرتی ہین

کہول دیتا ہے تصور در یار — آنکہ جب بند کیا کرتی ہین

یہ تری عہد مین ہی ظلم کی رسم — نیچے خون مین بہا کرتی ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا — سارہی بت حمد خدا کرتی ہین

کبہی ہوتی ہی جو ان سی رنجش — آپ ہم اپنا گلا کرتی ہین

ہو غنی بوسۂ لب دے ڈالو
ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین

جنس دل جانچ کی لیتی ہین یہ شوخ
نظرون مین تول لیا کرتے ہین

عاشق اوس سرو کی ہین کیا صوفی
ذکر قمری جو کیا کرتے ہین

قطعہ

کوی قاتل کا یہ قاصد ہے پتا
نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین

پٹری رہتی ہین خطون کی ہرزی
پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین

تیری زلفون سی اوسی کیا نسبت
مشک کہتی ہین خطا کرتے ہین

نامہ بر ہین جو کبوترا وسکے
چاہ یوسف مین رہا کرتی ہین

مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ
میری زخمون کو ہرا کرتے ہین

اوس کا خط دیکہتی ہین جب صیاد
طوطی ہاتہون کی اوڑا کرتی ہین

ہی وہ بازار مرے یوسف کا
مشتری جس مین بکا کرتے ہین

صبح کو ہم عوض آئینہ
منہ ترا دیکہ لیا کرتے ہین

۹۳

کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر
دہن زخم ہنسا کرتے ہین

۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین
ستم ایجاد کیا کرتے ہین

جو تری کوچے سے آجاتا ہے
پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین

دو زبانون سی سدا مار سیاہ
صفت زلف دوتا کرتے ہین

زلف کو کالی بلا کہتی ہین غیر
ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

ایسا ہی ہین وہ گردش چشم | یعنی ہم اوسپہ پسا کرتی ہین
جستجو مین تری او صید فگن | طائر رنگ اوڑا کرتے ہین
صدقی ہونی کو تری ابروکے | صورت چشم پھرا کرتے ہین
نقد دل دی کی لڑائی ہین ہم آنکہ | قصے یون مول لیا کرتی ہین
سب او نہین کہتی ہین رشک ادریس | تیری کپڑی جو سیا کرتی ہین
کوی زنار پہنتے ہین ہم | بت عبث دہاگی دیا کرتی ہین
سُنکی بیتین مری ہوتا ہی جنون | نکتہ چین ستنکے چُنا کرتے ہین
ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے | ایسی ہم مول لیا کرتی ہین
کسی دل سوختہ کو ٹہکرایا | کہتی ہو تلوی جلا کرتی ہین
رشک ہی بات نہ قاتل ہی کری | دہن زخم سیا کرتے ہین

۹۴ | ۳۲

دیکہنی پاتے نہ تہی جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتی ہین

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنی یار مین | گہر خریدار اسکی آئین وہ بکی بازار مین
آنکہ اوٹہا کر جسنی دیکہا مجکو وہ نالان ہوا | تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کی تار مین
تہی یاد زلف و رخ تو خط ہین مین نی لکہین | خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین
سنگ طفلان کہاچکی لیجل سو صحرا جنون | سیکڑون تہہ تری ہین دامن کہسار مین
عشق گلرویان ہین بلبل نہین ہی عارضی | ہی خط تقدیر ہی لکہا خط گلزار مین

پاؤن پر مہندی گری کر تو گری جانی کا عزم
گل کرین نالی شکست رنگ سی گلزار مین

خو بر و بیقدر ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول وہ کوڑی کی ہون جائین اگر بازار مین

اون نی دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنائی تہی تجھی نی دیوار مین

سلسلہ کہتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کئی تسبیح کی دانی مری زنار مین

یاد مین اک بت کی جب بہنی لگا دریای اشک
موج کا عالم نظر آیا مرے زنار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ منہ پر رکھکی وہ بت کہل کہلا کر ہنس پڑا
مل گئی موتی سی دندان موتیا کی ہار مین

او ر قاصد سی نہ خط مجھ دل جلی کا جا سکا
نامہ باندہا مین نی بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سی روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بہاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی سی چشم یار مین

جوہرون پر اسکی ہو جاتا ہی سوخنکا گمان
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنگئی کنگہی تری گلزار مین

چشم کی گردشمین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلی ہین ہر مژہ کی خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین تو نہین ای وحشت کئے
جیب کی تارون سی بخیہ زخم دامندار مین

چبہ گیا کانٹا فلک کی ماہ نو اسکو نہ جان
یہ بہی ساتہ اپنی پہرا تہا وادی پرخار مین

غیر کی دل مین بہی اب بہنی لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کہاؤن خار مین ہی نکہت گل خار مین

میری گردن مین گریبان طوق قمری بنگیا
سر جہکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

روی روشن سرخ رہی لعف پیچان ہ وسیاہ
مژدہ ای بلبل کہ آ پونہچا ہی صیاد بہار
پہرتی ہین ستی مین میکش گرد پروانی طرح
ہو جو اب تخت سلیمان تختہ تابوت ہی
جس مین پر پاون رکہون وہ زمین شعر ہی
یار کی جانب جو دیکہین یہ صیبت ہی صبا
دیکہ لی گلزار عالم مین ہی کیا ظالم کو عیش
کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال
اپنی پاونکی بہی ہم ای ضعف شرمندہ نہین

سنہ پہ کہدون فرق جو ہی گا فرو دینار مین
بہہ گئی گلدام موج بوی گل گلزار مین
ہی خم می شمع روشن خانہ خمار مین
سو رہا ہون اک پری کی سایہ دیوار مین
مثل خامہ نقش پا میری ملین اشعار مین
خاک میری ڈال دینا دیدہ اغیار مین
پہول کتنی ہین سپر مین ایک پہل تلوار مین
آشیان بلبل نی باندہا روزن دیوار مین
جب خود رفتہ ہوی جا پونہچی کوی یار مین

۹۵

وہ پریرو حور سی بہتر کہین ہی ای وزیر
نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین

۲۹

اوٹہا اوٹہا کی جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ثواب جانکی زاہد گناہ کرتی ہین
تو وہ ہی گل کہ جو تجہ پر نگاہ کرتی ہین
حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتی ہین
اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتی ہین
نگاکی سر سہ وہ جسدم نگاہ کرتی ہین

ہماری دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین
ہی دل بہی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتی ہین
شکست رنگ سی گل واہ واہ کرتی ہین
ہر ایک داغ کو ماہی کی ماہ کرتی ہین
تجہی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتی ہین
فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتی ہین

دکہاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
دہان زخم سی ہم واہ واہ کرتی ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سی روزن کی راہ کرتی ہین

نکیون ہو سُرمی پہ گرد سپاہ کا دہوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتی ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ اُسی دربان
مگر وہ روزن در سی نگاہ کرتی ہین

کسکی مُنہ سی جہڑی پہول باتین کرنی ہین
چمن کا غنچی پہ سب اشتباہ کرتی ہین

نہ آؤ خوش رہو جیسا رہو مری صاحب
ملو دیا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکہی ہی حسن نی فارغخطی یہ خط نہ سمجہ
جو تل نکلتی ہین مہرین گواہ کرتی ہین

برنگ شک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتی ہین

دلا دلا کی کسی بت کی یاد کرتی ہین قتل
مدام راہ زنی سنگ راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین جن فریاد میری سُن سُنکر
چٹک کی غنچۂ گل آہ آہ کرتے ہین

ہماری خون کی گواہی کو جاتی ہین جو دہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتی ہین

جو دیکہی سرو تو اُسی گل ہوا جہی ثابت
تری فراق مین گلشن بہی آہ کرتی ہین

مزا فرشتون سی پوچہ آدمی کی چاہنی کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتی ہین

نہین ہی تجہسی ہمین کچہہ بہی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتی ہین یہ رشک ماہ کرتی ہین

ذرا سی جرم پہ جہانکی کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتی ہین

جنون ہی سلنی سی آنکہون مین آمد آمد دل
مژہ کی خار کو اب فرش راہ کرتی ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کرین
کہ پہول جہڑتی ہین جسوقت آہ کرتی ہین

کسی پری کی جدائی مین تن یہ کاہید
کہ لوگ شبہہ ہر دم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتی ہین جب
زمین کو نقش قدم سی سیاہ کرتی ہین

جو کبھی جاتی ہین تہخانی سی کبھی اوٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتی ہین

لکھین سمجہ کی گناہون کو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتی گناہ کرتی ہین

ذرا ہماری وفاؤن یہ بیوفا تو نہ بہول
کہ ہفتہ دوست سی دو دنکی چاہ کرتی ہین

٩٦

بجای تاج تو رکہہ اپنی سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھی بادشاہ کرتے ہین

٣

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوس چشم جادو مین
اشاری سی کری گی قصر پتلی چشم آہو مین

اسیر ونکی لیی دانی تو ہین زنجیر گیسو مین
اری بیداد گر کچہ آب بہی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی ہتی ہین یہ ریسی بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہوئین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سی
کرونگا سجدی ای قاتل تری محراب ابرو مین

تجھی کیا طعن سی ابد یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کوئی سجدی کری محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتہ آتا ہی
مہینی مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

اولجہنی سی مری تو بیچ و تاب اتنا نہ کہایا کر
کرون کیا دل مرا الجھا ہوا ہی تیری گیسو مین

حنائی ہاتہ سی شانہ کبھی پیچ ہی اس مین
کف رنگین کی مچھلی ہینس بجائی دام گیسو مین

تجھی جب دیکھتی تہی شانہ ہین پچ مین کہتی تھی
دل صد چاک سی ہوویگا شانہ اسکی گیسو مین

کری قدمون یہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ
کری کنگہی چمن سی لیکی سنبل تیری گیسو مین

بغل مین یار ہی او رجام می سی بہر ہہر کے پیتے ہین
ہماری ہاتہ مین ہے آفتاب اور ماہ پہلو مین

مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا اگر کری کوئی
پڑین کانٹی زبانمین آبلی پڑجائین تالو مین

سمجہ کر دام تڑپی کیون نہ مچہلی میری بازو کی
گئی ہین بال زلف یار کی تعویذ بازو مین

تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبہانی کو
کیا کرتی تہی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین

تسلسل اشک کا ہو جاے تسبیح سلیمانی
اگر رووں مین یاد سرمہ چشم پری رو مین

اگر کعبہ بہی تم ہوتی کبہی سجدہ نکرتی ہم
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنی قابو مین

جو خال چشم جانان دیدہ انصاف سی دیکہی
ندامت کش یہ ہو بہر تی پتلی چشم آہو مین

صفائی جسقدر ہمین ہی اتنی پیچ ہین اوسمین
پہسل کر تیری چہرہ سی نگہ پہنسے ہی گیسو مین

جبین والفجر ہی واللیل گیسو ہی معنبر ہی
خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکی مصحف رو مین

تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستونکی
برای وزن ہون سنگ صنم اک سو ترازو مین

یہ سمجہا منجم مرتح میزان مین قمر آیا
جو تل کی واسطی بیٹہا کبہی وہ مہ ترازو مین

مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بہی یہ خواہش ہے
مری اعمال کانٹی مین تلین سبکی ترازو مین

زمین چمن مین نکالون آسمان جہین اوسی شاعر
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین

تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائی
کہ تیری کفش کی گل ہین فزون پہولونسی خوشبو مین

چہری پہولونکی ہی تلوار سی دست گلگونکی
ہر اک گل سی زیادہ ہین سپر کی پہول خوشبو مین

کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچی
خدا کا نام لیکر نامہ باندہا بال باہو مین

جو ہین خوش چشم انکو ہین کیا احتیاج زیب و زینت ہے
کوئی سرمہ لگاتا ہی بہلا کب چشم آہو مین

دکہاؤن دیدۂ حیران کا اوس خ دہین کو آئینہ
دل صد چاک سی شانہ کرون ہاین وسگی گیسو
مری تار کفن نالان یہ بینگے بعد مرنی کی
کہ بیتابی سی ہی مضراب کا عالم ہر کہ بین

۹۷

وزیر آغوش یان فرقت مین ہی خالی نہین تی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سی پہلو مین

۱۵

ہاتہ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین
فاختہ کی تری دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی پر پاؤن مین زنجیر نہین
قتل ہون گا مین تری تیغ سی یہ لکہا ہی
خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین
دیکہ اے چشم مری نقش تصور کا اثر
کون سی اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین
دہن یار کو دیکہا ہی یہ کس منہ سی کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین
ہون وہ دیوانہ کرون شکل گریبان نکڑی
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین
سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابہی جان جہان پیر نہین
قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
یہ وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین
گالیان دیکی وہ قائل ہوی مین چپکے رہا
خامشی سی کبہی بہتر کوئی تقریر نہین
سامنا کیا کری دل وس مژۂ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین
تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکی منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین
کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین
استخوان کا مری چوکا نہ نشانہ اک بار
ای کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

خط عاشق سی جو نفرت تھی نکل آیا خط	کونسا جرم ہی جسکی لیی تعزیر نہین

برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتی وزیر
دہن زخم مگر قابل تقریر نہین

استقدر ہم ناتوان و زار ہین	بازو اپنی مچھلیون کی خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا	اندنون دست جنون بیکار ہین
روتی ہین اشکون کی بدلی خون گرم	ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتی ہین گلشن سی لی او باغبان	ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سی پوچھیی کاہی کو اشک	اپنی منہ پر زخم دامندار ہین
دیکھ کر تجکو مگر حیران ہوی	آئنی جو پشت بر دیوار ہین
لی اوڑای وحشت کہ اپنی پاون کی	منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری ای مسیح	کیا ہی بی پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان	ہم یہ کسکی کشتۂ رفتار ہین
سایۂ خنجر مین آیا خواب مرگ	واہ کیا طالع مری بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنی اشک و آہ سی	ہی بری آب و ہوا بیمار ہین
ایتو ہی منہ کا برسنا اپنی ہاتھ	آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین	نقشہ ہای قامت دلدار ہین
کون ہی بیزار ان روزون وزیر	ہم جو اپنی زیست سی بیزار ہین

خواب مین دست تصور بہی کبہی محرم نہین
ای پری عنقا سی کچہ انگیا کی چڑیا کم نہین

بیدماغ ایسا ہون بزم مے مین بہی خرم نہین
دور ساغر ساقیا دوران سر سی کم نہین

ہاتہ مین اب اک پری کی کاکل پرخم نہین
وہ سلیمان ہون کہ جسکی قبضی مین خاتم نہین

ہوچکی تم سی مسیحائی دل بیمار کی
دیکہو تو بالی کی مچہلی کو کہ اسمین دم نہین

اوسکی صورت کو سلیمان دیکہکر کہنی لگا
سچ تو یہ ہی آدمی بہی کچہ پری سی کم نہین

کیا کرون گلگشت گلشن اے جنون فرقت مین مین
خار ہی یہ گل نہین ہی آبلہ شبنم نہین

ہی مری بزم عزا مین وہ مہ تابان شریک
ہالہ مہتاب ہی یہ حلقہ ماتم نہین

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سی
ہین قناعت پیشہ ہون منت کش حاتم نہین

اپنی آگی سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
گر زمین پہرنی لگی تو آسمان سی کم نہین

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چہڑکی نمک
لطف کیا ہو پہول ہین قطرہ شبنم نہین

سیل بہی آئی تو آئینہ سے بنے دیوار کا
گہر مرا معمورہ حیرت ہی مجہی کچہ غم نہین

منعمون نی صرف کی تعمیر مین عمر عزیز
یہ نسمجہی خانہ تن کی بنا محکم نہین

گل جو ہنستے ہین تو کیون روتی ہی شبنم باغ مین
گلشن عالم مین گر شادی و غم توام نہین

طور سنگ آستان ہی ہر شرر ہی برق طور
لن ترانی سی صدا زنجیر در کی کم نہین

آب خنجر بہی گوارا ہی پلائے خود جو وہ
یار قاتل ہو تو زخم دل کم از مرہم نہین

اک پری پیکر کی گردن مین پڑی رہتی ہین ہاتہ
دست خم گشتہ ہین خاتم کب سلیمان ہم نہین

دیدۂ تر سی نہ دیکہون سوی آب زندگی
سامنی مجہ خشک لب کی قدر جام جم نہین

راستی سی پھیری کیا کیا ولیکن گھٹتی ہین عدو
ورنہ کاٹا وس تیغ مین کم ہی کچھ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میری نام کی تاثیر سی
ٹھہرین سنگ فلاخن سی نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہو گئی گرمی لگی سخت جگر
نکلی ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین کنگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سی کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست نگین کی بھی مچھلی کو قرار اکدم نہین

تیری آنکھون کی تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مری صحرا مین جاہی رم نہین

۲۹ کہاتی کہاتی غم بھی ہو جائی گا راحت ای وزیر
سم اگر کہانی کی عادت ہو گئی تو سم نہین ۲۸

ای پری مرنی کا مجہ وحشی کی کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سی زنجیرون کی حلقی کم نہین

یا تنہا گھر مین ہی افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہی گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کی قبضی مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہی غم نہین

گردش چشم سیہ نی یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیری مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہی صاف نالہ صور کا
گریہ ہی بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
ہنسہ چراغ برق کو روغن سی ہرگز کم نہین

بی زبانی سی مین دعوای سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

آوسن ہی ہو کی نی چمن مین جا بکی ہین گریبان
آگیا ہی عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بطامی پر بنی موج شراب
بزم می سی ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خاک کر اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بہی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیری گل عارض کو ایسی ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اے پری شبنم نہین

پر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہوگا پیدا کشتگی
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سی ہین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کی یہ ہوا رنگ چمن
ہی گل تصویر ہر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سودہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھ اوسرکش نہین کسکی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو صبح خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ مے کی قطری آبلون سی کم نہین

تیغ رہتی ہی گلی پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوئی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جسپہ ہی چاک
دیکھکر رنگینیان چڑیا بلبلو نہین وہ غم نہین

اے گلو شادی زیادہ مورد اندوہ ہی
نکلی ہین آنسو بہت ہنستی ہی یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہوگئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر نیر اعظم نہین

اوسکی گلتکلیی کو رکھ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کی پہاہی سی مجکو کم نہین

کانٹی پردی مین آواز اوسکی کر چہپ گئی
یار سی شرم و حیا کی گفتگو بہی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میری زخمون کی لیی غیر از نمک مرہم نہین

شرم سی ہی پانی پانی روی گلگون دیکھکر
آئینہ بہی روبرو تیری کم از شبنم نہین

دونو آنکھوں کا تری شاید پڑا ہی عکس
مضطرب بادام ای پر بیدا ہی عجب نام نہین

۱۰۰

بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا ہین وزیر
عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین

۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین
دیکھیں پیاس کب بجھاتے ہین

پاؤن پڑتی ہی اپنی جب زنجیر
طوق کو ہم گلی لگاتے ہین

زخم پر میری کیون نہ چھڑکین نمک
عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین

زلف پرخم کو کب چھوا مین نے
آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین

شکل آئینہ اون سی صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتے ہین

حشر برپا ہوا خرام تکہ
مردی قبرون سی نکلی آتی ہین

ہی کبوتر جو نامہ بر میرا
چٹکیون مین اوسی اوڑاتی ہین

عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل
دیکھنا کیا کنوین جھنکاتی ہین

خنجر آبدار سے قاتل
میری دل کی لگی بجھاتی ہین

ہم خریدار تو ہین مژگان کے
کیون وہ خنجر گلی لگاتی ہین

گل زخم اب چمن کی تیر سی کب
بلبلون کی وہ پر لگاتے ہین

وعدہ دیدار کا کیا ہے اگر
لن ترانی کسی سناتی ہین

تو بھی دکھلا دی کعبۂ ابرو
ہم بھی دست دعا اوٹھاتی ہین

جو کبوتر گیا ہوا وہ سے گلے
اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتی ہین

خط مین لکہتے ہین شوق دید وزیر
آج ہم قسمت آزماتے ہین

قوت بازو ہوئی ہین ای سمن بر انگلیان
طائر رنگ حنا کو بنگئین پر انگلیان

بار گذرین دل کی جب رکہدین جگر پر انگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر انگلیان

کیا ہی ور رون پر چڑہی ہین ای ستمگر انگلیان
پہیرتی ہین نیچہ خورشید محشر انگلیان

کر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
جب ملین جہک کر ہوین پانچون برابر انگلیان

کون بلائین مین تری وہ گل کہل کہلا کر ہنس پڑے
گل کہلائین صورت غنچہ چٹک کر انگلیان

تو جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکہنا
کانپتی ہین کسقدر رعشی سی تہر انگلیان

ہاتہہ مین لیجا تین لاغر مرا نامی کی ساتہ
ڈر نہ ای قاصد کہ چہہ ہوئی ہین اکثر انگلیان

دل بی مستی می ٹپکتی ہی پسینی کی طرح
گردن مینا سی ای ساقی ہین بہتر انگلیان

دست وحشت نی کیا ٹکڑی گریبان قرار
جہانکنی مین کسکی تہین پردی سے باہر انگلیان

ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سی ربط ہی
دل چرا لیجائینگے اب چور بنکر انگلیان

جام خالی پر رکہا کیون دست گلگون ساقیا
کیا گلابی کیطرح بہر دینگی ساغر انگلیان

طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چہلون پر ترے
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر انگلیان

رکہدی کیا پاؤن گستاخی سی دست سرخ پر
لال اس درجہ کہان تہین ای کبوتر انگلیان

واہ یا استاد کیا لکہا مخمس آپ نی
دست و پا مین پانچ پانچ آکر بنا کر انگلیان

کم کسی سمجہین تری دست حنائی کی شہید
سب ہین انگشت شہادت کی برابر انگلیان

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسی
شیشے تاک ہین بہت نہ اسکی تہر انگلیان

آئینہ عارض نہین یوسف سی کہلائین آپ
کاٹ ڈالینگے ابہی حضرت سکندر انگلیان

خط نہین اوپر قیامت کا ہی کچہ تحریر حال
پاس رکہتی ہین ہیاض صبح محشر انگلیان

کون پہاڑی گا گریبان آئی گر فصل بہار
تل ہتیلی کی نہین ای ضعف کہلکر انگلیان

مشورت کچہ قاتلو نمین ہی ہماری قتل کے
بیطرح اوٹہنی لگین ہین جانب سر انگلیان

ہر رگ تار گریبان سی ہوا جاری لہو
کرتی ہین ای دست وحشت کار نشتر انگلیان

چل رہی ہین پاؤنکی بہوی اچی ہنگام رقص
کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر انگلیان

ایک ہم تو کہی ہین یہ سبکی سب مشتاق قتل
ہاتہ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر انگلیان

اپنی یوسف کو مری یوسف سی تو نسبت نہ دے
ای زلیخا اسپہ سر کٹتی ہین اوسپہ انگلیان

شعر تر لکہی ہین وصف ساقی کوثر مین آج
ای وزیر اٹہو ہین موج آب کوثر انگلیان

۱۰۳ ۱۰

بہری ہی تونی جو ساقی شراب شیشی مین
پری اوتاری ہی اپنی حساب شیشی مین

نہین نمود یہ دُردِ شراب شیشی مین
ہوا ہی صرف کسوف آفتاب شیشی مین

ہی پاس ساقی مہوش شراب شیشی مین
بغل مین ماہ ہی اور آفتاب شیشی مین

سوائی شیش محل وہ کہین نہین سوتا
پری کی طرح سی کرتا ہی خواب شیشی مین

غروب چار پہر آفتاب رہتا ہے
نہان ہی آٹہ پہر کیون شراب شیشی مین

آدمی ہی نہو زیر آسمان غافل
پری کی طرح نہو مست خواب شیشی مین

کسیلے آتی ہی ساقی کی یہ جو اس گئی — شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشی مین
مرون تو شیشہ ساعت مین مری خاک بھری — فلک وہ کہاں مجھی انقلاب شیشی مین
وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی — ہماری روح یہ ہوئی عذاب شیشی مین
سوای روز مری بیکری مین رات کہان — فلک کی طرح سی ہی آفتاب شیشی مین

١٠٤ — ولہ — ٩

میری نالونسی تہ و بالا ہوی اکثر زمین — زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین
ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان — آسمان تجکو نظر آئیگی واںکی سر زمین
کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤنسی نجات — آسمان گھر گھر ہی ہی اور یہی گھر گھر زمین
بارے باری یہ مجھی سین بر تنگ آ گیا — آسمان دن بھر بھی گردش مین تو شب بھر زمین
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سی — کانپتی ہی ٹھنڈی سانسونسی مری تھر تھر زمین
جس جگہ مین دفن قاتل تیری شہر کا شہید — وان عوض سبزی کی پیدا کرتی ہی نشتر زمین
سیکڑون اس مین گئی محبوب جا بی شک ہے — رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آتش فرقت سی عالم کرہ آتش ہوا — آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
عشق خال یار نی ایسا کیا زار و نحیف — بیٹھ رہنی کو مری کافی ہی اب تل بھر زمین

١٥ — ولہ — ٨

مین سراپا مظہر اسم خدا و اللہ ہون — ہمصفیرو اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق — یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر
کہتی ہی عمر خضر ہین گیسو کوتاہ ہون

آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا داغ
خال روی مہر ہون داغ جبین ماہ ہون

کہہ رہی ہی آسمان سی یار کی گھرکی مین
طور ہون صحرای ایمن ہون تجلی گاہ ہون

بیٹھنا کیسا ادہر آیا اودہر راہی ہوا
دن جو ہون صبح مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون

اللہ اللہ کیا ہی اوسکی یادون کی ٹھوکر کا لطف
ہی ہر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶ — روز محشر سی وزیر افزون ہی اس کا ذکر طول
اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون — ۷

گوہر اشک سی لبریز ہے سارا دامن
آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن

ای جنون باد بہاری سی نہین جنبش مین
کچھ گریبان سی کرتا ہی اشارا دامن

وصل کی رات ہی الگ ہو نہ برابر تو ری
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن

جامہ چین نی نہین یہ پہولچنی نرگس کی
سیکڑون آنکھون سی کرتا ہی نظارا دامن

بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی
باندہ دی دامن صحرا سی ہمارا دامن

خوب پونہچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ
مل گیا آج گریبان سی سارا دامن

آمد آمد مری اشکون کی مگر سن لی ہی
جھاڑ کر گرد جو صحرا نی سنوارا دامن

۱۰۷ — وله — ۹

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین
تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین

ای صبا پونہچا دی ہاتھون ہاتھ دست یار تک
خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

ہاتہ میرا ای گل تر سو کہکر کانٹا ہوا
ہی تری دامن کی چہٹ جانی ہی خار آستین

ضعف نی ایسا گہلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر اب روزون ہی خار آستین

دو نو اپنی کام مین ایجان جان مصروف ہین
روح دامن کی تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکہا او لٹکر کسنی دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیو نسی بہار آستین

تہمگئی آنکہون مین آنسو آتی ہی بل بے دماغ
دیکہنا کیا کر رہی ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہو گیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتہ مار آستین

١٠٨

دامن گلزار ہاتہ آیا ہی اپنی ای وزیر
اشک گلگون سی ہی اب روزون بہار آستین

١٢

جو خاص بندی ہین وہ بندہ عوام ہین
ہزار بار جو یوسف بکی غلام نہین

بہلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
کبہی جلانی کی قابل چراغ خام نہین

کہلا ہی چشم سخن گو سی خامشی کا ہمین
دہن کی ہونی نہونی مین کچہ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچہ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
نگین وہ ہاتہ مین رکہتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتہ مین دو ہو گئی پڑہ دوگانہ عشق
جو بی نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جہکانا یہ منہ پہیرنا ہی مانع دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجہ پہ مرنی لگی جو ہی میری درپی قتل
الٰہی اسکی سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک
یہ گردباد ہی گردش مین اپنا جام نہین

نہ ہنس پر ولائیگا تجکو خمار بادۂ عیش
کہ مے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین
پھنسی نہ قید تعلق مین جو کہ ہی آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین
وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹی محبت کا جسمین نام نہین
رہیگا ہجر کا دن کب کٹی اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بہی قیام نہین
بنی جو بال کا پہندا تمہاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کی لیی بہتر اس سے دام نہین
مے دو آتشہ کفر و دین سی خلق ہی مست
مگر شراب یہ ہم مشرب حرام نہین

پکار اپنا گدا کہکی مجکو ای شہ حسن
فقیر ہون تری درکا وزیر نام نہین

عذار یار پہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہی کہ جسکی شام نہین
فراق یار مین دونو سی ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوی شام نہین
ولا ہی کعبۂ ابرو سی منہ کو کیا پہیرون
نماز ختم نہو جب تلک سلام نہین
یہ سیف آپ کی مثل پری ہہی قدی
مگر یہ عیب ہی چلتی نہین خرام نہین
کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندی کو آزاد پہر غلام نہین
نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچہ حاجت امام نہین
کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچہ اسکو گردش ایام سی بہی کام نہین
جو اوسنی بات نکی ہو گیا مجہی اثبات
دہن وہ تنگ ہی گنجایش کلام نہین
بجہی ہی آب سی کیا میری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مری دلکا کباب خام نہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر — یہ گردش آنکھ کی ساقی ہی دور جام نہین

تمہارا نقش قدم کا صدا ہی پا نہ سنی — سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل — مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

پسند ہین وہ ہاتہ حنا سی کیا ہی جن شہید — کچہ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو — ابہی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سی سینی سی دل سی گذر گیی دم مین — تمہاری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارۂ فلک حسن کہہ کم سن ہی — ابہی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پہری طلب مین جو دنیا کی وہ نہین دیندار — مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
حروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین

ہی غلط گر تری دانتونکو کہون تارے ہین — کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین — شام کو ذرے ہین اور صبح کو ہم تارے ہین

کیا ہی ہرجائی حسینان جہان سارے ہین — یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلیگا نہ مستی ملی — ہونگی یہ قند سیہ اب تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پہرتی ہین ڈنکی دیتی — خار پا چوب ہین اور آبلی نقارے ہین

چہپ چلی ہین خط شب رنگ سی رخسار صبیح — دن ہی کم شام کی آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کی سو دینی پڑینگے بوسی — شیشۂ دل کبہی توڑا تو یہ کفارے ہین

خط پہ خط روز بہا کر وہ سی یونہی جاتی ہین | اشک کاہیکو ہین یہ ڈاک کی ہرکاری ہین
آب جاری کیا اعجاز سی ای بحر کرم | انگلیان کاہیکو ہین نور کی فواری ہین
مصحف رخ کو وہ دکہلا نہین اگر گیسون نی | نہی پہیتی مجہی سوجہی کہون سیپاری ہین
ہاتہ اگر چہونی سی جل جای ید بیضا ہو | لعل لب اوس بت کافر کی وہ انگاری ہین
رونگٹی کب ہین ان آئینونمین ہین پڑ گئی بال | ہاتہ زانو پہ کبہی یار نے دی ماری ہین
پشت پر ہی جو سپر خم ہوی ہو تیغ کی طرح | چار پہول اوسکی نہین پہولونکی پشتاری ہین
روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز | اب تو بی منت خلق آپ کی نظاری ہین
دیکہکر تجکو حسین کٹتی ہین بہولی ہین بناو | انکہیان کرتی نہین سرپہ روان آتی ہین

دل پہ جو گذری خبر اشکون نی دی کی وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکاری ہین

سب کو رخسار خط طبہ تری پیاری ہین | بیٹہ ہندو کو مسلمان کو سیپاری ہین
منہ نظر آتا ہی آئنی وہ رخساری ہین | اپنی بہی دیدہ ہی اور انکی بہی نظاری ہین
زہر ان کاکلونمین ایسا ہی جو دیکہی مر جای | سیکڑون سانپ تری گیسوونی ماری ہین
شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر | کوس رحلت یہی بس صبح کو نقاری ہین
صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی | رونگٹی جسم مین کاہیکو ہین فواری ہین
آہ مین دود لگا غبار اشکونمین ہین لخت جگر | باد مین خاک ہی اور آب مین انگاری ہین
منہ چہپائی ہوی ہین نازسی طفلان حسین | ای معلم یہی جزدان مین سیپاری ہین

پانی پانی ہین تری آگی حسینان جہان
دست و پا تنگ عرق شرم سی فوّاری ہین

اب بہی کہتا ہی لبی کچہ پہ نلکہا شوق وصال
پشت قاصد پہ دلاناموںکی شیاری ہین

چشم جانانکی اگردشت مین ہم بہولی ہین یار
ڈہیلی آنکہونکی ہین آہوون نی ماری ہین

مسی آلود نہین تیری لب آتش رنگ
اپنی نظرون مین دہوان ہار یہ انگاری ہین

مصحف و صفحو نسی ہین وہ دو نو عارض
پہول خوشبو ہین جلادینی مین انگاری ہین

کہینچکر اوسکی تصاویر کہی صورت گر
یہ کسی مصحف رخسار کی سیپاری ہین

لکہ دیا ہی مری سینی پہ شہادت نامہ
صنعتین کین ہین تیرا اونی نہین ماری ہین

(۱۱۲) الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن گور مری نظرون مین اندہاری ہین (۳۱)

عاشق لعل رخ دلدار آنکہین ہو گئین
مبتلای کافر دیدار آنکہین ہو گئین

سرخ پلکین ہو گئین خونبار آنکہین ہو گئین
دیکہ لو اب زخم دامندار آنکہین ہو گئین

دیکہکر محو جمال یار آنکہین ہو گئین
جامہای شربت دیدار آنکہین ہو گئین

آنسو ای اشک اب بہی لگا ہی خون گرم
بہہ چیو پانی کہ آتشبار آنکہین ہو گئین

رہ گئین تمسی جدا آنکہین ہو گئی اکبار صلح
کیجیے دو تین باتین چار آنکہین ہو گئین

کشتی می ہلکی کی ای ساقی پہونچ بہر خدا
بی تری محفل مین دریا بار آنکہین ہو گئین

ہی تصور بسکہ آنکہون مین خط رخسار کا
آئنی کی طرح جوہر دار آنکہین ہو گئین

ای بت کافر ہی بس دی عجب ذات اللہ کی
لب تری عیسی ہوی بیمار آنکہین ہو گئین

یہ گئیں پلکیں برنگ خس مری اشکوں کی ساتھ
اٹھو نظروں میں گل بیخار آنکھیں ہو گئیں

چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز کی
ای پری آہوی خوش رفتار آنکھیں ہو گئیں

میری پاؤں کی طرح ہیہات اب گردش میں ہیں
کسکی یہ وارفتہ رفتار آنکھیں ہو گئیں

عین نادانی ہی اب انسی جو رکھی چشم داشت
شکل مژگان پہر گئیں بیزار آنکھیں ہو گئیں

سخت دل یاقوت ہیں آنسو ہیں ہوتی آبدار
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھیں ہو گئیں

دو تو ہیں چشم سخنگو گر نہیں ہی اک دہن
چپ رہی ہی قابل گفتار آنکھیں ہو گئیں

عشق پنہان دیدۂ گریان نی ظاہر کر دیا
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھیں ہو گئیں

ابلق چشم صنم کس ناز سی گردش میں ہی
خوب کاوی ہوتی ہیں رہوار آنکھیں ہو گئیں

ہر کسی نی آنکھ جب ڈالی گلوی صاف پر
ہنس کی فرمایا گلی کا ہار آنکھیں ہو گئیں

تول لیتی ہیں سدا نظروں میں جنس حسن کو
پلۂ میزان مری ای یار آنکھیں ہو گئیں

ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
چشم نرگس کیطرح زردار آنکھیں ہو گئیں

کہتی ہو سب دیکھتی ہیں تیری آنکھوں سی مجھی
سچ کہو اغیار کی بیکار آنکھیں ہو گئیں

چلیی اب صحرا سی کوی یار انہیں وہ کھلا گئے
آبلوں سی پاؤں میں دوچار آنکھیں ہو گئیں

پھول نرگس کی بنائی کب وہاں معمار نی
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھیں ہو گئیں

ای خدا شاہد ہمارا ثم وجہ اللہ ہے
جب نگہ کی بت پہ تجھسی چار آنکھیں ہو گئیں

آپسا انکو بنایا عشق تیر یار نے
ہی سری تار نگہ سوفار آنکھیں ہو گئیں

پیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہیں شاخوں سی درخت
کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھیں ہو گئیں

چپ کہڑی ہین ہنگئی ہین نقش بر دیوار ہم
آؤ دیکہو روزن دیوار آنکہین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتی ہین نظر
بادۂ وحدت سی کیا سرشار آنکہین ہوگئین

روتی روتی ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکہین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدۂ و دانستہ قتل
جوہرون سی تجہین ای تلوار آنکہین ہوگئین

آنکہ کی ڈورون نے تیری کچہ تو ہین دہاگی دی
ای صنم جو مائل زنار آنکہین ہوگئین

۱۱۴

پہر گیا وہ آکی اب جاگی تو کیا حاصل وزیر
سوگئی جب بخت تب بیدار آنکہین ہوگئین

اوس چشم کی ابلق کو کہان پاتی ہین آنکہین
کیون گہوڑی تصور کی یہ دوڑاتی ہین آنکہین

جب آنکہ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکہین
بس و امن مژگان مین چہپی جاتی ہین آنکہین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کیطرح صبح کو چہپ جاتی ہین آنکہین

وحشی ہون دم نزع ہی تہراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آؤ کہ تہراتی ہین آنکہین

جاتا ہی طلب کرنی ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکہ کی لہراتی ہین آنکہین

ولہ

مین کیا جہان و تنگ ہی اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہے سی جسکو موی کمر خلق کہتی ہے
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکی خال پر
موی کمر بنا ہی قرہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

غزل فارسی

سہین در وقت رفتن حسرت دیدای نگارین
کہ از نقش قدم پیداست چشم انتظارین

نگہ اندیدن لو چون پر پروانہ می سوزد
مگر دارد چراغ از داغ دل شبہای تارین

فلک را گرد از فرط حرارت کورہ آتش
معاذ اللہ فتنہ گر برزمین مشت غبارین

بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید
بہ بیند گر کسی آئینہ لوح مزارین

اگر از سستی بختم سمند او نمے آید
بپای او رسد ای کاش این مشت غبارین

مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نہی
صفا ہا صورت آئینہ می دارد غبارین

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین
موج بوی زلف کی ٹہری جو پہنائی نہین

شوق بیجا ری ہین ساقی بہ چلا دریا کی شکل
کشتی می اب ہی لینی کو مری آئی نہین

ولہ

نظروں سی دور رہنی کا پیاری گلہ نہین
دل سی قریب ایسی ہو کچہ فاصلہ نہین

ولہ

چلن انفاس کی ہین اندنون کچہ نکہت گلین
کہ آمد شد ہی اسکی کوچہ منقار بلبل مین

ولہ

بہنک بو ہی بسکہ وحی ایسی بلبل مین
بہری چمن کی روش کوچہ گل مین

ولہ

صدا سونیکی آئی گر او ہی چہٹری تو اے مطرب
جو میری آنسو ونکی تار ہین تیری ستار مین

ولہ

خدا کو مان نہ اے شور حشر ہمکو جگا
لحد ہی اوٹھکی کہین ہم سبو سبو نکرین

جگا دیا مجھی سوتی ہین بیدماغ ہون مین
ابہی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

نوجوانون سی تہی پایا کنارہ پیر کو | اس کمان مین عمر بہر ہی نہ دیکہا تیر کو

ترچہی نظرون سی نہ دیکہو عاشق دلگیر کو | کیسی تیر انداز ہو سیدہا تو کر لو تیر کو

مار ڈالا ڈہونڈہ کر ظالم نی مجہ نخچیر کو | چشم کیا سوفار کی بدلی ملی تہی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بہی تنکی چنی | کہربا کی رنگ سی کہینچو مری تصویر کو

تو نہ بوسہ دی سکا لیکن تری دیوانی نے | سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پہٹتی ہی تیری مکان پر پارچہ ہر اک کی آنکہ | گرد دامانِ نگہ منگوا ای تہی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرعِ برجستہ مین | یا خموش تقریر کہتی ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدہ کا تہا عیان روز الست | خواب دیکہا بعد پہلی سن لیا تعبیر کو

پڑ گئی ہین سیکڑون چہالی جو ای خونخوار خلق | کسکی خونِ گرم سی تو نی بہرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکی لیی | منہ ملا زخمونکو میری اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر کہین قلم | دودہیا تیشہ سی جاری کردین جوی شیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا پہر کی دیکہا نا نہ سے | دی اب ای بلبل دعائین خار دامنگیر کو

جا کی ٹہری استخوان پر چب لگائی تو نی تیغ | کیون ای قاتل ہا کہی تیری شمشیر کو

ہاتہ مین چہٹی نہین آتا تو اطفال حسین | کہینچتی پہرتی ہین تہر یہ مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گری تو جان فکر بہری ہی | مت سمجہ یہ وجہ پا ای شمع پر گلگیر کو

بار ہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے | لن ترانی کی صدا کہی تری تقریر کو

پستی ہی نہ دی چمن مین دیکہنا رفتار یار / پہول منہ سی جہڑتی ہین سنتا ذرا تقریر کو
اپنی شکوونکی سبب دیدار وان ہر گہڑی ہی / ہاتہ آئین چہلیان گہر بیٹہے ماہی گیر کو
آسمان کی پار گذری دل نی ایسی آہ کی / اپنی ترکش نی کمان کیطرح پہینکا تیر کو
کوہکن تجہسی نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق / ہم چہپاتی استخوان کیطرح جوی شیر کو
بہر استقبال جاؤن مین کئی تیر آپ سی / وہ نشانہ ہون جو آتی دیکہون اوسکی تیر کو

۱۱۶ ۱۹

ہو کی لاغر تیر کی مانند چہوٹی ای وزیر
کہی اب خانہ کمان کا خانہ زنجیر کو

دیکہا اونا وک فگن جذب دل نخچیر کو / ہی ٹہہرنا مشکل اب ترکش مین تیری تیر کو
خواب مین دیکہا دجانان سی اوٹہ سکتی نہین / پای خفتہ چاہیی اس خواب کی تعبیر کو
ای پری تو نی ہمین وحشی کہا اچہا کیا / اب کوی ہم چہوڑتی ہین زلف کی زنجیر کو
موی آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا / شعلہ رو دست حنائی مین جو لی شمشیر کو
دامن جانان جو چہوٹا دامن صحرا لیا / دیکہہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو
گر مرقع مین مری خورشید رو کی ہو شبیہ / روز روشن دم مین وہ کر دی شب تصویر کو
رو دون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہی / صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو
اوس بہوکی سی بہلا ای شمع کیا نسبت تجہی / مثل پروانہ جلا دی جب چہوی گلگیر کو
ہاتہ اوس انگیا کی چڑیا تک نہ پہنچ سکتا نہین / دام مین لاؤن دکہا کر دانہ زنجیر کو
جیتی جی کیا کیا کرینگی خواب غفلت مین ہی ہم / روز محشر سنیو ہی ہر عضو سی تعبیر کو

خط سنبل مین لکہینگے زلف جاناں کی صفت ستبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو

ای گل زخم جگر تیرا نشانہ کیا بچے بلبلون نے اپنی پر بخشی ہین اوسکی تیر کو

جو گیا تیری مکان مین پہر نہ نکلا عمر بہر نقش حب کا گہر ہی گویا گہر ترا تسخیر کو

پرورش طفلی سی پائی دامن کہسار مین کوہ کو پستان مین سمجہا شیر جوی شیر کو

گر میان وہ غیر سی کرتا ہی مین مرتا نہین آگ لگجائی الہی موت کی تاخیر کو

بندہ گیا ہی غیر سی مضمون غزال چشم کا اوس مین اب شاخین نکالی کہد و آہو گیر کو

ضعف سی مذکور خال لب گران ایسا ہوا مہر خاموشی ہوا میری لب تقریر کو

بیقراری دیکہکر میری کہا بہزاد نی چاہیی رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

١١٧

شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ ای وزیر
صورت مژگان جگہ آنکہون پہ دین ہم تیر کو

بی چین ہی یہ دیکہ کی مجہ بیقرار کو ہی انتظار صبح شب انتظار کو

رسوا جنون مین بہی نکرو نگا مین یار کو مچہلی کی طرح تلوی چہپائین گی خار کو

دل مین جگہ دی یار نی مجہ خاکسار کو شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو

چوٹی مین وہ لپیٹی ہین پہولون کی ہار کو پہولی ہی شام کہد و یہ صبح بہار کو

حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجہے گل کر دیا صبا نی چراغ مزار کو

اوس گلعذار سی کہو سر کا ہی منہ سی بال پہولون مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو

مانند شمع بس مری آنسو نکل پڑی دیکہا جو بیچراغ کسیکے مزار کو

اے گل کہاں نہیں مری رونی کا تذکرہ
سن لی صدا اسے گریۂ ابر بہار کو

شاخیں نکالوں سیکڑوں شاخ غزال مین
دیکھوں جو تیری سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤں مین صبا تو اوڑاتا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کی کیا اوسنی عندلیب
منقار عندلیب کہوں نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑی اوسکی آنکھ مین
دیکھی نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بی گنتی اوس قمر کی لیی بوسی رات بہر
دیکھو تو میری آرزوی بی شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئی میری قبر پر
یوں روئی شمع دیکھ کی میری مزار کو

مسّی نی تیری دانتوں کی برباد کر دیا
گرد ستی ہے گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سی وہ آنکھ پھیر لے
دوں مین دعائیں گردش لیل و نہار کو

چھو کر حنائی ہاتھ سی اوس گل نی باغ مین
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئی مگر وہی نازک مزاج ہیں
کوہ الم سمجھتے ہیں سنگ مزار کو

وحدت اوٹھای پردۂ کثرت جو آنکھ ہی
پھر ایک اس چمن مین کہی تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کری
دیکھی اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کی گھوڑی پہ اب بھی سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھ کی میری غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہوں جو دانہ مرا گری
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہوں بیدماغ خواب عدم سی نہ چونک اوٹھوں
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نی ہوں تیری دوری لب سی فغان کروں
چپ ہوں جو منہ لگای تو مجھ دلفگار کو

گر تو نہو بغل مین اوٹہاون یوہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس و کنار کو

پہنا جو تونی یار گیا یہ خوشی سی پہول
پہولونکا ہار کر دیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہے
نقش قدم چراغ بنی ہین مزار کو

گر تو نہ آئی موت کا مین منتظر رہون
آنکہین خدائی دی ہین مجہی انتظار کو

تر دامن اسقدر ہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

بہر سوال آئین جو مجہ ناتوان کی پاس
ڈہونڈہین فرشتی لیکی چراغ مزار کو

۱۱۸

آئی ہین میری ہاتہ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین **وزیر** دُر شاہوار کو

۲۴

مر مر گئے بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائی نہ وطن کو

لب پر تو نہ لا وعدہ خلافی کی سخن کو
جہوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگا لون گا غزالان ختن کو
آنکہون سی تری سیکہ لیا طرز سخن کو

مین مر گیا ہون دیکہ کی اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سی سیو میری کفن کو

دکہلایا تری تیغ نی جوہر کی چمن کو
پہر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندہا ہی وہ جسنی ترا دیدار نہ دیکہا
بہرا ہی وہ جسنی نہ سُنا تیری سخن کو

نقش قدم یار کی دیکہو تو صفا تے
آئینہ دکہاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نی نعم البدل اس کا
دی چشم سخن گو تہ بنایا جو دہن کو

بجلی کی طرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنی کفن کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بہر آئی ۔ دیکہی کبہی یوسف جو تری چاہ ذقن کو

کرباتین لڑانی کی لب لال سی ظالم ۔ دی لال کی مانند لڑا لعل یمن کو

دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بہولا ۔ افتادہ چہ یاد کری جیسی رسن کو

مرتا ہی جہان تجہ پہ یہ ای قاتل عالم ۔ اب زندگی بہی اپنی ہوی پہرتی ہین کفن کو

بلبل کی بہلا پوچہتا کاہیکو کوئی بات ۔ صد شکر دیا نطق نہ غنچی کی دہن کو

قمری کو اوسی دن سی ملا طوق اسیری ۔ جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو

یوسف کیطرح گر تری ای ماہ کنوین مین ۔ دیکہی مہ نخشب جو تری چاہ ذقن کو

خوش چشمون کی مضمون کہی مینی قلم بند ۔ تیزی سی کیا صید غزالان ختن کو

بت کہتی ہین کیا کیا مجہی اس بیہنی پر ۔ اللہ نی صد شکر بنایا نہ دہن کو

آنکہون کو تری سرمی کی دنبالی گران ہین ۔ شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو

تربت پہ مری آب دہن یار نے پہینکا ۔ بہولا نہ پس مرگ وہ مجہ تشنہ دہن کو

مرنی پہ بہی خوش چشمو نکو مجہسی دہی کاوش ۔ سبزہ مری تربت کا چراتی ہین ہرن کو

یارون نے پس مرگ مری باندہ دی ہاتہ ۔ تہا خوف کہ ٹکڑی نکری جیب کفن کو

مرنی پہ بہی ساتہ زمانی کی دو رنگی ۔ دکہلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

جنبش نہ زبان کو ہو تو پہر بات نہ نکلی
گویائی ہی گردش سی وزیر اہل سخن کو

دوست سب کہتی ہین سرو قامت جلاد کو ۔ نکلی قمری توڑ کی گر بیضہ فولاد کو

پہنچی گر فریاد سی دست زلیخا داد کو — آہی چاک دامن یوسف صبا کیاد کو
کیا اڑا لیجاؤگی گلزار بے بنیاد کو — گل کو بلبل کردیا ہی فاختہ شمشاد کو
نقشہ ہوی کمر کھینچا تو بہولا تہا بچک — ہوگئی لغزش یکایک خامۂ بہزاد کو
ہم صفیرو ڈہانپ دیتا ہی قفس گلدام سی — رحم آجاتا ہی مجہ بلبل پہ جب صیاد کو
پہنکتا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق — موم بنجائی اگر یون ہاتہ مین فولاد کو
لکہنی بیٹہو گی تو لا کہون سر قلم ہوجائینگی — پہلی بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو
صدقی کرکی سرو کو آزاد اوسنی کردیا — کہدو قمری سی کہ آج آئی ہمار کباد کو
کٹگئی سر حاصل ہوی کیا ہی سبکدوشی مجھی — سرگرانی کی دوا معلوم ستی جلاد کو
ضعف کی تاثیر نی کھینچنے ندی میری شبیہ — رنگ رخ اوڑنی نی عاجز کردیا بہزاد کو
پای مجنون جب کھنچی زنجیر سی اک بن گئی — خود بخود لغزش ہوی یہ خامۂ بہزاد کو
جسم کیا او طفل جہر جہوٹ دلپر لگ گئی — تازیانہ زلف کا کہلنا ہوا استاد کو
ہوچلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے — لگا بہارا او طفل جہگڑا ہو نصیب استاد کو
سبزۂ خط دیکہکر ہاتہونکی طوطی اوڑ گئے — جانو صدقی ہین جہوڑ دو کچہ اب صیاد کو

۱۲۰ — **وله** — ۴۴

اس تپی سی پوچھنا قاصد مکان یار کو — چاندنی کہتی ہین کسکی سایۂ دیوار کو
طوف رہتا ہی سدا گردش سی چشم یار کو — شوق سی کعبہ کہون ہین ابروی خمدار کو
جب صبا لائی اودہر سی بوی زلف یار کو — نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتی ہین اپنی یار کو

دیکھی بندش صفائی کی جو کبھی وصف رخ
باندھی ہی سوچ سی مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنی لگی رنگین بیانی سی مری
رہ گئی حیرت سی بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آجاتی ہماری دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بہر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نی طوق بیچی میری ہاتہ
لکھدی اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو
کر دیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتی ہین میری کیا ہوا سرزد گناہ
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہ ہو ثابت مجھی ظالم کی قسمت مین تپش
دیکھتا ہون رات دن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیی رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتی ہین اب ہی برابر رات دن
سر سی پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک پا ہی واقعی آنکھونکو بھاتی ہی بہت
اشک نکلی دیکھتی ہی خاک کوی یار کو

بندہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق
عندلیبون کی طرح اوڑ جائیی دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی بنتی آنکھین ہین نرگس کی پھول
برگ نرگس کہیی ای گل ابرو خمدار کو

ای مجود پردہ تم سی زاہدو نکو ہی عشق
صورت تسبیح پنہان رکھتی ہین زنار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکہو تو خرام ‌ — ‌ پہول منہ سی جہڑتی ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاک مین ملجاؤن پڑا ٹہون نہ مثل نقش پا ‌ — ‌ جی مین ہی دکہلاؤن زور ناتوانی یار کو

میری نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بہی ‌ — ‌ سوی تن مضراب ہین ہر اک کفن کی تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجہی ‌ — ‌ بہاگتا ہون دیکہکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر ‌ — ‌ خوب سا سیدہا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنی اب تصور اسکا رکہی ہی رات دن ‌ — ‌ عرش مین لٹکائیی زنجیر زلف یار کو

دلکو سینی سی مری آنکہونمین لایا جوش اشک ‌ — ‌ چاہیی نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتہ آتا ہی مری مضمون دہان یار کا ‌ — ‌ توڑتا ہون غنچۂ نارستۂ گلزار کو

جوش گریہ سی نہ خط لکہنی کی جب فرصت ملی ‌ — ‌ کاغذ ابری عوض نامی کی بہیجا یار کو

خانۂ زنجیر سی نکلا صدا کی طرح مین ‌ — ‌ ناتوانی نی کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑی ٹکڑی طوق کو کردین گریبان کیطرح ‌ — ‌ تیری وحشی جب سنین زنجیر کی جہنکار کو

آمی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل ‌ — ‌ خوب رؤون منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندہی ہین مضمون جو مین نی قامت دلدار کی ‌ — ‌ عالم بالا مین پڑہتی ہین مری اشعار کو

پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنی آیا ای وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو ‌ — ‌ پہول دیتا ہی سپر کو اور پہل تلوار کو

زیر ابرو دیکہکر گردش مین چشم یار کو ‌ — ‌ ماہ نو نی ہی چڑہایا چرخ پر تلوار کو

راحت جان کہتی ہین عشاق زلف یار کو / یہ وہ شب ہی جو نہین بہاتی کسی بیمار کو

باغ سی تشبیہ دیتی ہین گل رخسار کو / اب عوض طوطی کی بلبل کہتی خط یار کو

دیکھکر خورشید کا پیاا ابروِ خمدار کو / بس اوٹھا رکہ طاق پر ایماہ اب تلوار کا

گر کرون روشن چراغ آہِ آتشبار کو / مثل پروانہ جلادون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتہ آیا فکر سی / زور افسون سی کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروِ خمدار کا / چوم کر لیتی ہین اکثر ہاتہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برقِ حسن / آگ لگجائی تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نی ہر مژہ نی لاکہ تیر / ابروِ خونریز تو بھی کہینچ لی تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون تہپڑ پڑین / کر دیا ہی ٹکڑی ٹکڑی دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ وسدم سپر داری کری / ای جنون صحرا جو کہینچی مجہ پہ تیغ خار کو

لاغری سی آج ہم دوش ہوا پہرتی ہین / ای گلو ہنستی تہی گل خار سر دیوار کو

استقدر ہی کانٹی چبھنی کی کف پا کو ہوس / آبلہ پروانہ ہو دیکہی جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میری اشک و آہ سی / ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سو بار دی ہی ای جنون ہمنی گرہ / کر دیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عقدا مین / باندہتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالی ہین بلبل ٹہنڈی سانسین ہین نسیم / یا الٰہی رکھیو سر سبز اس مری گلزار کو

پاؤن کی چھالی نہین دیتی ہین آنکھون مین جگہ / دیدۂ ہر آبلہ سمجہا ہی مژگان خار کو

شکل قمری اوسکی وحشی طوق ہین پہنی ہوی
اس لیی کہتی ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکہتی ہی میری چشم یار کو ہی احتراز
کس نی تبلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ سہ کو دیجی تمثیل دل کی داغ سی
باندہی اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغر مینستی ہین ساقی بہکنی پر مری
قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنی کوچی مین مجہی رونی تو دی اے رشک گل
باغبان پانی ہمیشہ دیتی ہین گلزار کو

غنچہ گل مشک نافی بنگئی ای عندلیب
جب صبا لائی چمن مین بوی زلف یار کو

ان بتون کی ظلم سی دشمن ہوا مین کفر کا
ہوگیا ہر موی تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین ہی ساقی رہا پالش ب
سجدی کرتی جاتی ہین ہم خانہ خمار کو

ای بت کافر تجہی دیتا ہون مین گل کی مثال
باندہتا ہون مین رگ گل رشتہ زنار کو

میری ہر اک زخم تن کو اس نی خندان کر دیا
زعفران کا کہیت کہی تیغ جوہر دار کو

دیکہکر تیری مریض عشق کو بولی طبیب
ہم پیام مرگ کہتی ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح
ای مژہ تو ابر کردی سایہ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیو نکی آگی ای شاخ غزال
پیچ مین لائی ہین اپنی ہمتو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا
عاشق قامت تہا سمجہا سرو چوبدار کو

حال بیتابی گریہ سی ہی مثل برق خط
نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانہ برق تجلی ای کلیم
طور کر دین آہ آتشبار سی کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلو نگا ابہی واللہ مین
ای بتو مصحف کہو گی تم اگر رخسار کو

١٣٢ — ٣١

وصف ان شیرین بانونکا لکہون گر ای وزیر
نیشکر دم مین بنادون کلک گوہر بار کو

بنی گلخن جلادون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب جرخ شہابی سوختہ پہولونکی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزانسی گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سی گل ہنستے جاتی ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکہنا پہولون کی خرمن کو

ہمین سکبین سمجہکر پہول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سی کہدو گل کردی ہماری شمع مدفن کو

جنون نالونسی میری کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پای خفتہ ستنکی زنجیرونکی شیون کو

ہوا ناجنس کی صحبت ہی طرفہ گل کہلاتی ہے
کری نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکی آنکہونسی جو گرتا ہی
جنون نی دامن صحرا بنایا میری دامن کو

ہی سیلاب اشک ایسا گلی تک پانی آپہنچی
بنادون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نی جذب مقناطیس بخشا ہی
گلی ہی خود لپٹ جاتی جو لاتین طوق آہن کو

مسی آلودہ لب مین وہ اہ کیا ہی جلوہ دندان
بہرا ہی ابر نیسان نی گہر سی اپنی دامن کو

بتاتی ہین جو مجہ وحشیکو اونگلی کی اشارے سے
مہ نو اے جنون سمجہی ہین لڑکی طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب ای ماہرو نکلی
اولٹ دون جام مے گر تو چہپائی روی روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کی لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہنسنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سی خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہے چشم روزن کو

بہار آتی ہی ای وحشت یہان تک گریہ آنکہین مین
بہرا اشکان نی میری تہر نسی اپنی دامن کو

جو ہین خونریز ظالم آبرو اونکی نہین جاتی	کبہی ہوتی نہ دیکہا خشک ہمنی آب آہن کو
مزا کشتہ تیغ جفا معلوم تا ہووے	سپر کی بہول لازم ہین چڑہانا میری دشمن کو
پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی	جو رکہین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو
صدا آنی لگی ای زاہدو اللہ اکبر کے	بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو
چمن مین دیکہکر جوبن گلو ہی شیشہ ہی کا	خجالت سی جہکا لیتی ہین طاؤس اپنی گردن کو
ہمین سنگ طفلان کم تہا پارس ہی ای وحشت	طلائی کر دیا خون گلو نی طوق آہن کو
یہ کسکی گوہر دندان سی اسنی ہمسری کی تہی	ملایا جو خدا نی خاک مین ہیری کی معدن کو
پہن لو ای بتو زنار تسبیح سلیمانی	رکہو راضی اسی پردی مین ہر شیخ و برہمن کو
ہر اک پروانہ ہی محفل مین مستونکی طرح لوٹی	نگاہ مست ساقی کر دی مینا شمع روشن کو
ہی نالان صورت ناقوس میرا گنبد مدفن	نہ بہولا خاک ہوکر بہی مین اوس طفل برہمن کو
کیا شرمندہ سبکو لعل نی دکہلا دی اب عارض	بنا پروانہ ای مہر د چراغ صبح روشن کو
برنگ ساغر لبریز روتا ہے جو سنتا ہے	بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنی شیون کو
عوض پروانونکی تربت پہ شور عندلیبان ہے	یہ کس نی پہونکدیا ستہ سی کیا گل شمع مدفن کو
نکل جاتی وہین گرپاتہ مین لون سنگ اہی وحشت	تڑپ نی میری نبضون کی کیا نادم فلاخن کو
یہ کون آیا تہا گہر مین جو داغ اپنا فلک تہا	سمجہتی تہی چراغ خانہ شب بہر ماہ روشن کو

۱۲۴

کرون گرمین خیال گیسوی شبرنگ مین آہن
وزیرا لدم مین گل کردون چراغ صبح روشنکو

۶

حسد سی سمجھی ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو | بسان تیغ قاتل جانتی ہین اہل جوہر کو
کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی | برنگ شیشۂ می رو کی دیکھا دور ساغر کو
مجھی وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئی گا | سوا نیزی پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو
گلا کاٹا جو اونی کیا ہی خوش ہو ہو کی دم نکلا | ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو
سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردی سی | روان ہوتی نہین دیکھا کسی نی آب گوہر کو
نکل جاتا ہون اپنی پیرہن سی زار ایسا ہون | ہوی تشبیہ بو ہی گل سی میری جسم لاغر کو

۱۲۴ — وله — ۲۶

دشمن بہی اپنی دوست سی یارب جدا نہو | نا آشنا کو بہی الم آشنا نہو
صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو | پہوٹی وہ آنکہ جس سی کہ آنسو گرا نہو
وہ صید ہون کہ پر بہی ہون اور اڑ سکا نہو | یارب مجہی کہین یہ ماہے ملا نہو
بعد از فنا زمین سی نہ اوٹہا مرا غبار | ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو
کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمہاری تیغ | تسمہ کوی گلی مین لگا رہ گیا نہو
مرکر بہا اوس گلی مین ہم تو بہین یا نصیب | خاک اپنی جب اوڑی تو ادہر کی ہوا نہو

قطعہ

پی یار ذوق کب ہی شراب و کباب سی | پروا نہین ہی اب جہی ساقی ہوا نہو
خون جگر پیا نہو جس نی وہ می پیے | کہائی وہی کباب کہ جو دل جلا نہو
ہم خاک مین ملی تو ملی غم مگر یہ ہے | دل مین تری غبار کہین آگیا نہو
رسوائی کا بہی چاہی وحشت مین کچہ خیال | دامن جو چاک ہو تو گریبان پہٹا نہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہے کہین کربلا نہو

کہینچی تہی تیغ پر نہ نزاکت سی کہینچ سکے
قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبزہ تمنے لگایا تو فائدہ
پی آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش
ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہوسکین وہ مجہہ سی کرو بیوفائیان
تا پہر کسیکو تمسی امید وفا نہو

جز کہربا اوٹہای کسی نہ میری لاش
کاہیدہ اسقدر کوئی یارب ہوا نہو

حسرت سی کیون تڑپتی ہین صیاد اسیر دام
ہاتہون مین تیری طائر رنگ حنا نہو

کہا کہا کی پان پیک جو پہینکے مزار پر
اوسکی شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسد رجہ کیون ہی چرخ جفاجو کو اضطراب
دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنی در پہ مجہی دیکہکر وہ شوخ
کہتا ہے یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو
خاموش ہو تو لب سی کبہی لب جدا نہو

بہر جواب خط مین جگہ چہوڑ دی تہی کچہ
قاصد نی اوسپہ خط غلامی لکہا نہو

پہر روح کو ہی جسم مین آنی کا اشتیاق
اوس نی مری جنازی کو کاندہا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک
وہ چال چل کہ جس سی قیامت بپا نہو

تو مجہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر
دیکہون تو کیونکر آنکہ تری سرمہ سا نہو

تاریک ہوگیا ہی نظر مین جہان وزیر
آنکہون مین اوسکی غیر نی سرمہ دیا نہو

کیفیت اوس مین بہی ہی جو ہم سی گناہ ہو — بوتل ہو میکشی سی اگر دل سیاہ ہو

مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو — ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو

کاہیدہ مجکو دیکہ کی وہ غیرت پری — کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو

کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سی — پگڑی کا پیچ موی سر بے کلاہ ہو

جہک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے — جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کے کلاہ ہو

کیا ہین بہی اٹہی ہوین مژگان کی پتلیین — سر سجدہ دو تو شبہہ گرد سپاہ ہو

مرجاؤن مین ذرا جو ملد رہو مجہ سی یار — خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو

احسان ہی ابہی عرق شرم مین ہون غرق — آئی جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو

موج وحباب وار نہ عریان رہون کبہی — تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو

فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون — اب مین ہون بی قصور جو مجہسی گناہ ہو

سوجہی ہی اونکی دشت نوردی مین اسطرحون — پاؤن مین آبلی کی طرحسے کلاہ ہو

پیدا ہو تن سی جامۂ تن مثل موج آب — سر سی حباب وار نہیا کلاہ ہو

نظر ونمین ہون سبکتر مین چڑہ جاؤن بام پر — مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو

بیتاب روح ہی تری نظاری کی لیے — مثل نگہ روان کہین آنکہونکی راہ ہو

جیسی بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر — یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو

کہتی ہی اونکی پر تو رخ سی حیا ٹہہر — جبتک کہ آئنی سے نہ باہر نگاہ ہو

دیکہین جو آنکہ اوٹہاکی وہ مجہ ناتوان کو — خم ہون مری طرح سے یہ باز نگاہ ہو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون
تم آئنی کی طرح سے پیش نگاہ ہو

دیکھون تو نازکی سی اڑی وہ غبار خط
اس درجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو

دیوانی ہوگئی ہین تری شاہدان باغ
گل پھاڑ کر قبا کہین دادخواہ ہو

بل بی صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہی
دیکھون شکم تو پشت کی باہر نگاہ ہو

تو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط
جائی جدھر وہ ساتھ پہ بی اشتباہ ہو

پانی بنی سفید ہو ساقی شراب سرخ
بعد از فراق [illegible] بر سیہ ہو

١٣٦ ٣٤

ساقی چلی وہ زہد پہ بھی توبہ توڑ کر
گلشن مین بو تلون سی جو ابر سیاہ ہو

نہ بنی مثل حباب اپنی سے گوہر آنسو
اپنی قیمت نہ گھٹا دی کہین گر کر آنسو

کیا ہوا ضبط سی لو آگئی منہ پر آنسو
نکل آیا ہی پسینی کی طرح ہر آنسو

صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو
ہین عزیز اب مجھی آنکھونکی برابر آنسو

تو نی دہکا کی ہین غیر کو ساغر جو دیا
ساقیا پی گئی ہم آنکہ مین بھر کر آنسو

پوچھتی پھرتی ہین ہر ایک سی ہم فرقت مین
ضبط کہتی ہین کسی کہتی ہین کیدہر آنسو

پانی پانی ہوی ہم چھیڑ کیونسی دربان کی
چشم روزن ہی نکل جائین گی بنکر آنسو

چل کی تلوار تری رک گئی کیون روئی ہم
بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو

رو دیا دیکہ کی تجہکو تو نہو آزردہ
پیش خورشید نکل آتی ہین اکثر آنسو

حسرت بادہ کشی رکھتی ہی گریان ساقی
جام می ہو جو گری دست سبو پر آنسو

جستجو ضعف مین بہی ہی کسی ہرجائیکے
لیی پہرتی ہین تن زار کو گہر گہر آنسو

منہہ ہی کیا آئینی کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابہی سد سکندر آنسو

اوڑ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑی چشم بطا سی زمین پر آنسو

آگئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئی شیرۂ بادام سی بہر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پہر نا ذلت
تہا گہر یہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیی آتش تر جام نہی پانی سے
کہ حبابون کی طرح ہو گئی ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکہ سی ہو جاتی ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نی لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہے مرا ہر آنسو

لاکہ دریا ہون رکتی نہین جانی والے
اونکی دیوار کو دم بہر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑہی سولی پہ
آہی مژگان پہ جو ہو آنکہ سی باہر آنسو

نقد دل دی لب خندانسی جو مانگی کوئی
صورت غنچہ ہی مٹہی مین سے لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہی بی اثری نی اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پہیر دی گی مری گردن چہری موج شکر
آگئی لہر تو دکہلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب می ساقی
ابہی آنکہون ہی نکل جائینگی نبکر آنسو

کوی قاتل مین اگر چای دل ہیرو پا
ابہی دیتی ہی اوسی پاون لگا سر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکہکی تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہے گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ بنی فرقت مین
طفل نادان کی طرح سو رہین پل بہر آنسو

١٢٧ ولہ ٢

آہ کہینچون تو بہائی ابہی پتہر آنسو
نکل آئین شرر سنگ بہی بنکر آنسو

ای جنون ہنگئی طفلان ستمگر آنسو
ڈہیلی آنکہون کی لگایا کئی شب بہر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال
گرد دامان نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گر دیتیہی کب اوٹہائین یہ گہر
کیون نہون سرمی سی ایجان مکدر آنسو

دو نوا نکہین تری یاد آئین تو ہم رونی لگی
صاف باد ام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہوجاے
تو ابہی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار
آہ کہینچون تو بہاتے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے
ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشی خالی
روون ایسا کہ بہرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر
مانگتا ہی مری مژگان سی عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بہلا آرایش
دیکہ لو سرمی سی ہوتی ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ
سر بکف پنجۂ مژگان سی ہی ہر ہر آنسو

روتی ہین یاد رخ و زلف پر افشان مین مدام
پہول ہین دنکو تو ہین رات کو اختر آنسو

رازداری سی بنا آب سرشک آب گہر
آستین خشک رہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچہی جو مری اشک نہ رسوا ہو کبہی
دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سی یہ پانی مجہکو
مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

متوکل ہون مجہی فکر نہین روزی کی
آب و دانہ ہی مری واسطی ہر ہر آنسو

نہین منظور ہی رو کر تمہین رسوا کرنا
لوا وٹہا لیتی ہین اولی کیطرح ہر آنسو

توبہی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا
وادی دل سی چلی آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاسے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکہلاییے جانا مجہکو
آب آہن سے ہی منظور نہانا مجہکو

ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجہکو
صبح کا چاک گریبان دکہانا مجہکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو
مری یوسف سے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو
ہو گنا ہون سی سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸ ردیف ہای ہوز ۳۲

گرا ولٹ کر دیکھی تصویر پشت آئینہ
سیدہی ہو جائی ابہی تقدیر پشت آئینہ

دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئینہ
بخت اسکندر ہوی تقدیر پشت آئینہ

حکم ہو تو شیشہ سی لپٹون مین چوٹی کیطرح
تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئینہ

ہاتہ کیا رکہا کرامت کی ید بیضا کیا
معجزہ ہی دکہلای گی تنویر پشت آئینہ

کہینچی واغل دل بیتاب یار کی عوض
روز سینی تا لہ شبگیر پشت آئینہ

منہ پہ آئینی کی پہرتی ہی ادہر تیغ نگاہ
آہ اپنی بہی ادہر ہی تیر پشت آئینہ

یار کی منہ پر کرون مین آج وصف چشم یار
پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئینہ

بنگیا ہی دست سیمین صنم چاندی کا گھر
دید کی قابل ہی یہ تعمیر پشت آئنہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیر نگاہ
جہانکتی تجکو ابہی تصویر پشت آئنہ

یار کی دست حنائی نی لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئنہ

عکس رخ سی تیری آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطے تصویر پشت آئنہ

لوکٹ رنگین جانان نی قیامت کیا
نور روی شمس سے ہے تنویر پشت آئنہ

عکس روی آتشین سے صاف کشتہ کردیا
کیہی اب سیماب کو اکسیر پشت آئنہ

تم ادہر منہ دیکہتی ہو اور ادہر ہین ناتوان
ہون نگاہ دیدۂ تصویر پشت آئنہ

خط ترا دیکہا تو آواز شکست رنگ سی
بول اوٹہی گا طوطی تصویر پشت آئنہ

کیا در آئی ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر ہو نہ نکلی تیر پشت آئنہ

سایہ سان ونکو پس دیوار ہے فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئنہ

جب حنائی ہاتہ اوس شک قمر نی رکہدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئنہ

سیکڑون شاخین نکالین اسمین بل بی عجب
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئنہ

پشت ور وکیسان نہین اوس آئنہ رو کی طرح
پیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئنہ

تمنی انگشت حنائی رکہی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئنہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹہہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئنہ

روی آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کی
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئنہ

بیٹہہ پر چوٹی تری دیکہی تو وحشت مین کہا
جوہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئنہ

دل ہی میری صفت تم پوچھو صفای پشت کے
آج طوطی سی سنو تقریر پشت آئنہ

تیری نظارہ کو عکس آسا ادہر آئی نکل
ہی رخ آئینہ پر تصویر پشت آئنہ

پشت لب سی مثل خط ظاہر ہوی حرف سخن
بن گئی تحریر اب تقریر پشت آئنہ

عکس روی صاف ادہر سی صاف جا نکلا ہم
خود نمائی نی کیا تصویر پشت آئنہ

آبروِ تصویر اگر چہو تو فلک پر ہو دماغ
چرخ پر چڑہ جاے یہ شمشیر پشت آئنہ

ہاتہ کیا رکہا لگائی تیر دستی آپ نی
بن گئی ہر ایک انگلی تیر پشت آئنہ

تہا جو گہر چاندیکا اب وہ بنگیا سونیکا گہر
دست رنگین مین بری توقیر پشت آئنہ

۱۲۹

اپنی بیگانی ہوی ہین ای وزیر اب کیا عجب
روی آئنہ کری تحقیر پشت آئنہ

ہر عضو مسافر ہی یہین جیسی سفری آنکہ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکہ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای شک پری آنکہ
لو سیکہ گئی طرز کلام بشری آنکہ

اون آنکہو مین صانع نی بہری کوٹکی موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکو نسی بہری آنکہ

باتین جو کرو نازسی تم منہ کو چھپا کر
سننیکی لیی کان ہوای شک پری آنکہ

آیا ہی مری دل کا غبار آنسو ونکی ساتہ
لو اب تو ہوی مالک خشکی و تری آنکہ

اب تک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدکی
ہم مرگئی اسپر ہی یہ کافر نہ مری آنکہ

تیار کیا خامہ مو اپنی مژہ سی
کہینچیگی مگر نقشہ نازک کمری آنکہ

نرگس پہ نظر کیجی دوبارہ کہ وہ کنجا ہی
ہو جای نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکہ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر — عینک ہو اگر سبز نہ ہو جای ہری آنکھ

باتون کو زبان مثل سخن منہ سی نکل جاے — نظارے کو ہو پای نگہ سی سفری آنکھ

تیر مژہ یار کو مژگان ہے سمجھتے — کس آنکھ سی لڑتی ہی سدا اہل بی جگری آنکھ

رفتار تو دکھلا کی ز خود رفتہ بنا دو — نرگس کیطرح ہی ہمہ تن کبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوی آنکھ کی پردے — او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خود بین نہین ہوتی — دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان ہی بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوے نازل — ڈرہی تکری دعوی پیغامبرے آنکھ

کشتی وہ لیی نوح کی مانند چلے آئین — طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۴ رہتی ہین وزیر اشک کی جا ٹکڑی جگر کی — ان روزون ہوی کان عقیق جگری آنکھ ۱۳

دم بھر جو نہ دیکھی تجھی ای شک پری آنکھ — مژگان کی زبانون سی کری نوحہ گری آنکھ

جم جای تصور جو تری بوٹا سے قد کا — پتھرا کی بنی صاف عقیق شجرے آنکھ

لی لیجیی شیشی ہین سفید اشک نہین ہین — تم بادہ کشی سیکھ گئی شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کری فرش رہ ناز — بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسی بسمل کیا تاکا جسے مارا — اوس آنکھ سی ڈریی جو خدا سی نڈری آنکھ

جنبش او دہر اوسکو ہی تو گردش ادہر اوسکو — ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ پھری آنکھ

کیا دید کی قابل تری کوچی کی زمین ہے — ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

تجھ جہانکتی ہی ہو یہ تمہین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اچھی تمنی دہری آنکہ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکہہ کی بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دہری آنکہ

ای ماہ یہ سب چشم فلک کی ہین اشاری
ایسی تو نہ تہی مائل بیداد گری آنکہ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکہلانی لگی جلوہ گری آنکہ

گد کا کہین وہ سرمہ کا دنبالہ اوٹہائی
ہی دستہ مین لیی پتلی کی پہری آنکہ

دیکہی وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکہ ہو طوطی کی ہری آنکہ

۱۳۱ ولہ ۲۰

تیغ عریان پہ تمہاری جو پڑی میری آنکہ
نہ ہٹی پہیٹ پڑا اوسکی جو پہڑی میری آنکہ

اشک گلرنگ پر وقتی ہی مژہ مین کیا خوب
چشم پر ہی اجی خوب لڑی میری آنکہ

تم رہی بام پہ یان لگ گئین آنکہین چہت سے
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکہ

اس خجالت نی ابد تک مجہی سونی تدیا
کیا بناتی ہی یہ پہولونکی چہڑی میری آنکہ

دُرِ دندان کی بہلا آئنہ کیا جانی قدر
رات گنتی رہی ہر ایک گڑی میری آنکہ

خط رخسار نہین پای نگہہ کی ہین نشان
ہجر مین لگ گئی تہی ایک گہڑی میری آنکہ

یاد آئی جو تری تیغ کا مالا قاتل
اسکو دکہلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکہ

رخنہ دیوار مین معمار بنا نا کیا تہا
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکہ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجہکو
روکی پیدا کری موتی کی لڑی میری آنکہ

تو نی روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکہ
دیکہون اب کیا ہو مری ساتہ گڑی میری آنکہ

زلف کیطرح سنی نجیر ہوی جاتی ہی نرم
پڑ گی ہی جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ

کیا اسی نی یہ کیا مطلع ابرو موزون
تم جو کہتی ہو سخنگو ہی بڑی میری آنکھ

چشم مین سرمی کا دنبالہ بنا کر بولی
کیون عصا ٹیک کی ہو جای کہڑی میری آنکھ

نخل نرگس نہین تربت پہ نظارہ کی لیی
آئی دیکہتی ہی راہ کہڑی میری آنکھ

نظر آئی گی زمین کشتی دریای فنا
دیکہ لینا جو مری ساتہ گڑی میری آنکھ

باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچی کی
رو رہی ہی یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ

کرتی ہی ایک نگہ مین لب نازک کو کبود
کیا بنا دیتی ہی مسی کی دہڑی میری آنکھ

آئی تیرا جو تصور بہی تو بہر تعظیم
کیا عجب پای نگہ سی ہو کہڑی میری آنکھ

دل پر داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا
اوگی نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

۱۳۳

یاد آتی ہین مجہی حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہی اشکونکی جہڑی میری آنکھ

۱۶

جیتی جے بس وہ بت رہا ہمراہ
اب تو بندے کی ہے خدا ہمراہ

دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون
دشمن اک دوست کی کیا ہمراہ

نہین یاران رفتگان کا نشان
لی گئی کیا یہ نقش پا ہمراہ

اس مین کیا آپ کی ہی رسوائی
رہے گر مجسا پارسا ہمراہ

تجہی دیکہا جدہر نگاہ گئے
تہا تصور زبس ترا ہمراہ

رنج تنہائے لحد نہ رہا
یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

شب کو جاتے ہو ساتھ تو مشعل / کبھی تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوی بعد اپنے بیوفا عشاق / لی گئے یان سی ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون / قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھ سکے / اگر اوس بت کی ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئی ای قاصد / ٹھہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوستی تنہا سے مجھے نہ جانے دیا / غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہے بہت غبار رہرا / تو ذرا رہیو اے صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری / کاش لاتی نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکر / جا ہی گا یہ دیا لیا ہمراہ

جا نہ تنہا تو اے شہ خوبان / ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ

۱۳۳

سائل کا ہاتھ چوم لی دست خدا کی ساتھ / آیا ہی بادشہ تری در پہ گدا کی ساتھ

قاتل تلک پہونچ ہی گیا مین قضا کی ساتھ / بہولی کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کی ساتھ

روئی یہ میری رحم کیا پہ جفا کی ساتھ / بجلے گرائی خندۂ دندان نما کی ساتھ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کی ساتھ / نا آشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھ

ڈہونڈہا ہی جسنی اوسکو تو پایا ہی آپ مین / دیکھو کہ قرب بندہ کو ہی کیا خدا کی ساتھ

ساقی کی آنی کی یہ تمنا ہے بزم مین / دست سبو بلند ہی دست دعا کی ساتھ

وہ ناتوان ہون ہو رجو لیجاے ای جنون　　کھینچ جاؤن مین بہی دانۂ زنجیر پا کی ساتھ

چپ رہ کہ گفتگو ہی سی پڑتا ہی تفرقہ　　ہوتی ہین دو تو ہونٹھ جدا اک صدا کی ساتھ

دربان کی صدمہ سی دل اپنی مرا ہی ہون خاک　　سو بار جاؤن روزن در سی ہوا کی ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب　　نسبت نہ دینی تہی ہمین مشک خطا کی ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق　　آخر ہمین چلی سی گئے باد صبا کی ساتھ

۱۳۴۴

بیجا تلاش دولت دنیا ہی ای وزیر
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کی ساتھ

۱۷

مرتبہ پاتا ہے دست سیمبر مین آئنہ　　صاف آتا ہی نظر چاندی کی گہر مین آئنہ

کون دیکھیگا الہی اپنی منہ کو وقت صبح　　شام ہی سی ہی تمناے سحر مین آئنہ

دیکے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین　　کیون دیا مینی کف بیداد گر مین آئنہ

جوہرون نی اسکی ای قاتل مجہی دہوکا دیا　　صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روی یار کو　　بنگیا مصحف حضر مین اور سفر مین آئنہ

میری قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق　　اب عوض خنجر کی رکہتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی　　آنکہ ہو تو دیکہ ہر برگ شجر مین آئنہ

گہر مین اوسکی جابجا عاشق ہین یون حیران کہڑے　　نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار ہی　　جا کی رکہ آیا مین اوسکی رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان پہ کرتا ہی نگاہ　　یا الہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

پشت پر اوسکی لگی ہوتی اگر تصویر یار — دیکہتا روزن بنا کر اپنی گہر مین آئنہ

دیکہکر مجہ ناتوان کی شکل کیا سوا ہوا — ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئنہ

پڑ گیا گر پرتو آب دُر دندان یار — ڈوب جائی گا ابہی آب گہر مین آئنہ

پڑ گیا جو عکس ابروا سپہ قاتل نی کہا — دیکہ لو رکہتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئنہ

لکہ سکا خط مین نہ جب وصف صفای روی یار — دی دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئنہ

رکہ کی عارض اوسپہ سویا تہا جو وہ آئینہ رو — بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بہر مین آئنہ

۱۳۵ — خال رخسار صنم دیکہا تہا اک دن ای وزیر
آج تک رکہتا ہی داغ اپنی جگر مین آئنہ — ۱۷

بنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئنہ — اب ید بیضا ہوا سبکی نظر مین آئنہ

جوہر آئینہ آئی گا نظر ہوے کمر — امتحاناً آپ رکہ دیکہین کمر مین آئنہ

صاف جب اوسکا شکم دیکہا کمر کی متصل — ہو گیا دہوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئنہ

خوبرویونکی ہی یہان ہوتی نہین یکسان نصیب — کاہی کی گہر مین کوئی چاندیکی گہر مین آئنہ

دیکہتا ہون اوسکو پہرتی دست خوبانمین سدا — گہر سی گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئنہ

دیکہکر قد رخ ترا دیکہا تو حیرت ہو گئی — ہی عوض گل کی نمایان اس شجر مین آئنہ

خوبرو ہوتی ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر — دیکہ لی ہوتا ہی ایدل سبکی گہر مین آئنہ

تو دکہائی گا اگر روی عرقناک ای صنم — اشک بہر لائی گا اپنی چشم تر مین آئنہ

جا نہین سکتی مری حیرت سراسی چاندنی — نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئنہ

ایکدم پہیرا جو منہ اپنا دکہا کر یار نی | بیقرار ہی سی نہ ٹہہرا اپنی گہر مین آئنہ
چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسی آفتاب | بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئنہ
چشم بد سی دیکہی گر سوی در دندان یار | ڈوب جائی ای خدا آب گہر مین آئنہ
جنس حسن یار کو ہر گز گران دیکہا نہین | تول لیتا ہی اوسی اپنی نظر مین آئنہ
ہوگیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار | چہپ گیا ان طوطیونکی مشت پر مین آئنہ
ہاتہ مجہ بیخود کا سر کا دی نکیون عارض سی وہ | کوئی بہی دیتا ہی دست بیخبر مین آئنہ
ہاتہ وہ رخسار پر رکہی ہوی بیٹہا جو تہا | مین یہ سمجہا ہی کف رشک قمر مین آئنہ

١٣٦

رکہیو وحشت مین قدم اپنا سنبہلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئنہ

١٥

شوخی تو دیکہو کہ ہی ہین اپنی چہپا کی ہاتہ | ہین آج دست غیب تری آشنا کی ہاتہ
اس مین ہی کیا گناہ نہ بگڑو حنا کی ہاتہ | ہین مصحف عذار پہ مجہ پارسا کی ہاتہ
آپہونچی صبح اپنا گریبان پہاڑ کر | مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹہا کی ہاتہ
چہوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو | قسمت سی کاہ لگ گئی ہی کہربا کی ہاتہ
پونہچا ہی ہڈیان سگ دلدار تک مری | لیجا ہی چونچ مین جو نہین ہین ہما کی ہاتہ
کہتا ہی دل مرا کف رنگین پہ رکہی ہاتہ | کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کی ہاتہ
صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کی نوچ کر | ای تیغ شاخ گل تہ عوض لی اوڑا کی ہاتہ
محشر مین میرا ہاتہ گریبان سے آپ کا | دامن سی آپ تو جاتی ہو میری چہوڑا کی ہاتہ

چاہی اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
موسیٰ کو دی دیا ید بیضا جلا کی ہاتہ

اونہین ہو آستینین تو اک صف اولٹ گئی
تیغ برہنہ ہو گئی اوس دلربا کی ہاتہ

مین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی نہیر
ساقی ادہر ہی ایک پیالہ بڑہا کی ہاتہ

ہی آرزوی قتل اجی دم ندو مجہی
چہوٹا ہی نیمچہ تو لگا و نبڑہا کی ہاتہ

دیکہو تو کیا ہی دست نگر تجکو کر دیا
کس ناز سی وہ کہتی ہین مجکو دکہا کی ہاتہ

تیری دہن کی مجسی مضامین نہ بندہ سکی
جاتی رہی ہین غیب کی مضمون آ کی ہاتہ

(۱۳۷) (۶)

دینداہم اوسی کو سمجہتی ہین ای وزیر
دنیا سی جو کہ بیٹہہ رہا ہی اوٹہا کی ہاتہ

خط کو جانباز و نلی در کا ہی کب سرنامہ
میرا مکتوب ہی عطار کا بلیسر نامہ

گم ہوا لکہتی ہے حال تن لاغر نامہ
بنگیا نقطہ موہوم سمٹ کر نامہ

دیکہی خط یہ نہین چاندسی رخسار و نپہ
دو نو آئینون پہ لکہا ہی سکندر نامہ

گم ہوا ضعف سی یہ مین کہین ڈہونڈ ہی تلا
قاصد یار لیی پہرتا ہی گہر گہر نامہ

ہی مزا گر بہامی خط سوی ساقی لیجای
لطف ہی پڑہ کی سنادی لب ساغر نامہ

نہ اوٹہا ضعف کی مضمونسی زمین گیر ہوا
بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

(۱۳۸) (۱۷)

ردیف یا

وہ پریزاد منانی ہی خفا ہوتا ہے
اب سلیمان بہی اگر آئین تو کیا ہوتا ہے

آنکہین وہ دیکہنی کی دم اپنا فنا ہوتا ہے
آج بیمار سی بیمار جدا ہوتا ہے

آبلی روتی ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی | کوی کانٹا جو کف پا سی جدا ہوتا ہی
ترک مطلب سی جو مطلب ہی مرا ہوتا ہے | ہاتہ اوٹہانا ہی جہی دست دعا ہوتا ہے
آتی کی و ہین کہل جاتی ہی سارے قلعے | تیری چہری کی مقابل جو ذرا ہوتا ہے
قفس تن مین نہ گہبرائیو اے طائر روح | جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی
جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی | بولا فرہاد کہ مرنی مین مزا ہوتا ہی
نہین معشوق بہی آزاد گرفتاری سی | ہاتہ مہندی کی چلی مین بندہا ہوتا ہے
راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم | کہ خدا دیتا ہی اور نہ نام ترا ہوتا ہے
کونسی جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون | مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی
یا تو آتی ہی نہ تمہی آئی تو کرنی لگی قتل | وصل مین بند سی یان بند جدا ہوتا ہی
ہون وہ لاغر کف جانان پہ جو کہتا ہون مین ہاتہ | طائر رنگ حنا رشتہ بہ پا ہوتا ہے
توڑ کر آئینہ دل کو بناتی ہو عبث | اب سکندر بہی اگر آئی تو کیا ہوتا ہی
دم بہی آتا ہی مری لب پہ تو بس رک رک کر | ایکدم بہی وہ اگر مجسی رکا ہوتا ہے
کوی ہمچشم نہین میری سیہ بختی کا | مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سی گرا ہوتا ہے
شاخ طوبی اسی کہتی تو بجا ہی مطرب | خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرید
سیکڑون بار اجل آئی تو کیا ہوتا ہے

۱۳۹ ۱۱

جرگہ طائر تری صدقی مین رہا ہوتا ہے | اے شہ حسن وہ اوڑتی ہی ہما ہوتا ہے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہے
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرونکو قفس مین بہی ذرا چین نہین
روز دہڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجہی تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اوبہی صاف ہوا ہی چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین توجو ملاتی ہین کیا ہوتا ہی

پوچہلی تو دہن زخم سی میری اکدن
پہل مین تلوار کی قاتل جو مزا ہوتا ہے

صورت ماہ نو آتا ہی مہینی پیچہی
انہین ہاتہون سی تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک دم کو نہین ہوتی ہی جنبش بےحکم
بت جو پہر جاتی ہین اللہ پہرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹہکراتے ہین
کوئی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہے

سبکی نظرون سی گرتا ہی دلا دست سوال
ہاتہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴ **ولہ** ۱۹

ہی خیال گیسو جانان تری تاثیر سی
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سی

ہم وہ پیاسی ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سی
آب جاری ہوا ہی قاتل تری شمشیر سی

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سی
کاٹ ڈالین گی گلی کو ایکدن شمشیر سی

کون غنچہ چشم اوسکی آنکہونکا بہلا وحشی نہین
بیشتر آہو بہی دیکہی ہین بندہی زنجیر سی

وصف گلرویان کیا کرتا ہون میں رنگین بیان
عندلیبو پہول جہڑتی ہین مری تقریر سی

پردۂ حیرت اوٹہا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سی

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتہ مین شمشیر تیز
ہوا ہی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سی تری کہاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہی ای پری زنجیر سی

مجہسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سی نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجہمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹہائی آئیی
تا نہو خاطر کدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنی لگتی ہین نخچیر سے

رات بڑہ جاتی جو یاد زلف مین نالا ہی نہین
ہو شب ظلمات پیدا نالہ شبگیر سے

برچہیان مارین نگہ نی زلف نی پہینکے کمند
تیغ سی ابرو نی مارا او مژہ نی تیر سی

باندہتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہو گیر سے

ابر سی پانی جو مانگی اپنی کشت آرزو
آگ برسانی لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر ہی ہین نثار
انس بلبل کو بہلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتی ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگی ایکدن ظالم تری شمشیر سی

ای ستمگر تیری ابرو کی ہزارون کشتی ہین
اس کمان کو دیکہی نسبت قضا کی تیر سی

۱۴۱

ہمسری کی تہی جو اوس ساق بلورین ہی **وزیر**
شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے

۲۱۹

کی مری ہاتہون نی بیعت حلقہ زنجیر سی
سلسلہ میرا ملا زلف بت بی پیر سے

چاہیی ای نشہ وحشت تری تاثیر سی
دور ساغر ہوی پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سی
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

ای جنون مجھ وحشی بدست کی تاثیر سی
قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار
جسطرح آہو کو کوئی باندہ دی زنجیر سی

طفلی مین لکھتا تہا تیرونکی بنا کر قلم
تہی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنی لگون
شمع بہی خاموش ہو جاتی مری تقریر سے

تہک گئی ہین پاؤن او جاتی نہین گشتگی
سر ابہرنی لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکہتی ہین آغوش حسرت واکمان کیطرح ہم
دیکہی کب ہم بغل ہوتی ہین اوسکی تیر سے

جب صفت وحشت مین کے اوس شکل شمع طور کے
لن ترانی کی صدا آنی لگی زنجیر سے

ہاتہ مین لی گا کمان و تیر جب وہ شعلہ خو
شمع روشن ہو گی خانی مین کمانکی تیر سی

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکہتا
مانگتا پروانہ کو زاغ کمان پر تیر سی

گر نہ بد خلقی سی کچہ ہو مار رکہی خلق سی
کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا مژگان جانانکی تصور مین رقم
ڈر ہی مرغ نامہ بر مارا نجائی تیر سے

کشتہ ہوتی ہین عدو سنکر مری اشعار کو
خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سی

میری مشت خاک پر آئی جو وہ جانی نہ پائے
آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سی

اسقدر تیر افگنی کر ای مری ناوک فگن
آشیانہ تا قفس بنجای جب تیر سی

قصۂ فرہاد کی دہوکی مین حال و سنی سنا
سرگذشت اپنی کہی ہمنی ہی کس تدبیر سے

گیسوئے پرپیچ کی پہر پیچ مین آیا وزیر
صاف ہم پر کہل گیا اوجہی ہوی تقریر سے

حنا سی سرخ جو تیری کف کلاہی سرو رعنا کی
عیان ہی پشت پا سی تیغ لطف کف پا کی

نگہ بیتاب ہو کر یون سو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سی دانی پہ گرتا ہی

بہری ہین اشک چشم تر سین پر روتا نہین ہون مین
بچشم غور دیکہو بند اک کوزہی مین دریا ہے

ادا سی نیچہ پر نور رہا تہی پر نہین رکہا
یہ اوسنی لوح پر قرآن کی اللہ لکہا ہی

زمین شعر مین بڑہ بڑہ کی تیزی اپنی گرتی مین
قلم نی یہ دم فکر سخن میدان باندہا ہی

خجالت وہ رہی ہی سرکشی عہد جوانی سے
قد خم گشتہ سی ہر پیر اپنی پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان شب دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہے

نگہ دزدیدہ سوی غیر یون کرتی ہین وہ آنکہین
نہان جسطرح بد پر ہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجسے
ہر اک دانت اوس سے یون بیساختہ کہلاتی دیتا ہے

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سی گویا
نمایان چشمہ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ سی چاندنی مین یون تہ الکت سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہے

۱۴۳

ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت
وزیر اب عالم وحشت مین ہی میرا یہ رتبا ہے

۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گر یان شراب ہی
زاہد فلک کی شیشے مین ہی آفتاب ہی

آنکہون کو کب ہی تاب وہ دیکہین بی نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بی حجاب ہی

ریگ روان کی طرح نہین ایکدم قرار
ہم خاک ہو گئی پہ وہی اضطراب ہی

نقطی مثال قطرہ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سی نامہ سحاب ہی

ای طفل نی سوار نجا اور ایکدم | یان شہسوار عمر بھی پا در رکاب ہی

ہنسی جو رات ہی تو ستاری ہین اوسکی دانت | سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی

دنیا کو کچھ ثبات نہین مثل نقش آب | چشم فنا سی دیکھ کہ دریا حباب ہی

جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہے | یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی

کرتی ہین جس سی بات وہ دیتا نہین جواب | ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہے

بی عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا | گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

جس شی کو دیکھ آنکھ سی خواب و خیال جان
بیداری ای وزیر یہان عین خواب ہی

کیا دیوانہ سبکو دن پری نی ہاتہ کی کل سے | مسخر کر لیا ہی عالمونکو ایک قلقل سی

لبون پر دم ہی اور عشق مژہ جاتا نہین دل سے | چلائی آب خنجر منہ مین کہدو میری قاتل سے

جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹ گئی دل سے | ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سی

لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے | شکر ریزی بھی نہین باتو پہ بہتی ہی مری دل سے

بہونکا جاتا تہا میرا جسم سوز آتش دل سے | بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سی

مری محفل مین بہر میکشی وہ آفتاب آیا | فلک سی مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے

عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلی سے | چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سی

رہین گرد در محبوب انس کچھ ونسی نہین ہوتا | نہین پروانی کو الفت چراغ ماہ کامل سے

بغل مین بایہ ہی دیوانی کیا پہرتا ہی صحرا مین | صدا یہ آ رہی ہی اپنی زنجیر در دل سی

بچھی ہی چادر مہتاب اوس کی چہپرکھٹ مین ۔ بجا ہی مانگی گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سی

ہمین ہر طرح سی یارونکی ہی مد نظر خاطر ۔ چمن مین دیکہتی ہین وہی گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاہتی ہی یہ ہماری سنگ مدفن کو ۔ مزا اسکا کوئی پوچھی زبان تیغ قاتل سی

نظر کی اے پری جسنی ہوا تیرا وہ دیوانہ ۔ اثر مین نقش پا افزون کہین ہے نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر اے طفل کہنا مانتا ہو ۔ ترا چھوٹا سا یہ ٹھہرا نہین ہی کم حمائل سے

ہماری سلسلے سی کوی دیوانہ نہین باہر ۔ ہی مجنونکو بھی بیعت اپنی ہاتہونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہی سبکی دوستی کا حال کہلتا ہی ۔ پھر آئی آشنا ساری ہماری پہلی منزل سے

عبث لکہوا رہا ہی اے پری تعویذ الفت تو ۔ مکان تیرا نہین کم خانہای نقش عامل سے

نہایت میری اشکونکی جھڑی پر غنچہ ہنستی ہین ۔ گری بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سی

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہی گردن پہ ۔ خدا جانی ہی الفت مجکو کس زہرہ شمائل سے

یقین یہ ہی مری تاثیر وحشت سی وہ مجنون ہو ۔ کوئی لیلی بنائی گر دل دیوانہ کی گل سی

جنون ٹھہرین مرنی پہ بھی یہ بیدماغی ہی ۔ دہرا ہی پہول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے

ہوی بدنام ناحق یہ ہماری لگی بیتابی ۔ سپند آسا نکالا یار کی گرمی نی محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شب مین ۔ نکلتا ہی عوض اشکونکی روغن آنکھ کی تل سے

تصور جلوہ فرما ہی وزیر اوس دہن خندان کا
صدا اے خندۂ گل آرہی ہی گلشن دل سے

مری پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہی ۔ خاک ہو آرام چرخ سفلہ پر خاک ہی

سبزۂ خط جلوہ گاہ روی آتشناک ہی
چشمۂ خورشید تابان مین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکی لیے یہ گردش افلاک ہی
مہر و مہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہے

کسقدر مرغی یہ دل بیتاب زیر خاک ہی
ہین فلک ساکن زمین مین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کر دیتی ہی ہر سرکش کو
دیکھلو اس سرکشو گردونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پہول
برگ نرگس ہین پہر ہین اور شاخ نرگس ناک ہے

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار
چشمۂ خورشید تابان دیدہ نمناک ہی

۱۴۶ ولہ ۲۵

سولائی قصہ خوان فرقت کی شب سو یہ کہانی ہے
تری زانو ہی کی تکیے پہ مجکو نیند آتی ہی

ہوی پوشیدہ ہم نظرون سے ایسی ناتوانی ہی
شکست رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی

حنائی ہاتہ کی تاثیر سے کیا سرخ پائی ہی
مری قاتل کو ہاتہ ہوتا ہی ہونا خونفشانی ہے

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی
پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونی کا پانی ہی

کتابی رخ ترا اے جان جان قرآن ثانی ہی
تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچہ حال کہکر ذکر مجنون کرتی ہین عاشق
کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نی اکثر آب آہن پر
پس مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہے

مین اب مچہلی کا چہلا یار کی انگلی مین پہناؤن
بہت بیتاب و مضطر ہون یہی میری نشانی ہے

عجب وس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری
زمین پر مہر نشان پا چراغ آسمانی ہی

ہنسی ہی رات اگر یون ستارے دانت سب چمکے
جو مکہڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

ہنسی دیتی ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ بھی ہین | لگی ہین آج جو ساقی کی جوڑا زعفرانی ہی
نہین آتا ہی میخانی مین ای مینا ہی ساقی | مچا دی شور قلقل اب یہ کیا غیبہ دہانی ہی
وہ نالان ہون اڑی جب رنگ آواز آی نالونکی | مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہے
رہی ہم بیخبر بیٹھی کناری گور کی پہونچی | دلا عمر رواں مین صاف کشتی کی روانی ہے
نفس در دیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر | نہین تاب نفس ہی مجکو ایسی ناتوانی ہی
لکھا ہی اوسکی گہر جانی کا مینی اشتیاق ایسا | صبا کی طرح از خود میری نامی مین روانی ہے
طمع یار کیون ہی اس تری مچھلی کی چھلی پر | مگر چاندی کی مچھلی کی لیی سونی کا پانی ہے
توانائی کبھی نزدیک اپنی آ نہین سکتے | ہماری ضعف کو انروزون حکم پاسبانی ہے
کہین گل سی زیادہ سرخ ہی رنگ دوپٹی کا | اگر ساقی کو بہی دیکہو تو رنگت زعفرانی ہی
کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گی نہ تڑپین گا | ہمین بہی ناتوانی آج قاتل کو دکہانی ہے
مری حالت پہ جہوٹون بہی بت روئی تیہ جانون | جو بارش مینہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہے
جدائی درمیان مین لاتی ہین ظالم تری باتین | کہون کیونکر نہ منہ پر تیری ہونٹونکی زبانی ہے
حقیقت جو ہی میری نقش پاسی میری ظاہر ہے | مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی
جو منہ سی منہ ملاتی ہو یہ منہ دیکھی کی الفت ہی | زبان منہ مین نہین دیتی فقط الفت زبانی ہے

۱۴۷

مین وہ طوطی نہین گویا کوی آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سی یہ میری خوش بیانی ہی

۲۴

آنکھین لڑائین ہمنی جو اک خانہ جنگ سی | آئی صدا شکست کی چہریلی رنگ سی

گھبرا کی یون وہ اوٹھ گئی میری پلنگ سی
جیسی کوئی غزال کری رم پلنگ سی

زاہد جہاد کرتا ہون مین زور رنگ سی
آنکھین لڑا رہا ہون بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مری خانہ جنگ سی
اوڑتا نہین ہی دیکھ لو طوطا تفنگ سی

سمجھا ہون میل سرمہ اسی مجکو دیکھنا
آنکھین گزر رہا ہون تمہاری خدنگ سی

اللہ ری ادب کبھی نام بتان نہ لون
جبتک مین کلیان نکرون آب گنگ سی

بت بھی نہ بھولین یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیی نماز کرکی وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہون
چھاتی پہ میری بھول زیادہ ہی سنگ سے

وہ مست ہون خیال اگر میکشی کا آئی
نکلی شراب تاک سی اور شیشہ سنگ سی

کاٹی گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مری مرقد کی سنگ سی

دیکھی جو اوسکو چہرۂ جانان نظر پڑی
آئینہ کر بنی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی سی ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنی بھی سنگ سی ٹوٹی بھی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہین قید فرنگ سی

باہم اگر ہون شیشی تو خوف شکست ہی
نازک دلونکو صلح زیادہ ہی جنگ سی

وحدت بچای غم سی اگر دین ددئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہین پای لنگ سی

چھوڑی جو اپنی ہاتھ سی وہ شوخ مست ناز
آواز قلقل آئی صدای تفنگ سی

موتی ہین دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھ کم نہین ہی گیسوی پر خم نہنگ سے

مطرب بجای آب ہون گر مجھ حزین کی اشک
آواز گریہ آئی تری جلترنگ سے

جا نکلون کوی یار مین سو بار گر ہون دفن ۔ کنج مزار کم نہین مجکو سرنگ سی

مانند شمع پہونچی عدم کو گہڑی گہڑی ۔ استادگی ہماری فزون ہی شلنگ سی

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور ۔ بجلی گرا دی شعلۂ آواز زنگ سی

بلبل نکل قفس سی کہ آ پہونچی فصل گل ۔ پرواز سیکہ لی مری چہری کی رنگ سی

وہ صید ہون اگر مین دکہاؤنگا اپنی زخم ۔ چلائیگی کمان بہی زبان خدنگ سی

۱۴۸ ۔ ۲۹

ادس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای وزیر
چلتی تہی جسکی ساتہ شجر پای لنگ سی

ہرگز نہ بہر رزق پہری عار و ننگ سی ۔ گر آسیا ہی مری مرقد کی سنگ سی

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سی ۔ مانگونگا میکشی کو پیالا تفنگ سی

روشن چراغ دیکہ کی جا لپٹی جنگ سی ۔ پروانون کو شب وستی اڑایا پتنگ سی

بہردی عوض شراب کی ساغر کو بنگ سی ۔ گاڑہی چہنی ہی ساقی بالک سبزہ رنگ سی

الفت جو ہی مژہ سی دکہا دون مین یار کو ۔ سرمہ لگاؤن میل کی بدلی خدنگ سی

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد ۔ سرمہ لگا دی آنکہ مین میل خدنگ سی

گرمی سی خال رخ پہ تمہاری عرق نہین ۔ ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سی

وہ رحم دل ہون دل ابہی پہلو مین چور ہو ۔ شیشہ بہی ٹوٹی گر مری مرقد کی سنگ سی

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد ۔ یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹی وہ سنگ سی

ٹوٹی نہ دانہ بہی اثر ضعف سی مری ۔ بالفرض آسیا ہی تربت کی سنگ سی

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رو یا لپٹ لپٹ کی مین تربت کی سنگ سے

آیا ہی میکدی مین جو وہ طفل محتسب
ازخود سر اپنا پہوڑتی ہین شیشی سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ ملتی شراب پے
شیشی نہ جب تلک بنی لڑکونکی سنگ سی

ان آئنہ رخونکا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بنائی جو آئینہ سنگ سی

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو بتونسی انس
کیا رابطہ ہی دیکہو ترازو کو سنگ سی

دیوانی ہو گی دیکہ کی بادام چشم یار
ازخود سر اپنا پہوڑینگی بادام سنگ سی

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قباہی یار
غنچی کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سی

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشہ مے کی ترنگ سی

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سی

ہون وہ پتنگ شبکو نہ آون جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پہری پا می لنگ سی

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کی نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سی

ای موت جلد آکہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سی اور مجکو جنگ سی

کسطرح سے بچین مری بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

ای شام وصل ہون ہین کہین آنکہین مری سفید
آنکہی صبح مرگ تری اس درنگ سی

گرمی کی اوسنی ہی تجہی اسدی نازکی
جلنی لگین ہتیلیان مہندیکی رنگ سی

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسی یار
صیقل اس آئنی مین نظر آئی زنگ سی

کہولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑکی آئیگا طوطا تفنگ سی

تیرا ادا ادہر لب معشوق ہوگیا | منہ کو ادہر لگایا جو تونی تفنگ سی

۱۴۹

ہر آن ضعف سی ہی دگرگون وزرد رنگ
تصویر ہی کہنچی گل رعنا کی رنگ سی

۲۰

مری تربت پہ شور بلبلان ہے | چراغ قبر شاید گلفشان ہے
سگ جانان کی خاطر استخوان ہی | ہما تو بے بلایا میہمان ہے
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہی | گلی ہی پان کی سرخی عیان ہے
بدن مین اوس سہی قد کی ہوگیا تل | الف مین دیکہ لو نقطہ کہان ہے
اگر دیکہی ادہر تنگی سپ چنے برق | ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے
جہان ای ماہ تو ہے جلوہ فرما | زمین کا ہیکو ہے وہ آسمان ہی
بہا دریا ای خون زخمون سی ایسا | جنازہ خود بخود میرا روان ہے
چمن مین نوچے ہین صیادنی پر | بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے
سبکروحی سی بوی گل بنا ہون | وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے
زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر | دہن پر میری خاتم کا گمان ہے
عجب اندازسی بیٹہا ہی وہ ماہ | کہ کرسی پر گمان آسمان ہے
کوئی یوسف ہی اوس چاہ ذقن مین | نہین خط گرد اوسکی کاروان ہی
کوئی ڈرتی ہین سرکشی سی ہم مست | کہ سر شیشی کی گردن پر کہان ہی
کرون نالہ تو دم بلبل کا پہڑکے | برنگ برگ گل میری زبان ہے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہے

ہین ایسی کفش پای یار مین گل
جہان وہ پاؤن رکھی بوستان ہی

ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو
تری تلوار شاخ زعفران ہے

ہماری ہڈیان کہانا سمجھکر
ہما آخر تری سب استخوان ہی

رہی ہم اس چمن مین خانہ بردوش
وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

(۱۵۰)

وزیر اسئے نہ کی کچھ دستگیری
ہمارا ہاتہ ہے اور آسمان ہے

(۱۷)

دی مجھی خلعت شہادت کا خدا کی واسطی
تیر کا دستہ منگا میری قبا کی واسطی

شاخ سی گل نکلی تیری کفش پا کیواسطے
باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کیواسطی

کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط
قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطی

بعد مردن قبر مین بھی لائی بوی زلف یار
ایک دورہ وزن بنا دینا صبا کی واسطی

ہم فقیرونکی نہ کہائی سگ بہی ہرگز استخوان
ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کی واسطی

اوڑہی دین کسطرح ای ظالم الگ ہین ہاتہ سے
دام ہین یہ طائر رنگ حنا کی واسطی

چاندنی چہٹکی ہماری اشک کی سیلاب سے
رات کو روئی جو ہم اک مہ لقا کیواسطے

ہون وہ مہکش گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن
ہر سبو نی ہاتہ پہیلائی دعا کی واسطی

پیرہن بھی گر رنگی اپنا تو مٹی مین رنگی
خاکساری چاہئی اتنی گدا کی واسطی

کر دیا ہی غم نی کاہیدہ مجھی کیا ہی عجب
استخوان تن سی جو نکلین کہربا کیواسطی

اویا

اوسکا سنگ آستان کیونکر چہتی ہسی چہون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پاکی واسطی

ہون وہ پیاسا اشک کرتی آنکہوںمین پہرا
ہاتہ پہیلاؤن نہ مین آب بقاکی واسطی

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچہ آرزو
گر دعا مانگی تو ترک مدعاکی واسطی

ہو گوارا رنج اونہین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتہ بندہو ائین حسینون نگ حناکیواسطی

رو ون جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفانکا
ناخدا دینی لگی مجکو خداکی واسطی

ہو کی زخمی اپنی قاتل سی یہ مین اٹہی
سیکڑون منہہ ہو گئی پیدا دعاکیواسطی

بخش دی اپنی کرم سی ای خدا جرم فریر
مصطفے کی واسطی اور مرتضی کیواسطی

۱۵۱ — ۲۵

کعبہ ابرو دکہا او بت خداکی واسطی
شکل شرگان ہاتہ اوٹہائی ہون دعاکیواسطی

یارب آئی باغ مین وہ گل حناکی واسطی
ہاتہ پہیلائی ہین شاخون نی دعاکیواسطی

ضعف نی ایسا گہلایا ہی اوہی ہلتی نہین
استخوان میری ہوی عنقا ہماکی واسطی

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیی دستہ ستارونکا قباکی واسطی

ہون وہ دیوانہ مرا چہلا جولی تو ہاتہ مین
ای پری وہ طوق ہو درحناکیواسطی

سیکڑون گل پس گئی اوربلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حناکی واسطے

گیا ابرو میری سینی پہ لگائی اونی تیر
بس یہی دستہ مناسب تہا قباکیواسطے

لاکہ دروازہ کری تو بند خط بہیجین ہم
روزن دیوار ہی در ہی صباکی واسطی

تیری راہ شوق مین اسد رصہ لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان مین چشم نقش پاکیواسطی

دستگیر ونکا نہ احسان ضعف نی ہونی دیا — ہاتھ اوٹھہ سکتا نہین میر اعصا کیواسطی

جوکہ قانع ہو وہ بچ جائی فریب نفس سی — دام کب صیاد پھیلائی ہما کی واسطی

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہون چور چور — سنگ ہی سایہ ہما کا جبہ گدا کی واسطی

اسقدر تعظیم کا عادی ہون گر دیکھون کہین — استخوان تن سی نکل آئین ہما کیواسطی

ای پری پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو — جب کرون نالی تری زلف دوتا کیواسطی

سچ تو یہ ہی آدمی سا کوئی خود مطلب نہین — کی عبادت بھی تو حور رہ لقا کی واسطی

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہی — برق کی خاطر ہی کب ہی آسیا کیواسطی

اوٹھہ کی بتخانی سی کعبی کو اگر جانی لگون — برہمن دینی لگین مجکو خدا کی واسطی

ڈہانپتی ہین منہ کو اپنی چادر مہتاب سی — روتی ہین راتو نکو ہم اوس مہ لقا کیواسطی

زندگی تنگ ہی یہان اہل سعادت کی بھی قدر — بعد مردن ہی مگس رانی ہما کی واسطی

اونکی آرایش یہان ہی جو کسی قابل نہین — ہی حنا اس باغ مین بیدست و پا کیواسطی

زخم کہاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون — غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطی

ہجر کی شب صبح ہوتی کی کرون گر آرزو — پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کی واسطی

اپنی گردن کو جھکائی ہی مہ نو دیکھہ لے — خوب رو پیدا ہوی شرم و حیا کیواسطی

کفش نو کر تو پہن کر روندی قبر عاشقان — سر نکالین دوست دشمن نقش پا کیواسطی

اشک خونین سی ہی گلگون رخت عریانی وزیر
رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کی واسطی

منزلت ہی مثل کعبہ ابرو خمدار کی | طوف گردش ہی کیا کرتی ہین آنکھین یار کی
بل بی گرمی آتش رنگ حنای یار کی | بنگئی ہی ہاتھ مین منقار موسیقار کی
کرتی کچھ تعریف تیغ ابرو خمدار سے | گر دہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی
خوب روندا پای گلگون سی ہماری قبر کو | چادر گل نقش پای یار نی تیار کی
عکس دندانسی بنا موتی کا مالا تیغ مین | جوہری سی پوچھیی قیمت تری تلوار کی
آستین سی گر ہوی باہر مری دست جنون | دہجیان اوڑتی پہرینگی دامن کہسار کی
کفش زرین سی ستاری جہڑتی ہین وقت خرام | سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی
دخل کیا ہی حشر تک چمکی جو تیغ آفتاب | تا بمشرق دہوم ہی اوس مغربی تلوار کی
روزن آتی ہین نظر اشکو مین موتی کی طرح | وقت گریہ یاد ہی کس روزن دیوار کی
آئی جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان | صدقی ہون پہر پہر کی تصویرین در و دیوار کی
عندلیبین بلبلو نکی طرح غرق آب ہین | بی تری رونین یہ آنکہین نرگس بیمار کی
اپنی قد کا وہ لب جانبخش سی کرتا ہی وصف | آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی
روتی روتی سر سی گذرا ہی ہمین سیلاب اشک | حالت اب مثل کف دریا ہی ہان دستار کی
دیکھی دریا مین سکندر کی جو پتلی روی وہ | پتلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی
ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر عضو سے | آئی گی آواز یا غفار یا غفار کی

۱۵۲

بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی **وزیر**
دہوم ہی ملک معانی مین مری اشعار کی

۱۵

کچھ حقیقت سنئی میری دل سی چشم یار کی ۔ پوچھی بیمار سی حالت جو ہو بیمار کی

آنکہ کب ہو جبر پڑتی ہی کسی میخوار کے ۔ ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کہا کی زخم نوک مژگان ہونگا ابروسی شہید ۔ نیزہ بازی ہو کی نوبت آئی گی تلوار کی

ہو گئی صیقل بہی ظالم پارہ بہی رکہی گئی ۔ تو جو بگڑا ہمسی بن آئی تری تلوار کی

گہر ترا ہی گلشن فردوس رضوان پاسبان ۔ حور تو غلمان ہین تصویرین در و دیوار کی

اوسکی رخکو میری داغ دل کو باندہین آفتاب ۔ لکہین تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار ہی مرنی لگے ۔ برہمن زنار پہنا دی کفن کی تار سے

چشم مین پتلی کی بدلی ہی کسی بت کا خیال ۔ آنکہ کی ڈوری پہ اب پہنی کہون زنار سے

راتکو بہی چہپ کی اوسکی گہر مین جا سکتی نہین ۔ چاندنی چہٹکی ہوی ہی سایۂ دیوار سے

ہون ہین وہ بلبل قفس مین بہی نہ بہولا یاد گل ۔ جب اوڑی چہری سی نکہت راہ لی گلزار سے

شکلون سی یار کی دیوار مین روزن بنی ۔ آنکہین ہین ہین نی نقشین سی نقشین معمار کی

سازسی پی یار آئی کیون نہ رونیکی صدا ۔ تار مین صورت ہی مطرب آنسوونکی تار کے

ہی وہ میرا کفر جسکی ہین مسلمان معتقد ۔ ٹوٹی گر زنار آواز آ ہی استغفار کے

تب مزا ہی ہو ہماری منہ مین قاتل کی زبان ۔ اور وہان زخم مین بہی ہو زبان تلوار کی

شعلۂ آوازسی جہڑتی جو ہین چنگاریان ۔ نی بنائی تونی کیا منقار موسیقار سے

۱۵۴ ولہ ۲۲

یاد گیسو مین جو آتا ہی بہی ہوش مجہی ۔ سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجہی

سر پٹکتا ہون پلا دی می سر جوش مجہی — ساقیا دوڑ کہ پہر آنی لگا ہوش مجہی

مثل شبنم چمن دہر مین بی سامان ہون — سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجہی

نہ سنون کونی بہی آواز سوا قلقل کی — ساقیا پنبہ مینا دمی پی گوش مجہی

اسقدر پہول سا کمہرا ہی ترا سرخ و سفید — گل تری آگی نظر آہی سیہ پوش مجہی

کاسہ ماہ کو دی پٹکون خم گردون پر — ساقیا آہی جو مستی مین کبہی جوش مجہی

لن ترانی جو کہوگی تو سنونگی تم بہی — ایسا نظروں سی کیا ضعف نی روپوش مجہی

نہ سنون کوی بہی آواز انا الحق کی سوا — چاہیی پنبہ منصور پی گوش مجہی

ہجر مین مرنہ گیا منہ اوسی کیا دکہلاتا — شکر صد شکر کیا ضعف ہی روپوش مجہی

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکہلائی ہے — غم فردای قیامت ہی فراموش مجہی

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون — آہی گر عالم وحشت مین ذرا جوش مجہی

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا — یار دکہلائی گا پہر صبح بنا گوش مجہی

شور قلقل وہین کچہ یاد دلا دیتا ہے — بہول جاتی ہین جو یاران قدح نوش مجہی

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد — دور ساغر نی کیا بزم مین بیہوش مجہی

فرقت گیسوی ساقی مین جو غم کہاتا ہون — کہتی ہین ساری سیہ مست بلا نوش مجہی

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا — نظر آیا جو شب وصل دُر گوش مجہی

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہے عکس — آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجہی

ساغر عمر تلک ہوا ہی لبریز شراب — صورت می اگر آجای ذرا جوش مجہی

نالی سنکر مری تنگ آگی وہ بت کہنی لگا ۔۔۔ مثل گل کیون نہ کیا حق نی گرانگوش مجہی

اوٹہ گیا پہر مری پہلو سی وہ عیسی میرا ۔۔۔ پہر لحد آج دکہانی لگی آغوش سے مجہی

ہون وہ نخچیر جو چلّای کمان دو دن جو آ ۔۔۔ شکل سوفار ملی ہین لب خاموش مجہی

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا ۔۔۔ جام تو نی نہ دیا ای بت می نوش مجہی

۱۵۵ ۔ ولہ ۔ ۱۹۶

ایسا اک جام دی ای ساقی مینوش مجہی ۔۔۔ دونون عالم نظر آنی لگین بیہوش مجہی

میری چپ رہنی سی ظاہر ہوا عشق نہان ۔۔۔ لب اظہار ہوی ہین لب خاموش مجہی

دیکہکر بزم مین ساعد کو تری مرنی لگی ۔۔۔ شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجہی

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد ۔۔۔ دیجیو جام اجل ساقی می نوش مجہی

نالۂ مرغ سحر ہو گی صریر خامہ ۔۔۔ لکہتی ہی اب صفت صبح بناگوش مجہی

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد ۔۔۔ گردش جام دکہاتی ہی رم ہوش مجہی

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا ۔۔۔ شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجہی

بار سر او ترا گئی بار ہوا پہر پیدا ۔۔۔ شمع سان کر نسکا کوی سبکدوش مجہی

مر ہی جاؤن گا اگر صبح کا تارا نکلا ۔۔۔ یاد آئی گا کسی مہ کا در گوش مجہی

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب ۔۔۔ یہ بہی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجہی

پہر کی اشک آنکہو نمین ساغر سی گرا تی ہین شرابؔ ۔۔۔ یاد کرتی ہین پس مرگ جو می نوش مجہی

ہی یقین چرخ کی اس تفرقہ پردازی سی ۔۔۔ قبر سی دیکہہ سکی گا نہ ہم آغوش مجہی

ہجر مین سر کو بہی پہوڑا تو نہ نکلی آواز
شرمگین چشم نی کسکی کیا خاموش مجہی

ہی ہر اک شام کی اہی ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کی دکہا صبح بنا گوش مجہی

کہتی ہی شمع زبانسی یہی ای شک چمن
گل ہون مین تو جو کری بزم مین خاموش مجہے

ہون وہ بی سر کہ ہی ہاتہون پہ سدا الاسش مرے
شیشی کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجہے

کرتی ہی سر کی دنبالی کا شکوہ تری آنکہ
دیکہو آہو سی بنایا ہی سیہ گوش مجہی

سنگ مرقد سی مری شیشی وہ بنوا تا ہی
نہ کیا مرنی پہ ساقی نی فراموش مجہی

۱۵۶

گرچہ ہون اپنی زمانی کا فغانی مین وزیر
دو ہی باتون مین کیا یار نی خاموش مجہی

۲۰

برق و باران جسکو کہتی ہین مرا افسانہ ہے
کچہ حقیقت رونیکی کچہ حال بیتابانہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اگر جہان ویرانہ ہے
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشا ہی سی ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش پا ہی ساقی مدہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سی روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شب تاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیکہی کہ دل مین جلوۂ جانانہ ہے
لامکان جو شوخ تہا اب وہی صاحبخانہ ہے

صورت قلقل نوای بلبل اب مستانہ ہے
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کہاتا نہین دیوانہ ہے
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج می ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیری حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہے

دور ساغر کہو ہی تیری حنائی ہاتہ سے
شعلہ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہے

شعلہ آواز قلقل کی جو دیکہین گر بہان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکہ لیتی ہین وہ دلمین جو نہین دیکہا کبہی
جام جم کہتی ہین جسکو کیا ہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت درد
مثل دور جام می گردشمین ہر اک دانہ ہے

توڑتا ہی شیشہ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتہ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہے

شمع عکس روی روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

ہی صدف تیری طرح محتاج نیسانی نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب ودانہ ہی

ہی صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکہلی ہی ایک کعبہ لاکہ جا بتخانہ ہی

ملتی ہین ہر بت کی نقشی سی تری نقش قدم
پاؤن کا تیری نشان جسنے سجا ہی وہ بتخانہ ہے

برسون گذری ہین خیال یار ہی آیا نہین
ہم ہین اور تنہائی ہین کیا اندنون یارانہ ہے

یاد کرتی ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہی چشم مکتب خانہ ہے

کرمک شب تاب کی مانند اوڑتی ہین چراغ
تیری دیوانی کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین پہ ہی دہقان چرخ اتنا نہ پھول
برق خرمن ہی ہماری کشت کا جو دانہ ہے

مین جو آنکہو نسی لگاتا ہون اولجہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان تری گیسو کو مثل شانہ ہے

جو حسین ہی اوسکا ہر جائی بہی ہونا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سی روشن ہر اک کاشانہ ہے

شیشہ و ساغر لگائین مجکو تہمر کی عوض
کہدو لڑکون سی یہ دیوانہ تو کچہ مستانہ ہے

دل دہڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گری
میری نامی مین رقم کچہ حال بیتابانہ ہی

داغ سوزا تسی ہی مثل شمع روشن دل مرا
کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی

لی اوڑی ہی حسرت دیدار روی یار کے
شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷ ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
ای وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی ۲۰

ایسی مری یوسف کی ہی رخسار مین گرمی
جلتی ہین خریدار ہی بازار مین گرمی

تم آی نہین داغ دل زار مین گرمی
ای میری خلیل اب نہ ہی نار مین گرمی

کانٹا جو چبہی پاؤن مین ہو آبلہ پیدا
ایسی ہی مری وادی پر خار مین گرمی

ہوسی کی طرح مردم چشم آئینہ غش مین
بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی

سردی نفس سرد مین ہی آنکہو مین ساتت
رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی

قد صاف ہی سانچی مین ڈہلا شمع کیصورت
ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی

مچہلی مری بازو کی بنی شکل سمندر
ایسی تب غم سی ہی تن زار مین گرمی

غیرون پہ گری شعلۂ آواز سی بجلے
اللہ ہی کیا ہی تری گفتار مین گرمی

حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین
آہو نسی ہی سقف و در و دیوار مین گرمی

قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بہی ملی آرام
پیدا ہو تری سایۂ دیوار مین گرمی

تبخالی پڑی پیتی ہی خون تہا یہ مرا گرم
پیدا ہوی ظالم لب سوفار مین گرمی

پہل برق ہی اور قبضی مین سورج کی کرن ہے
قائل ہی سراپا تری تلوار مین گرمے

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سی
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کی چمن مین نہ لگی آگ
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کری سامنا ہو جای سیہ رو
خورشید سی ہی تیری سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دہو کا
اُن شعلہ رخونکی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکہی تو ابہی جلنی لگی خرمن مہ بہی
بجلی سی فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجہی صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سی تشبیہ تو اکدم مین پگہل جای
کیا آتش غم سی ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸ تا سو رہین نتی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی وزیر اس دل افگار مین گرمی ۱۴

آہو نسی ہی اب کوچۂ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹہا تہا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہاری در و دیوار مین گرمی

مُنہ پہیر لی مژگان کی طرح ابر جو دیکہی
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکہین مری جہانکون جو کبہی مین
پیدا ہو تری روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ سے نی شمع
نالون سی مری زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سی جلادون مین چمن کو
ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنگدل
اب میری سبب سی ہی مری یار مین گرمی

یون حسن کی گرمی سی تری جلتی ہین آنکہین
جسطرح ہو تپ سی تن بیمار مین گرمی

ب

بل کہائی نہ کس طرح سی موی کمر یار | شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹہی کی ہی خورشید کا عالم | کیونکر نہو تیری در و دیوار مین گرمی

ای جان تری نقش قدم سی ہی چراغان | ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتی ہی تری پڑ گئی اوس ایسی گلون پر | سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دہوان شعلی ہین وہ دست حنائی | سر سی کف پا تک ہی مری یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سی ہے گرم | ہون برق زبان ہے مری اشعار مین گرمی

۱۵۹ — ۱۷

وله

آنکہین کہلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی | فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہے

کچہ حال اپنی زلف کی دیوانی کا نپوچہ | بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہے

دل خانۂ خدا ہی نہ دی ان بتون کو جا | اوبی تمیز کچہ ہی تجہے امتیاز ہے

محراب تیغ یار سی پہیرا نہ منہ کبہی | جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہے

کہتی ہین صبح پرتو رخسار یار کو | مشہور شام سایۂ زلف دراز ہے

پتہر گداز ہونی سے بنتا ہے آئنہ | روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہے

گردون سی ایک عقدۂ دل وا نہو سکا | بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہے

دانی ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید | زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہے

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آی | ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہے

شیشہ ہی مثل شمع یہان جام می بہ تنگ | ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہے

ٹپکی جو میری زخم کی انگور سی شراب
گرم نظارہ کیا وہ مراست نازہی

پہونچا دیا ہی عشق بتان نی خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہے

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنی لگی صدا کہ در توبہ باز ہے

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مراست ناز ہی

۱۶۰

جھک جای کیون نہ شاخ ثمر دار ای وزیر
افتادہ جو کوئی ہی وہی سرفراز ہی

۱۰

ابروی یار کعبۂ اہل نیاز ہے
آنکھین کھلے نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل یہ ایک شیشہ سی کہہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مراست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بناسے صاف
ہاتہ اوسکی جو ہی عجب آئینہ ساز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنے عبادت پہ ناز تہا
بس دم نکل گیا جو سنا بی نیاز ہے

آیا ہزار پیچ سی بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جاکر چمن مین سرو کو آزاد کر دیا
کیونکر نہ کہی یار کو بندہ نواز ہے

لگتی ہین ایک جنبش مژگانسی لاکہ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہے

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یا رب ہمارا جسم ہی یا کوئی ساز ہے

روتی لگین چلی جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

۱۶۱ — ذکر اوس دہن کا سبکی زبان پر ہی ہای وزیر
یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے — ۱۹

تری سرمہ کی دنبالی پہ جسنی آنکھ ڈالی ہی — تو پھر شاخ غزالانمین بھی شاخ اوسنی نکالی ہے
فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بوسی خالی ہی — چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی
چمن مین آج نرگس پر جو تونی آنکھ ڈالی ہی — کوی شاخ اوسمین شاید چشم بد دورانکالی ہے
ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پائمالی ہی — تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہے
تری جانی ہی مطرب نعرہ زن تصویر قالی ہے — مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی
کھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نی — کہ تیغ آفتاب ہی ماہ انروزون ہلالی ہی
تری زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے — سپر مین بھی ہے چاند او تیغ بھی تیری ہلالی ہے
تجھے دیکھا جو چشم بد سی دی تعزیر گلچین نی — نہین توڑی یہ نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہے
بچھائین بلبلون نی آنکھین آیا تو جو گلشن مین — زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہے
نہین ہو جیہ رونا زار زار ابر بہاری کا — تمہاری کانکی بجلی یہ پھر گرنی والی ہی
تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین — مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہے
مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہم سی — فقیر اک ماہ کی ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہے
وہ مہکش ہون نکلتی ہون رات بھر اوسکی طرف گر — فلک لی آفتاب کی مری مینا سی خالی ہی
یہ کس مہکش نی دیکھا چشم کم سی اسکو دیساقی — پیالہ بادۂ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی
لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا — یہ مینی چشمۂ خورشید سی مچھلی نکالی ہی

قطعہ

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا
سنا او محتسب تو عقل اور دانش سے خالی ہے

سبو ہی مے اگر ٹوٹی پیالہ مے کا بنجائے
پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتی پیالی ہے

پڑی ہین شیشی خالی ایک دن ساقی آنکلا
ٹہینا اس برس جو ہی مری نظرون مین خالی ہے

غزل ۱۶۲ ۱۸

ہمیشہ کہتا ہون و تیر افضال ایزدی
نہ میری طبع عالی ہی نہ میری فکر عالی ہے

ترائی وصل مین اوس جنگجو سی ہونی والی ہی
کٹاری گلبدن کی پاجامی نی نکالی ہی

قدم رکھنی سی تیری نقش حب نقش نہالی ہی
گل افسون دمیدہ ہر گل تصویر قالی ہی

مسلما تونکو تیرا روی روشن روی یوسف ہے
تری زلف سیہ آگی ہر اک ہندو کی کالی ہی

ہر اک معشوق یان ہی تشنہ خون اپنی عاشق کا
نہین شعلہ زبان شمع نی باہر نکالی ہی

مے گلگون ہی ساغر مین گلابی دست ساقی مین
صنم پہلو مین ہی ایمان کا اللہ والی ہی

بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی سے
قدم رکھنی سی میری خندہ زن تصویر قالی ہے

نہین ہی شمع یہ تربت پہ کہدو میری قاتل سے
امید قتل مین پھر قبر سی گردن نکالی ہی

نکالی مجھ پہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن
وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے

پسینا ہی نہ رنگ روی گل کا ہی کندن سا
چمن مین سرخ ہین گل یہ کہان شبنم مین لالی ہے

الم گویا الف سی تشبیہ دوان مین یار گر جانسے
اگر وہ موشگافی ہی تو یہ نازک خیالی ہی

وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مے مین
فلک ہی اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہی

ہما کی سائی ہی پہری کملی ہم فقیرون کی
ہماری چشم سی رومال اگر منعم کا شالی ہی

١٥١

ادا سی گالیان دینی پہ اپنا دم نکلتا ہے
ہمین میٹھی چھری یہ اے شکر لب تیری گالی ہے

بنا تل آنکھ کا اے جان تل تیری کف پا کا
قدم رکھنی سی بینا دیدۂ تصویر قالی ہے

کلی پھچک ہی قاتل کی چمکتا ہی صدا اوسکی
ہے اٹھنی گل کی تلوار اور سپر پھولونکی ڈالی ہے

برا ہو ناتوانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
تن زار اپنا خار دیدۂ تصویر قالی ہی

ملا دی لب سی لب ساقی لگا دی منہ سی منہ شیشے
مین رند لاؤبالی ہون تو مست لاؤبالی ہے

(۱۶۳) (۱۴)

حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہے
مرینگی دیکھ کر تلوار اگر اوسکے ہلالی ہے

نگہ کی چلبلی ہین تیر اور مژگان صف آرا ہے
جسی سب تیر باران کہتی ہین اوسکا نظارا ہے

نمایان جبین گیسو سی جو تیرا گوشوارا ہی
منجم کہتی ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہے

برنگ گل مری زخم بدن جتنی ہین خندان ہین
مری قاتل نی ہنس ہنس کر جو تلوار و نسی مارا ہے

حجاب آتا ہی جراحو نکو زخم دل دکھانی سی
نگاہ شرمگین سی تیر کسنی دل پہ مارا ہی

ہمارا حال خفیہ لکھکی پہنچاتا ہی جانان کو
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی

ہنسی جب برق چمکی جب ملی مسّی گھٹا چھائے
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمہارا ہے

کمال عشق تب ہو جب کناری گور کی پہنچین
لحد کہتی ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی

تمنا ہی عبث دلکو ہماری بات کرنی کی
دہان تنگ ہین اوسکی سخن کا کب گذارا ہے

بلا سی بھی تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تمہاری سر پہ اے رشک پری سایہ ہمارا ہے

تعجب کچھ نہین سچ تو جو آ کہین پھیر لی ہم سی
ہماری بخت کا اے ماہ گردش مین ستارا ہے

لکہا ہی کا غذ ابری پہ حال گریہ ای قاصد
زبانی کچہ جو پوچہی کہو خط سی آشکارا ہی

تری ہر عضو پر ای ماہ رو ہی نور کا عالم
قبا مہتاب گر ہی او سمین جُگنت چاند تارا ہے

دل پر خون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر می ہے
نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہے

۱۶۴

رولایا ای وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نی
کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہے

۹

جو مجہ خم گشتہ کی جانب تری مژگان صف آرا ہے
کری گی چاند ماری ای صنم فوج نصارا ہی

کیا واعظ کو محو دختر رز لا کہ افسون سی
پڑہی جن کو مری ساقی نی شیشی مین اوتارا ہے

سر آنکہو نسی کرین سجدہ جدہر ابرو ہلائی وہ
جدا کچہ کفر او راسلام سی مذہب ہمارا ہے

تری قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہے
مثال سایہ ہی وان سرو جسبجا تو خود آرا ہے

بیابان گرد ایسی ہین نچہوڑا ساتہ گردش نے
پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی

ہوا ہی اوس پری کا جلوہ گر دل لا کہ افسون سے
سلیمان کی قسم دیوی کی شیشے مین اوتارا ہے

کوئی شمشیر ابرو کا بہی قاتل وار ہو جائے
مژہ نی برچہی ماری ہی نگہ نی تیر مارا ہی

پر عنقا دہن کو سب کہیے خط کو سایہ عنقا
دہن کو یا نہ ہی عنقا بنایا یہ استعارا ہے

۱۶۵

ہزار افسوس انروزون وزیر اک ماہ تابان کو
برنگ آسمان ہمنی بہی شیشے مین اوتارا ہے

۱۶

کون جیتا ہے ای صنم مر کے
آؤ تو دیکہ لین نظر بہر کے

شکر ہی ان بتون کی کوچے مین
پوچہے ہین ہم خدا خدا کر کے

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم — لطف بہولی نہین ہین ٹہوکر کے

ساقیا چشم یار یاد آئے — دے مجہے ساغر اجل بہر کے

مُنہ دکہانی کا کسنی وعدہ کیا — منتظر ہین جو روز محشر کے

کیا بجہائی ہماری دل کی لگی — صدقے اوس آبدار خنجر کے

ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر — کہین گردن سے بوجہ تو سر کے

دیکہے دنکو رخ سے کیا ٹہہرے — زلف کی مہمان ہین شب بہر کے

کس خرابی سے کاٹی ہے شب ہجر — اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے

یاد آیا چمن مین جب قد یار — صدقے ہونے لگے صنوبر کے

خاکساری مین نقش پا کیطرح — رہنما ہین ہر ایک رہبر کے

نامہ اوس طفل کو مگر پہنچا — کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے

ای صنم ایک تو ہی غیرت گل — بخدا ورنہ بت ہین پتہر کے

ہین جو ابروے یار پیوستہ — خوب مصرع ہین دو برابر کے

نقشۂ یار کہینچ یون ملنے — چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر
لکہون مضمون جو دیدۂ تر کے

ایک عالم نے جبہہ سائی کے — ای بتو تمنے بہی خدائی کے

عاشقون کی لہو کے پیاسے ہین — چہلیان اوس کف حنائی کی

زلف پر پیچ سے جو دل الجھا / پیچ مین رخ پڑا صفائی کے
مرغ بی بال و پر ہون اے صیاد / آرزو ہے کسی رہائی کے
ای جنون دشت کو چلین گی ہم / ہی قسم اس برہنہ پائی کے
سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا / آئی جب گفتگو جدائی کے
پہر گیا یار گہر کے پاس آکر / بخت برگشتہ نے برائی کے
سیکڑون جامے تجہ پہ پہٹتے ہین / دہوم ہے تیری میرزائی کے
تجہ سے تو ہمکو اے خم ابرو / تہی نہ امید کج ادائی کے
لے گیے قاتل کے راہ بہولا تہا / ای اجل تو نے رہنمائی کے
دل کہین اور سے ہمنے اٹکایا / بیوفاؤن سے بیوفائی کے
نہ گئی زاہدون کی پاس کبہی / دختر رز نے پارسائی کے
شہر مین جاے گی مری پاپوش / قدردان کیا برہنہ پائی کے
صاف ہی آئنہ تن پر نور / ہی دلیل اسپہ خودنمائی کے
کاسہ ماہ کیون نہو پر نور / برسون اوس کوچے کی گدائی کے
کعبہ دل مین ہے مقام کیا / ای بتو تمنے کیا رسائی کے
خط کے آنی پہ ہے مکدر ہے / صورت اب کون ہی صفائی کے
بال و پر بہی گئے بہار کے ساتہ / اب توقع نہین رہائی کے
کس کی کوچے سے کے راہ بہولا ہون / خضر نے بہی نہ رہنمائی کے

۱۶۷ — ۱۳

شاہ کہلائی ہر طرح سے وزیر
بادشاہی نہ کے گدائی سے

ہمیشہ دل مین جو اپنی خیال زلف و کاکل ہے
تو سینی مین نفس ہر ایک پیچ بو گویا سنبل ہی

فسان ہی سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو
گریبان جتنا ہی پنج تیغ ادنا وان تغافل ہے

مجھی کو کچھ تو اپنی کچھ مین آنی نہین دیتا
وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن مین بلبل ہی

تری مینای گردن کی صفت کی ہی جو ای ساقی
مری آواز کو کہتی ہین سب آواز قلقل ہی

وہی دل ہی بھرا ہو نشاہ جسمین جام وحدت کا
کبھی چھاتی کا تھہ بزم مین شیشہ جو بی مل ہے

مری جو سوز غم سی جلکی ہو وہ نیک نام آخر
چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتی ہین سب گل ہے

دیا سامان گلشن ہمکو سپہر رشک گلشن نی
پریشانی ہی سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہے

لکھی ہین وصف یان تک نرگس مخمور ساقی کے
ہی خامہ گردن مینا صریر خامہ قلقل ہے

بڑہا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلاتی وہ مہرو
ہوا جب ماہ کامل دن بہ دن اسکو تنزل ہے

بہاتی ہی کہین ہی ہیچ نقش بوریا خس کو
ندی گانا تو انکو رنج جو صاحب تحمل ہی

قطعہ

کہا اوس گل نی کل سامان گلشن مین رکہتا ہون
جو عاشق ہی مرا اونکو نسی وہ ہمچشم بلبل ہی

خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنی
یہ ریحان ہی یہ گل ہی اور یہ نرگس یہ سنبل ہے

۱۶۸ — ۱۴

خیال زلف جانان مین جو رو دون تو آوی سنبل
وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہی

جب سے آغوش ہی جدا تو ہے
میری پہلو مین درد پہلو ہے

زلف سی ہم اب الجھتے اے رخ یار — کیا کرین درمیان مین تو ہے

سیکڑون گہر ڈبو دیے پل مین — یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے

کہینچے ہی جب سی ماہ نو کی شبیہہ — آسمان پر داغ ابرو ہے

رگ گل سے کمر ہے کچہ نازک — فرق دونو مین اک سر مو ہے

پہیر لیتا ہے دم مین وہ آنکہین — چشم بد دور کیا ہے بد خو ہے

دل ہے اک ماہ کے تجلے گاہ — اپنے غنچے مین یار کے بو ہے

صفحۂ چہرہ رخ پر ہلال نہین — مصرع انتخاب ابرو ہے

چہان ڈالا تمام کعبہ و دیر — اے ہمارے خدا کہان تو ہی

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر — بت تجہی کہتے ہین خدا تو ہے

شکر رہتے ہے بیت ابرو کے — اندنون سر کو ربط زانو ہے

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ — جی کا جنجال دام گیسو ہے

قطعہ

غم نہین پہیری گر نظیر ہی آنکہ — تو ہے خوش چشم کیا پریرو ہے

١٦٩ — ١١

رہے آباد دامن صحرا

وان لڑانے کو آنکہین آہو ہی

ہماری اس وفا پر بہی دغا کے — قسم کہائی ہے اوکافر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون ای سگ یار — اگر کہائے سعادت ہی ہما کے

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تہا — مری اوسکی شکر رنجی رہا کے

وفا سی ہینی ہی اب ہاتہ اوٹہایا ۔ قسم ہے مجکو اپنے بیوفا کے
ہوی گر صلح بہی تو بہی رہی جنگ ۔ ملا جب دل تو آنکہ اوس سی لڑا کی
فقیرون کی قدم لیتی ہین سلطان ۔ یہ ہی تاثیر نقش بوریا کے
تصور بندہ گیا جب اوس غمزہ کا ۔ تو پہرون دل پہ برچہی سی لگا کی
خدا یون جسکو چاہی دی سعادت ۔ وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی
نہین اوٹہتا ہی سر سجدی سی میرا ۔ مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کے
کہون جب مین کہ بی تیری ہون مرتا ۔ تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کے
نہ آیا سنتون سے یار جسدم ۔ تو پہر کیا کیا اجل کے التجا کی

١٧ — وله — ١٥

ظاہر ہی شوق دید مری چشم زار سی ۔ تار نگہ بنا ہون غم انتظار سی
ہون نخل شمع کام نہین برگ وبار سی ۔ نکلین گی شعلی گل کی عوض شاخسار سے
از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سی ۔ راحت اوٹہاتی ہین غم لیل ونہار سی
افزون برش غمزہ مین ہی خنجر کی دہار سی ۔ ابروکی تیغ بہی نہین کم ذوالفقار سی
آتی گا کون گل جو خوشی ہوگی ای صبا ۔ جہڑتی ہین پہول میری چراغ مزار سے
مرجائین وہ وآہ اگر ضبط کرکے ہم ۔ ہرگز دہوان نہ نکلی چراغ مزار سی
میکش وہ ہون کہ شیشی سی پیدا ہو جام مے ۔ رکہتا ہون مین ستارہ دل داغدار سی
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب ۔ شب ہو گئی تہی تذکرۂ زلف یار سی

گرم خرام یار ہی اور اوسمین پیچ و تاب
او بھی کہین نہ ہوی کمر زلف یار سی

ٹھہرا پری ہی زلف سیہ سایۂ پرے
خط رخ کی گرد کم نہین ہر گرہ حصار سی

اوس گل بغیر سنگ پہ سر پٹکون کب تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سی

مرنی پہ بہی نہ دیکہنی دین سوی یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنی غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکی اگر لگین تری کاکل کی تار سی

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کہینچ
دو گام چلنا کم نہین کچہ ذو الفقار سی

۱۷۱

شاداب رہتی ہین یہ گل زخم ای وزیر
تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے

۱۴

زائل بہار حسن ہوی خط یار سی
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سی

گرتی ہین لخت دل مژۂ اشکبار سی
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سی

زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بہی کہینچی
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سی

دریا کا گہاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گہاٹ
پانی کی دہار کم نہین خنجر کی دہار سی

اٹکا تین دل اوس سی جہان پیچ رشک ہو
وہ گل نہ ہم چہوین جسی ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان ہی عجب اک بہار سے

رسوا وہی ہی جو کہ نہ رسوای عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سی اور ننگ عار سی

مژگان پہ اشک سرخ سی طرفہ بہار ہی
گل ہی کسی نی پہولتی دیکہی ہین خار سے

پاؤن کی بدلی آنکہونسی صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کہتا ہون کس خوشی سی وہ آیا پیامبر
گل سی ہزار درجی ہی بہتر وہ رشک گل
لکہی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
مرجائین ہم جو تیرا داہو نصیب غیر

کیونکر نکالی جائین نہ ہم کوی یار سی
اوڑہا اگر غبار رہ انتظار سے
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے
پڑہوا اون خط جام کسی بادہ خوار سے
صیاد ہم شکار رہون تیری شکار سی

۱۷۲ ولہ ۱۳

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
مجنون سی کہد و کہتی ہین جوش جنون اسے
کڑوی نہو مثال اگر انگبین سی ہی
تکلیف دست یار کو بار دگر ہوے
وہ تو مری گلی نہ لگا لیکن ای جنون
اوسنی نگاہ کرتی ہی بس آنکہ پہیر لی
کرتا ہی کیا اشارہ ہی یہ ابروی یار پر
بولا وہ سنکی شب مری ہجرا ہیون کا حال
شرمندہ صبح ہو گئی عارض کی ذکر سی
جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکہا
مرتا ہون مین تو ہای اسی کہتی ہین حیا

اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئے
آتی ہی فصل گل مری تصویر پہٹ گئی
فرما وشان کیا لب شیرین کی گہٹ گئی
افسوس ایک ہاتہ مین گردن نہ کٹ گئے
زنجیر اوسکی میری گلی سی چمٹ گئی
برچہی لگی تہی سینی پہ لیکن اوچٹ گئے
یارب سنو نمین اونگلی مہ نو کی کٹ گئی
کیسی یہ داستان تہی مری نیند اوچٹ گئے
گیسو کا تذکرہ جو بڑہا رات گہٹ گئی
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف اولٹ گئے
تصویر یار سامنی سی میری ہٹ گئی

بیتابیوں سی تیری تعجب ہوا مجھی | ایدل شب فراق مین چھاتی نہ پہٹ گئے

۱۶۳ کہتی ہین آسمان ہی نہ خاک ای وزیر
بیتابیوں سی میری زمین کیا اولٹ گئی ۱۹

چھانتا ہی خاک کیا تو گھربنانی کی لیے | فکر رہنی کی نہ کر آیا ہی جانی کی لیے
اورکو کیا رنج دون راحت اوٹھانی کی لیے | ایک تنکی کو نہ چھیڑون آشیانی کی لیے
برق تھی بیتاب میری آشیانی کی لیے | ابرسی بھی پیشتر آئی جلانی کی لیے
کام آئی مرغ گلشن کی مری کاہیدگی | لی گیا تنکا سمجھکر آشیانی کی لیے
اس چمن سی گل چلی بلبل گریبان پہاڑکر | ہی جنون تنکی جو چنیی آشیانی کی لیے
ہمنی کیون مانگی تھی گلشن مین جاے جوش گل | اب جگہ ملتی نہین ہی آشیانی کی لیے
خاک ہون تو دانہ تسبیح بنوائی فلک | سو طرح کی گردشین مجکو دکھانی کی لیے
پہر وہی ہم تھی وہی تم تھی محبت تھی وہی | صلح کر لیتی اگر آنکھین لڑانی کی لیے
ہون وہ غمدیدہ ہنسی کو بھی تو مین رونی لگون | کچہ بہانا چاہیی آنسو بہانی کی لیے
سایہ پڑجائی اگر زلف درازیار کا | پہر کہون مین بہی تسلسل ہی زمانی کی لیے
ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ | میری مٹی لین اگر لیلی بنانی کی لیے
پہونچی ہی شانی تلک کیا یار کی زلف رسا | درد کیون پیدا ہوا ہی میری شانی کی لیے
جملہ تن ہی چشم نرگس یار تیری دید کو | گل ہمہ تن گوش ہین تیری فسانی کی لیے
یون مری قسمت مین تہا پرواز کرنا یا نصیب | نوچتی ہین طفل پر میری اوڑانی کی لیے

تون ہوگا تیری تیر دنکا نشانہ میری بعد　　خاک لیجانا مری تودہ بنانی کی لیے

بزم عالم مین کہڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین　　سیکہ لی ہی شمع سی رفتار جانی کی لیے

کیون دل ان بیتاب کو دکھلایا خال زیر لب　　دام مین مچہلی نہین آنی کی دانی کی لیے

ہو اگر سرگشتگی مین فکر تعمیر مکان　　خاک اوڑا لائی بگولا گہر بنانی کی لیے

۱۷۲

اب کسی گلرو کی دل مین کہپ گئی گہرای **وزیر**
کیا چمن مین تنکی چنتی آشیانی کی لیے

۲۱

پہر نکل آؤن لحد سے سر کٹانی کی لیے　　بہیج دیکہو عمر رفتہ کو بلانی کی لیے

تنکی ای گل چن رہا ہون آشیانی کی لیے　　آتوا بری تیغ سی بجلی گرانی کی لیے

اٹہہ میری قتل پر بیڑا اوٹہایا چاہیی　　نقد دل تمکو دیا ہی پان کہانی کی لیے

جسکو آتی دیکہتا ہون ای پری کہتا ہون مین　　آدمی بہیجا نہو میری بلانی کی لیے

تا نہ میری استخوانونکا نشانہ چوک جاو　　پر ہما کی لاؤ تیرون مین لگانی کی لیے

اوڑ گئی بعد اپنی رسم نامہ و پیغام ہی　　رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانی کی لیے

ہوگئی کاہیدہ مواہون سبزۂ رخسار پر　　لاش میری کہربا آئی اوٹہانی کی لیے

ہو اگر جراح واقف میری شوق قتل سی　　جای مرہم آتی تلوارین لگانی کی لیے

دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا　　شاخ گل کیا چاہیی اب آشیانی کی لیے

جاکی میری پاس پہر آیا نہ وہ جان جہان　　سیکہ لی کیا عمر سی رفتار جانی کی لیے

چاہیی غم کی عوض شادی کرین اہل عزا　　مار ڈالا مجکو قاتل نی جلانی کی لیے

روئی ہم فرقت مین دریا کیا ہی برآئی مراد
یار آیا نا ؤ سنت کی چڑہائی کی لیے

میری تربت پر اگر دو پہول لانا خار تہا
آنکلتی تم کبہی تیوری چڑہانی کی لیے

خواب آئی بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنی کی لیے

دی بہو و نکلو اسنی جنبش اب کوئی بچتا ہوں نہیں
ابری تلوارین چلین بجلی گرانی کی لیے

ہی ابہی جراح باقی زخم کہانی کی ہوس
بارہ کا ڈورا منگا ٹانکی لگانی کی لیے

ہو پہا طوفان ای حداد آب تیغ سے
میری آنسو لی جو تلوارین بجہانی کی لیے

لیکی میری دست سی ہنی کیا مجنو نکو خلق
خاک کو ہی یار لی لیلی بنانی کی سے لیے

کاسہ سر ہاتہ مین لیکر مین نکلون قبر سی
اب بہی گر ساقی بلائی می پلانی کی لیے

برق پہر حملی کرونگا پہر تڑپ کر خاک پر
پہر اوٹہا ابر شب فرقت رولانی کی لیے

۱۷۵

چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر
آئی ہندو جیسی دریا مین نہانی کی سے لیے

۱۳

تری رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

پہرا سے آپ وہ مہرو ہمارا
ترا ای آسمان شکوہ نہین ہے

نہین ایسا نہوا اوسے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

نہ پوچہو میرے آنسو تم نہ پوچہو
لہی گا کوئی تمکو خوشہ چین ہے

ادب سی پا برہنہ پہرتے ہین ہم
جنون فرش اٹہی یہ زمین سے ہے

برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
ہین خورش ہون جیسی دل اندوگین ہے

رہی مضمون غم کی طرح اس مین
جہان ہی جلوہ گروہ غیرت ماہ
بنایا تجکو ایسا خوب صورت
ہین عشق زلف مین اعضا ہی دشمن
نہ نکلا بی تری مین گہر سے باہر
فلک جو چاہی ہمپر ظلم کر لے

ہمارا گہر ہی یا بیت حزین ہے
الٰہی آسمان ہے یا زمین ہے
کہ نازان تجہ پہ صورت آفرین ہی
ہمارا ہاتہ مار آستین ہے
نگہ تنگ چشم مین خلوت نشین ہی
ابہی تو ضبط آہ آتشین ہے

پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

۱۷۶ — ۱۹

شانی مین پیچ سی لاون نہ تو نکلا جو بن دیکہی
جیب صد چاک کری جو ترا دامن دیکہی
سمجہی خورشید جو تیرا رخ روشن دیکہی
جان دی گال جو گوری وہ فرنگن دیکہی
ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین
تہی انجیل مسیحا پہ ہوی ہے نازل
گر پڑی پہولو نکی خرمن پہ یکایک بجلی
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر چہاتی ہی
بوی گل رہتی ہی پوشیدہ قبای گل مین

پاؤن ہم چہو نہ سکین ہاتہ برہمن دیکہی
خواب کم آئی جو کمخاب کی چپکن دیکہی
ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکہی
آگہینی قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکہی
سیکڑون سبحۂ صد دانہ کی خرمن دیکہی
دیکہکر لب جو خط یار فرنگن دیکہی
نازہی ہنسکی جو تو جانب گلشن دیکہی
آئی پروانہ چراغ تہ دامن دیکہی
کیا تن زار کو پیرہن تن دیکہی

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ ای صیاد
ہین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی گلشن دیکھی

دہن یار مین ہستی کی اوداہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھی

ترک خونریز مین آنکھین تو نگہ ہی سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کئی رہزن دیکھی

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم سی گر تو سو گلشن دیکھے

سر کہین ہاتہ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کی تمہاری کئی مدفن دیکھی

سیمبر مرغ نگہ سونی کی چڑیا ہو جاے
آنکہ اوٹھا کر جو طلائی تری جوشن دیکھی

رخ کو قرآن کہی زلف سیہ کو کاٹے
ملک سہی شیخ تو چیلی سے برہمن دیکھی

چار نعل آپ کی شبدیز کی ہین چار ہلال
چاندنی سمجھی جو گرد سم توسن دیکھی

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجای چمن جو ترا توسن دیکھے

١٧٧

چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پہڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھی

٢٤

ہو رہا ہے ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکی کہ نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتہ آتی جوی شیر سے

لیتی ہین وہ لی کی دل تجھ پیر سے
مچھلی ہاتہ آئی ہی جوی شیر سے

ای جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

ابرو پر خم سے عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی ترے شمشیر سے

کیا کہون قاصد لکھون کیا شوق وصل
ہی فزون تقریر سی تحریر سے

بندہ گیا ہین وحشی نازک مزاج
موج بوے زلف کی زنجیر سے

گر نہین ساقی تو قائل لاے گا
جام طاق ابرو و شمشیر سے

نرم ہی کیا تیرے ابرو کی کمان
کھنچ رہی ہے خامۂ تصویر سے

تشنہ لب ہون تیر باران سے کبھی
یان نے گردتے نہین شمشیر سے

باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہین
خامشی بہتر ہے اس تقریر سے

ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب
جام مے بدلون نہ جام شیر سے

یون کرینگے تیری ابرو کی صفت
مانگ لین گی ہم زبان شمشیر سے

رزق چاہا چرخ سی نادان ہو نہین
شیر مانگا دایۂ بے شیر سے

بل بی ذوق وصل و فرط اتحاد
خون نہ چھوٹا یار کے شمشیر سے

بنگئی اوسکی نگہ تیغ قضا
تیر نے مارا نہین شمشیر سے

آتش گل کے لکھون مضمون گرم
پھلپھلے خامہ بنی تحریر سی

اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر
ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے

قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال
پوچھیے لطف جوانی پیر سے

زلف اگر رخ سی ہٹا دو تو کہون
چھوٹی یوسف خانۂ زنجیر سے

گم نہین شب سے مرا روز سیاہ
کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے

کیونکر ارباب تعلق پھرتے ہین
فیل چل سکتے نہین زنجیر سے

۱۷۸	ہجر مین مرتا نہین مین ای وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	۱۶

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسی کاغذ ہو سیہ تحریر سے

کیا چہٹی وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کی شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل — اس کمان نے تو رسیکہا تیر سے

آہ آتش بار سے تیر شہاب — شعلی ہنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکہائے آئنہ — گر بنائین آہن شمشیر سے

ہی لب رنگین سی برگ گل خجل — منفعل ہے بوی گل تقریر سی

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پہاڑون دست دامنگیر سی

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بیدہ مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — می ٹپکنے لگتی ہے تقریر سے

کہیل پر اوس طفل کی مرتا ہون مین — قتل کرتا ہے گلے شمشیر سے

تمکو دکہلا کر تماشا دل لبھائے — نکلی پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتی داغ انگارون کیطرح — پہاہی اوترین کیون آتش گیر سی

لا سکے مرغ جنون کو دام مین — لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکہا چرخ نے طوق بہار — لیکی اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

۱۷۹ — ۱۷

جام ساں چلتی جو وحشت مین وزیر
آتی قلقل کی صدا زنجیر سی

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
نازکی کہتی ہی یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین تری پر غم دوری نہ گیا
اب بھی کہتی ہین کہ ہم جا کی کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہی ہوس گفت و شنید
ساغر گوش ہی مینا ہی زبان دور رہے

میری ہوتی تو ہٹا سکتی نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کی ایسی مری جان دور رہے

پہول پہر پہر کی گلابی مین پلاتا ہی مجھے
چمن محفل ساقی سی خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آئی ہمای ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژہ کج کیطرح سی رخ ناوک پہر جای
وہ نشانہ ہون کئی تیر کمان دور رہے

میری پہلو مین ہمیشہ رہی سفاک کا تیر
ایسی محبوب سی آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سی تیر تو چلی سی کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دی اے ضعف
پیرہن جسم سی او جسم سی جان دور رہے

چہوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئی تا در دوست
منزلین قطع ہوین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہی بپا وعدۂ دیدار ہی ہی
نہ کری آج سبک خواب گران دور رہے

چوسنی مین مسی لب کی دعائین مانگین
کالی مرہم سی نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سی بہی ہی تنگ ترے اے ضعف کنار
کیون نہ آغوش سی وہ سرو روان دور رہے

جنس دل وہ ہی نہ جا کر سر بازار بکی — مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

جب کہون حال جدائی کوئی سمجھی نہ وزیر
حرف سی حرف سخن وقت بیان دور رہے

کانٹی پڑ جائین زبان سی جو زبان دور رہے — خون تہو کی جو دہن سی وہ دہان دور رہے
عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جائے — چاندنی خاک پہ لوٹی جو کتان دور رہے
جنبش لب سی کہی اونکی نزاکت بس بس — حرف مطلب سی اہی نوک زبان دور رہے
لی اڑا ایسا ہی مجھی ای مری بیتابی دل — گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہے
پیدا ماغی سی وہ گلگشت چمن کرتی ہین — غنچی منہ بند رکھین بوی دہان دور رہے
خط کی تائید سی دل چاہ ذقن سی نکلی — تھی اس کانٹی سی یا رب کنوان دور رہے
چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد — چار جوہر سی ہی آئینہ جان دور رہے
دوست بن بن کی عدو قتل کیا کرتی ہین — پنبہ ماہ سی ہی داغ کتان دور رہے
شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب — شمع سی شعلہ تو شعلی سی دہوان دور رہے
دست بی فیض سی ہو پیر و جوان کو نفرت — قبضہ شل سی سدا تیر و کمان دور رہے
عمر بہر کوچہ جانان مین پہونچنا ہی محال — جب تلک جیتی ہین گلزار جنان دور رہے
چور ہو جاونگا مین نشہ ای سی نازک دل ہون — ساقیا پہول ہی سی بار گران دور رہے

دو خط یار کا قرآن کی سورہ ہی وزیر
کس طرح مصحف عارض سی دخان دور رہے

ہی نقش درم جو نقش پا ہے — آپ آئی تو گہر درم سرا ہے

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہے — شیشہ یہ مرا پرے نما ہے

سلطان جہان ہی جو گدا ہے — تیمور ہر اک شکستہ پا ہے

انسان سبھے قدرت خدا ہے — کیا سنگ کو بت بنا دیا ہے

شیرین ہی دہن کرو شکر خند — ہنسنے مین تمہارے اک مزا ہے

مضمون پروانے بنکے آئین — شبدیز قلم چراغ پا ہے

یاران گذشتگان سی ہی انس — زندہ مردون پہ مر رہا ہے

آیا نہین خود فروش میرا — گویا مجھے مول لے لیا ہے

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرتِ گل — گلگشت چمن کو جو گیا ہے

گلزار ہوا ہے پانے پانے — بلبل پانے کا بلبلا ہے

جو چلے ہیں عشق مین کیا وہ — ہم مر گئے کہیے مرحبا ہے

ہی جھوٹہ کہون جو راست ہی قد — یہ توسن حسن الف ہوا ہے

منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا — گویا یہ دہان آسیا ہے

توبہ کا نہ در ہو بند یارب — جب تک در میکدہ کہلا ہے

ہی شیشہ سبز گرم قلقل — طوطی ستون کا بولتا ہے

کیا جسم ہی صاف اوس پری کا — گویا قد آدم آئنا ہے

بیگانہ کوے نظر نہ آیا — آئینہ سے صورت آشنا ہے

۱۸۴ — ۱۱

کیا خوف گنہ وزیر کو ہو
حامی سلطان انبیا ہے

رنگین لب لال کی صدا ہے
سنبل گلشن مین کہہ رہا ہے
ہم وحشیون کا کبوتر اے سرو
آپونہچا ہی اوڑکی استخوان تک
دانے کی طرح سے پیس ڈالا
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون
یوسف جو کہا اونہین تو بولے
آئی ہے بہار کیا جو ساقے
پونہچے مری ہاتھ تک تو جانون
نکلی نہین رات کو ستارے

کیا خوب یہ لال بولتا ہے
یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہے
قمری کی طرح سی طوق پہنا ہے
تاوک مین مگر پرہما ہے
کیا گردش بخت آسیا ہے
نظرون مین وہ مجکو تولتا ہے
کیا آپ نے مول لی لیا ہے
شیشے مین پہول بہر رہا ہے
تم کہتے ہو زلف کو رسا ہے
شب دیزہ فلک چراغ پا ہے

۱۸۳ — ۶

ایسا مین گہلا وزیر غم سے
خار کف پا مرا عصا ہے

کیا سنگ رزق خوش ہوا گر ماہ عید ہی
گہر پونہچی ہین لحد اسی کہنا بعید ہے
خط دیکہلو وزیر عبث شوق دید ہے

یان بستگی قفل کے باعث کلید ہی
یار دجواب نامہ نہین ہی رسید ہی
لکہا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

دکہلاؤ زلف و رخ تو خوشی ہوکی ہین کہوان
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہوگئی تو درِ خرمی کہلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجای گل تو چڑہادی حسین بند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید سے

١٨٤ — ولہ — ٩

اوٹہتا ہی جای شعلہ دہوان وہ لگی داغ سے
تاریک ہوگیا ہے مرا گہر چراغ سے

پیدا کرینگی داغ جگر دل کی داغ سی
گر لین گی ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادہر قفس سی چہٹی تو ادہر دہنسیے
گلدام موج نکہت گل لای باغ سی

ہوجای وجد دیکہی اگر استخوان مرے
پتلی نکل کی رقص کری چشم زاغ سی

ہی دم قدم کی ساتہ یہ گردونکی کجروی
اوترو مسیح ایسی خر بیدماغ سی

گیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی یہ ہول ہی شبکو چراغ سی

گریان تری گلی سی ہم ای رشک گل چلی
جاتی ہین موتی جہیل لیی عیش باغ سی

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئی منقار زاغ سی

دیکہا دہن کو خندۂ دندان نما سی رات
گم لعل تہا ملا گہر شب چراغ سی

١٨٥ — ولہ — ٩

لذت درد سراپا مجہی حاصل ہو جاے
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد اوسی حاصل ہو جاے
ہاتہ جس عضو پہ رکہدو وہ ابہی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤن رکہی وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

ہم اسیرون کی طرف آئی اگر نکہت گل
پیچ پڑ جائین کچھ ایسی کہ سلاسل ہوجاے

خون عشاق کی ہوتی جو لگائی مہندی
یار کا ہاتہ بہی بندہ جانی کی قابل ہوجاے

آئی بی پردہ جو لیلای خیال جانان
دل یہ بالیدہ خوشی سی ہو کہ محمل ہوجاے

کوچۂ زلف ہی کچہ مصر کا بازار نہین
آئی یوسف جو ادہر قید کی قابل ہوجاے

چال افتادگی اشک سی سیکھی ہمنے
لغزش پا سی ابہی قطع منازل ہوجاے

فاتحہ کو جو وہ بت ہاتہ رکھی مرقد پہ
ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجاے

١٨٦ — ولہ — ٥

کاکل جو اوسکی شعلۂ رخ سی سرک گئی
کالی گہٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی

پونہچی نہ اوسکی کان تلک آہ نارسا
کیا فائدہ زمین سی اگر تا فلک گئے

تنگ ہی ہوی ہماری گریبان صبر کے
انگڑای مین جو یار کی چولی مسک گئی

ہینچی جو آہ سرد بہری اونسی ہنس دیا
گل کی کلی نسیم سحر سی چٹک گئی

١٨٧ — ٩

بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ ای وزیر
پونہچا نی اونکو روح مری دور تک گئی

پردہ کدورتون سی کیا آج یار نی
دیوار گرد کہینچی ہی دل کی غبار نی

چہیڑا چمن مین یہ مژۂ اشکبار نی
آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے

گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے
افیون باغبان کو دی کوکنار نے

دکھلائی نی سواری لڑکپن مین یار نی
دوڑایا اپنی پاؤن سی گھوڑا سوار نے

رفعت دکھائی کوچہ گیسوی یار نی — لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤن مین سمجھا یہ ضعف سے — سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہین یہ آپ کی عاشق کا ہی لہو — کیون خون پیکی کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینی اپنا گریبان پھاڑ کر — دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸ — ۲۰

دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان
کی آرزوی صبح شب انتظار نے

می دی کہ نہ دی بادۂ اطہر تو نہین ہی — کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزہ ختم آپ کی لب پر تو نہین ہی — عیسی ہی تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے

جب میان سی نکلی تو مری دلمین سمائی — تلوار تری روح دوپیکر تو نہین ہے

قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا — جوزا کی طرح تیغ دوپیکر تو نہین ہے

میخانی کو سجدہ کیا ہی کعبی نی جھک کر — اوس چشم پہ ابروی نگون سر تو نہین ہے

داغ اوس پہ کہان تہی یہ گلی ہو کی پھرا ہے — پہنچا تہا جسی یہ وہ کبوتر تو نہین ہی

پیری مین جوانونسی ملون جھک کی مین کیونکر — قامت شجر خشک ہوا تر تو نہین ہی

ہی سرمی کا دنبالہ تری آنکھ مین سمائی — ساغر سی تری موج یہ باہر تو نہین ہی

مین آنکھین بچھاؤن وہ شہ حسن اگر آئی — درویش ہون آزادہ ہون بستر تو نہین ہے

منہ اوسکو دکھاؤگی تو مین ٹکری کرونگا — آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہین ہی

اوراق خلائق نظر آتی ہین پریشان — یہ دفتر عالم کہین ابتر تو نہین ہے

کیون دیکھتا ہون وصل مین مجھ اب شب فرقت
او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی
کس شوق سی آیا ہی گل زخم کی جانب
قبضی کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
خالی ہو تو ازخود عرق شرم سی بھر جاے
عریانی کی جامی کا گریبان بنا ہے
کہتی ہو مجھی خواب مین معراج ہوئی ہے
کیون اوڑ گئی پای صف مژگان کہ ابھی ہی
رسوا نہ کریگا تمہین یہ دیدۂ حیران

سرخاب کا تکیی مین کوئی پر تو نہین ہے
چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہے
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہے
اب باڑہ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہے
بیکار گلی پر ترا خنجر تو نہین ہے
جبریل کا تکیی مین کوئی پر تو نہین ہے
فرمائیی بہا گا ہوا لشکر تو نہین ہی
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹ ولہ ۱۳

تم جو تہر اؤ کرو کو نہ بھی بینا ہو جای
گر میان کیجی جو بن یہ زیادا ہو جای
گردش چشم کا تیری اثر ایسا ہو جای
ذبح کرنی مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
سرمہ دینی مین نکل آئین جو تیری آنسو
چشم مخمور سی دیکھی جو وہ بت کعبی کو
پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھی نبض

منہ پہ پہر جو لگی آنکھ کا ڈھیلا ہو جای
نکل آئی جو عرق حسن کا دریا ہو جای
گرد اوڑی پای نگہ سی تو بگولا ہو جاے
رنگ اوڑ جای ابھی خون پسینا ہو جاے
ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے
می سی محراب کا لبریز پیالا ہو جای
کف عیسی بھی جل کر کف موسی ہو جاے

نشانی ہین پاؤن جو تم سبزہ تر پر رکہو
ہو یہ پالیدہ ابہی صورت مینا ہو جاے

حال کچہ اونکی تلون کا نہ مجہسے پوچہو
عکس جس گل پہ پڑی وہ گل رعنا ہو جاے

رنگ کندن سا تمہارا ہی عجب کیا ہی اگر
طوطی سبزہ خط سونی کی چڑیا ہو جای

تم جو اک ہاتہ لگاؤ تو ہین ایسا خوش ہون
ابہی دو ہاتہ کا ای جان کلیجا ہو جاے

سرمگین آنکہ کی گر یاد ہین تہرا جائی
سنگ سرمہ یہ مری آنکہ کا ڈہیلا ہو جاے

۱۹۰ — ۷

در دندان نبی کی جو رولائی الفت
ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے

دیکہکہ مجہ زار کا مردہ وہ بولی ناز سی
غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سی

کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سی
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سی

دیکہنی والون ہین تیری وہ بہت اچہی رہے
قتل کر ڈالا جنہین تیغ نگاہ ناز سی

چاند کی ٹکڑی تری تلوی ہین او خورشید رو
چاندنی نکلی نکیونکر فرش پا انداز سی

درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
چاہی ای دل جگر واقف نہوا اس راز سے

تیری دیوانی کو ایسا شور و شر سی ننگ ہے
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے

پردی کانونکی پہٹی جاتی ہین بلبل فرط ضعف
نالہین دم ہی شکست رنگ کی آواز سی

۱۹۱ — ۸

ولہ

ای جان تو ہو دور تو کسطرح گل پڑی
نزدیک ہی کہ منہ سی کلیجہ نکل پڑے

کرتی ہو ذکر میری دل بیقرار کا
منہ سی کہین زبان نہ باہر نکل پڑی

دامن ترا پکڑنیکو یہ مضطرب ہوی — ہاتہ اپنی آستینون کی باہر نکل پڑی

ہوتا ہی انس لڑکون کو لڑکونسی واقعے — اوطفل تجکو دیکہ کی آنسو نکل پڑی

پہنسا تہا دل گوگیسو پیچان مین پہنس گیا — قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑی

ایسا کسی کو شوق شہادت نہوی گا — گردن جہکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے

لکہنی لگا حقیقت گریہ جو یار کو — میری طرح قلم کی بہی آنسو نکل پڑی

باتین جو چکنی چکنی سنی میری یار کے — زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ بہی پہسل پڑے

۱۹۴ ولہ ۵

اوسکی تلوار کی رومال کا پہاہا تو نہین — آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہے

چشم خونریز مین سرمی کا نہین دنبالہ — اپنی نظرون مین ہرن یہ کف قصاب مین ہے

نازسی آنکہ اگر بند وہ کر لیتے ہین — کہتی ہین فتنہ بیدار ابہی خواب مین ہے

گر پڑی ہین مگر آنکہون سی مری گرم آنسو — کرہ نار کا عالم کرہ آب مین ہے

میٹہی نظرونسی مجہی دیکہ کی کین آنکہین بند ہین — زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہے

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتدای آہ ہوتی ہے — مبارک طفل دل کی آج بسم اللہ ہوتی ہی

ملا جب درہم داغ جنون گہبرا کی دل بولا — یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہے

بیان کرتا نہین دل صفحۂ ورسی مخطط کا — خدا کی گہر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی

فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے — جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہے

جناب

۱۹۳ غزل در نعت سرور کائنات ۶

مرحبا احمد بے میم محمد لقبے
عین ربی بحقیقت و مجاز اعربے

گشت خورشید فلک شہرہ جان بخشی تو
آمدہ عیسی حریم پی دربان طلبے

ہجر تو مرگ وصال تو حیات ست حیات
جسم را جانی و جانانی و عیسی لقبے

گر بگویم کہ ایا زی و خدا محمود ست
بسر عشق کہ این ہم نبود بی ادبے

یا حبیبے ارنی گفت خدا اشل کلیم
حق پسند این چہ مجالست باین بوالعجبے

بردای خضر دلم تشنہ دیدار کسی ست
نخورم آب بقا جان دہم از تشنہ لبے

متفرقات

سر کہی ہم وہ روانہ ہو گئے
رات بہر جاگی تھے دن کو سو لئے

قتل بی شمشیر اوظالم کیا
آنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو
چشم احول مین مگر دو ہو گئے

وله

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئے
بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بی ہوا اوڑنے لگا مشت غبار
طبع اپنی خاک سے بادی ہوئی

سو کھنے کا تنا ہوا دست جنون
خار دار اب ہاتہ کی مچھلی ہوئی

وله

زر دیا زر دیا مال دیا گنج دیے
اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

ای ہنو خوبی قسمت ہی گلا کیا تم سی
جسنے راحت تمہین دی اوسنی ہمین رنج دیے
کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان
اس گلستانکو یہ مرغان نواسنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون لی بہی چین نہین ہے
یونہچا ہون یہان مین کہ فلک ہی تہ زمین ہے
بی تیری مجہی دید کا کچہ شوق نہین ہے
تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بہی پرتو سی مری چین بجبین ہے

ولہ

جسطرف تم ہو اودہر سر مرا جانا ہوجاے
پائینی قبر کی بیٹہو تو سرہانا ہوجاے
یار جاتا ہی کہو دل بہی روانا ہوجاے
ساتہ اچہا ہی اگر ایسی مین جانا ہوجاے
کبہی مجہ پہ نگہ غیر مری جیتی سبے
تیر مین آپکی کہاؤن وہ نشانا ہوجاے

ولہ

دیکہہ پچہتای گا او بت مری ترسائی ہی
اوٹہ کی کعبی کو چلا جاؤنگا بتخانی سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتہ چہرا کر شب وصل
نبضین بہی چہوٹ گئین ہاتہ کی چہٹ جانی سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کی آنسو ہماری گر پڑی
آسمان ٹوٹا شب فرقت ستاری گر پڑے
پہینکی تہی زاہدنی گل شیشی کی گردن توڑ کر
آج سنتی ہین کہ مسجد کی مناری گر پڑے

ولہ

صحرا کی ہین پیدا ٹبر ہکر غبار دل نی ۔ پہینکا ہی دور ہمکو اس وحشت متصل نے

ولہ

نہ خود فروشی گئی جنس دل کی طینت سی ۔ کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت سے

ولہ

سلنے پہ میری زخم ہین کیا ہی نشان لگی ۔ جرّاح ہاتہ ملتا ہے پہا کہان لگے

ولہ

لب دندان دکہا کر اپنی وہ کہتی ہین شوخی سے ۔ نکل آیا ہی دیکہو لال یہ انتونکی کہڑکی ہی

ولہ

یاد مژگان ہین مری آنکہ لگی جاتی ہے ۔ لوگ سچ کہتی ہین سولی پہ بہی نیند آتی ہے

ولہ

صدا ہی نالۂ دل آ رہی ہی نکہت گل سے ۔ چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سی

ولہ

چمن سی توڑکی پہولونکو باغبان چلی ۔ تمہاری سنی کو باتین گلونکی کان چلی

ولہ

زلف کے چال صبا چلتے ہے ۔ گیا پریشان ہوا چلتے سے ہے

ترجیع بند

صبا کبہی جو ترا کوی یار مین ہو گذر ۔ نہ بہولیو تو پیام وزیر خستہ جگر

یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین ۔ فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹہ پہر

پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک ۔ گذر گیا ہی بس اب سر سی آب دیدۂ تر

کبہی ہی ہوش اوسی گاہ فرط بیہوشی ۔ کبہی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سی باہر

ہر ایک کوچی مین پہرتا ہی صورت وحشی ۔ کبہی ادہر سی ادہر او کبہی ادہر سی ادہر

بہت قلق جو ستاتا ہی تو یہ پڑہتا ہے
عجیب حسرت و ارمان ہی ہاتہ پہیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہی ابکی یہ فیض مسیح باد بہار
چمن مین دیدۂ نرگس تلک نہین بیمار

رہا چمن مین نہ آزار دیدہ بلبل کو
پلایا جام گل ترنے شربت دیدار

دم مسیح کا باد بہار مین سے اثر
نہ کسطرح سی ہو زائل تپ درون چنار

وفور عیش سی بزم نشاط ہی گلشن
کلی جو چٹکے تو آئی صدای نغمۂ تار

عجب نہین پر پروانہ ہو پر طوطے
نہال شمع تلک سبز ہو کی لائی بار

یہ فیض باد بہاری ریاض دہر مین ہی
بنی وہین زر گل سنگ سی جو نکلی شرار

نظر پڑی گل نارستہ شاخسار سی یون
عیان ہو شیشی سی جیسی شراب سرخ ای یار

گمان غلط ہی کہ بار ثمر سے ہو گئی خم
جہکی ہین شکر کی سجدیکو باغ مین اشجار

چمن مین نام خدا ہی ہجوم گل ایسا
جگہ نہین جو کرے عندلیب و استقرار

ہجوم لالہ و گل آنقدر شدست وزیر
نماند جای کہ بلبل کشد زسینہ صفیر

زیادہ ہی گل رعنا سی رنگ بوقلمون
چمن مین دیکہی جسنے گل کو اک گلستان ہے

زبان حال سی کہتی ہی موج نکہت گل
اب اللہ تون تو یہ فیض بہار بستان ہی

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز در منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان بیچ
تہی نہ پای ذرا داغ دل مین لالی کی
رہی چمن مین نہ بیمار آج نرگس بھی
خدا کی فضل سی صحت ہوی ہی آج اوسے
صبا سی کہدو کہ اب رگ گل کا فرش کیے
رہین قرینی سی مرغان باغ ہر جانب
گمان سبکو یہ ہوی یہ فرش بلبل چشم
چمن سی آئین نکل نخل بہر استقبال
ہر اک نثار کری آج مال و زر اپنا

کہ سایۂ گل تر بہی ہو شل گل احمر
لگائین مرہم کافور یاسمن لیکر
بغیر لطف پریشان نہو وی سنبل تر
ہزار گلشن عالم فدا کرون جس پر
چمن کی سیر کو آئیگا آج وہ گل تر
نہ کوئی آئی ادہر اور نکوئی جای اودہر
بچہائین بلبلین آنکہین میان رہگذر
ادب سی نذر گل اشرفی کرین لیکر
یہان تلک نہ رہی مشت غنچہ مین بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سی ہوی ہین پیر جوان
تو چند روز ہوا تہا علیل دور از حال
برنگ نرگس بیمار دم تہا آنکہون مین
تری شفا کی دعا مانگتا تہا سب عالم

مثال تیر ہوی راست آج پشت کمان
قسم خدا کی نہ تہی بس ہماری جسم مین جان
یہ تیری رنج کا تہا رنج ای مسیح زمان
ہر ایک ہوی مین خلق بنگیا تہا زبان

خمیدہ غم سے تھی محراب کی طرح زاہد — دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن

مدام کرتی تھی شیشی بھی نالہ قلقل سے — بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان

دعائین مانگتی تھی ہاتھ اوٹھا اوٹھا کی سبو — جھکی تھی سجدی مین ساقی سے تا بہ پیر مغان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح — کہ تا فلک مری جاتی تھی نالہ سوزان

مریض دیکھ کی تجکو یہ حال تھا اپنا — رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

زفرط ضعف و مرض حال من بہ نسیان بود
بدست مردم چشمم عصای مژگان بود

ہزار شکر خدا نی تجھے دی جلد شفا — وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا

تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون — مسیر مہر درخشان ہی برج آب کا

خوشی ہر ایک ہوا تیری غسل صحت سے — کہ تیری سائی تلی رہتی ہین ہزار ہما

خدا نی آج تجھی جان تازہ بخشی ہے — ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا

جھکا کی سجدی کو سر سب نہ کیون دعا مانگین — جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا

نہ کیون کہون مین تجھی آسمان لطف و کرم — نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا

خوشی نہ کیون ہو زمانی کو تیری صحت سے — ہی اس چمن مین سوا تیری کون ابر سخا

چمن مین دیدہ نرگس بھی اب نہین رنجور — تجھی شفا جو ہوئی بس کوئی مرض نہ رہا

زصحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

تری

تری بہار کرم سی ہر ایک ہی زر دار — بہری چمن نی گل اشرفی سی جیب و کنار

جو نام لیکی ترا توڑی گل کوئی گلچین — تو ہاتہ مین ہو زر گل طلای دست افشار

ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے — ہر اک فقیر کا گہر اسطرح سی ہو طیار

بجای آب ہو آب گہر کا صرف اوسمین — خریدین سونی کی اینٹین بنائین گہر معمار

ضعیف ایسی قوی ہین تری زمانی مین — اوبجہ کی چاک کری خار دامن کہسار

سوای دُر نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم — ہوا مسیح زمان تو اجل ہوی بیکار

جو دیکہ لی تری تلوار ماہی دریا — تو اپنی پوست سی بہاگی نکل کی صورت مار

دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری — کبہی نہ ہو تو مسیحا کی طرح سی بیمار

سوا تری کرم و لطف کی یہان اپنا — نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
برای نام وزیرم ولی فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی لگی پہ تیغ ستم — زبان پہ آہ ہی آنکہو مین اشک لب پہ ہی دم

ہوا ہون خنجر غفلت سی کشتہ مین پہ غم — مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

تری وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم — جفائین بڑہتی ہین تیری وفائین گہٹتی ہین

غلام پر یہ عتاب اپنی بندہ پر یہ ستم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ ہی ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

کچھ اپنی واسطی کہتا نہین ہی یہ پر غم | یہی ہی ڈر تری بندہ نوازیون کی قسم

کہی نہ بیکس و بی یار مجکو اک عالم | مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم

گمان برند کہ این بندہ بی خداوندست

قطعہ

نکر عوض مری جرم و گناہ بیحد کا | الٰہی تجکو غفور الرحیم کہتی ہین

کہین کہین نہ عدو دیکہکر مجہی محتاج | یہ اونکی بندی ہین جنکو کریم کہتی ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب | اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل

نائب عہدی دین شاہ شہان عالم | غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل

چون صدف پر ز گہر چشم تہیدستان شد | ہست دریای سخا و کرمش بی ساحل

بر در دولت این تخت نشین زر بخش | ہمچو خورشید شود کاسہ دست سائل

مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او | روی تابندہ او غیرت ماہ کامل

حبذا باغ لطیفیکہ در و بکشادہ | دفعتہ قافلہ فصل بہاری محمل

نکہت نسترن و یاسمن و نسرینش | جان تازہ بدہد چون دم عیسی در دل

باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بر در | تا ابد باد خزانی نتوان شد داخل

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید — می شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان پرور راحت افزا — نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد — عجبی نیست شگفته شود از غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر — قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود — عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن ز شاخ — دارد بلند دست دعا باغ کربلا
پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست — گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب — مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
ناله همیشه او ز صدای شکست رنگ — دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم بیاد چه نسبت گلزار خلد گفت — ای وای ما کجا و کجا باغ کربلا
رویش بسوی کعبه و سویش رخ جهان — هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر — بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر — که هست او به بحر شرف بی بها در
کف همتش غیرت ابر نیسان — که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد به هیجا — چو خورشید تابان بود عالم آرا

عدو غرق خون زاب شمشیر او بند | حسودان نشانه پی تیر او بند

ز پیلان او دست یک پیل گردون | سبق برد رخشش بشبدیز و گلگون

به ایثار گنجینه هامے دہد او | به اصرار پشمینه هامے دہد او

نه مغموم شد هیچکس از در او | نه محروم شد هیچکس از زر او

رفیق جناب وزیر معظم | فقیر محمد ص امیر مکرم

صد و بست سالش بود زندگانی | باقبال و باجاه و باکامرانی

نصیبش بود صحت و عافیت هم | قرینش بود عشرت و میمنت هم

بود لطف نظمش به از آب گوهر | زبان شست لاریب از آب کوثر

محیط جهانست فکر رسالش | که شد ورد بر هر زبان شعر هایش

کلام فصیحش بلاغت نظام ست | بدیع و بیان را ازو انتظام ست

ز مضمون چشمان بیمار جانان | شده دفترش غیرت نرگستان

چو فکری در اشعار رنگین نموده | ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده

به از ابرو حور هر بیت دیوان | نقط غیرت خال رخسار غلمان

به از نسر طایر طیور مضامین | ز کیوان بلندست معنے رنگین

ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست | ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست

دو آتش خم و کلک او باده نوش ست | مضامین او همچو مستے بجوش ست

چو مائل بترتیب و تالیف آن شد | بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

نہ تالیف و ترتیب دیوان نمودہ | کہ او نخلبندی بستان نمودہ
بگفتند سالش زمہ تا بماہے | کہ ترتیب دیوان ہمایون آگہی

قطعۂ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسمٰعیل خان | از رہ صدق و صفا ہمپایۂ بیت الحرام
بہر تاریخش مصلی ہا بگفتند ای وزیر | کعبۂ ایمان ما این ست بیشک و السلام ۱۲۶۱

ایضاً

ساخت اسحاق خان و اسمٰعیل | مسجد دومی ز فضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر | شد دگر کعبۂ شریف بنا ۱۲۶۱

قطعۂ تاریخ تولد شاہزادہ مرزا خورشید شکوہ

از فطرت شہزادۂ خورشید شکوہ | تر شد دہن خشک من از آب مراد
از میمن قدمش زمین چو شد رشک فلک | خرم گردید و سر پایش بنہاد
گل خندہ زن ست و بلبلان نغمہ سرا | شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بہار عیش و عشرت چہ عجب | گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیہ رقم کرد وزیر | جاوید جوان بخت جوان طالع باد ۱۲۶۳

خاتمۃ الطبع

ہدیۂ سپاس فراوان او تحفۂ حمد بی پایان لائق بارگاہ بدیع الارض و السماوات

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بناکر علم معنی وبیان سکھایا آور آلای
ثنای بی شمار اوس عالم امی لقب کی ہی سزاوار ہی کہ جسنی اہل عالم مثال کو مجاز
وحقیقت کا تفرقہ بتاکر استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتی تہی دلائل بینہ سے
باطل فرمایا آور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہی کہ جن کی
ظہور کی برکت اور فیض ہدایت سی کنایۂ معرفت ذہن مین آیا من بعد خاکسار ہیچ
زبان امیدوار افضال ایزد منان محمد عبدالواحد خان خلف محمد مصطفی
خان ابن حاجی محمد روشن خان خلدہما اللہ فی دارالجنان اہل انصاف کی خدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہی کہ مدت دراز سی خیال انطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر وسخن اکمل شاعران زمن
دانای اشارات بدیع وبیان واقف رموز محاورات آردو زبان
فخر المتقدمین سند المتاخرین اشرف شرفای ذیشان افضل نجبای
ہندوستان جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بی نظیر جناب خواجہ
محمد وزیر ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تہا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سی کہ لازمہ اہل کمال ہے سوای
احباب تلامیذ کی ایک پرچہ بہی مصنف کی پاس کبہی نہ دیکہا الحمد للہ
کہ اس ایام جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان دلی سید
ہادی علی اور سید محسن علی صاحب سی کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

اور سرِ دفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستہ سخن جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تہا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہو کر موسوم بہ دفتر فصاحت ۱۲۹۲ ہوا اور اہتمام
خاکسار ہین مشک ریزی خامۂ عنبرین شمامۂ مشاق خفی و جلے شیخ
اشرف علی سی اونتیسوین ۲۹ تاریخ ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری کو مطبع مصطفائی
واقع شہر لکہنو محلہ محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تہا
اب کہ ۱۲۹۳ھ ہجری ہین اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق
نظر آئے اور بسبب نایابی و کمیابی کے اطراف و اکناف سی سیکڑون
خط اصحاب کی برابر آئی لہذا بار دیگر بقلم مشکین رقم خطاط مشہور آفاق
مولوی محمد عبد الرزاق صاحب سی لکہوایا اور بکمال صحت
و تحقیق کے ساتہ کاغذ صاف و عمدہ پر چہپوایا احباب
کو فکر تازہ کے تکلیف دینی مناسب نسمجہا نے
بطور یادگار قدیم تاریخون سے
صفحات خاتمہ کو زیب
دے فقط *

+ + +

تاریخہای طبع دیوان بلاغت مشحون از نتائج افکار شعرای گزیدہ روزگار

از جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر برق تخلص شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق بجہان — منظوم وزیر با کمال ہندست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق — دیوان کلیم بیمثال ہندست
۱۲۷۲

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر — ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا مین نے — ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر
۱۲۷۲

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدی علیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر — یکتا بفکر بودہ و مشتاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول — این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب
۱۲۷۲

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود دہر کہ بہ بیند این را — دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید — منطبع گشتہ چہ دیوان کلام الحق این
۱۲۷۲

از جناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتی ہین سب	کیون نہ خاقانی ہوا کنج لحد مین گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

ازلالہ رام سہای صاحب وثوق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر پادشہ شاعران شد از دنیا	مدام روضۂ رضوانش خوابگاہ بود
بخادمان نبی و علی شود مشہور	دعا قبول بدرگاہ حق الٰہ بود
ندیدہ است کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن مطلع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود ۱۲۷۲

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

مدحت شیرین زبانی شہ دین ورد داشت	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد مرگش نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر چو خاقانی بعہد ۱۲۷۲

ایضاً

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر زمن شد
دیوان شد و مطبوع و بگو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد ۱۲۷۲

ایضاً

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اونہین کی واسطی تہی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نی کہی تاریخ	قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع ۱۲۷۲

از منشی اعظم علی صاحب ذرّہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر	چون دل عاشقان شور انگیز
گفت تاریخ طبع او ذرّہ	سخن یادگار سحر آمیز

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا	فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
گرون جو عشقی میں اسکی مدحت زبان مین میرے کہان ہی طاقت	مزہ او ٹھاتی ہی روح شوکت ہی یمین ایسا ہر استعار
بس اسی ہی کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی شایان	زبان شیرین کلام نمکین کمال زیبا کمان زیبا

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے	ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہے رقم	شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بیحد مرتب این دیوان	پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت	ہمہ کلام وزیر ست شاہ کل کلام

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع	کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب تو کیا بر سر انصاف ہین حاسد	تعریف کی ہر سمت سی آتی ہی صدا آج
ترتیب سی اوسکے یہی جوہر نکل آیا	ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

انصاف

انصاف ہی سب نقش و نگار اوسکی جو دیکھی ۔۔۔ مانی کی ارژنگ کا ہی رنگ مٹا آج
کیا نور کی گل بوٹی ہین کس حسن کی بیلین ۔۔۔ ہی قابل دید اس چمنستان کی فضا آج
تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب ۔۔۔ گویا کوی آراستہ معشوق ہوا آج
۱۲ ۶ ۲

ایضاً

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج ۔۔۔ جسکی ہر صفحی پہ ہی عالم ریاض خلد کا
مردمک حرفونکی نقطی ہین دوائر چشم حور ۔۔۔ دید کی قابل ہی اس دیوان کا حسن صفا
کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین ۔۔۔ زلف غلمان جنان کا صاف دہوکا ہو گیا
لکہ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر ۔۔۔ سنبلستان لطافت کیا ہی ہی واہ وا
۱۲۶۳ فصلی

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چہپی نظم وزیر افصح ۔۔۔ نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہی یہ
مدح کرتی ہین عدو صورت احباب اسکی ۔۔۔ ایک ادنی اثر سحر بیانی ہے یہ
کیون نہ سمجہی اسی دستور عمل ہر نامی ۔۔۔ جل بہی حضرت استاد نشانی ہی یہ
ولولہ دیکہنی سی اسکی نکیون ہو پیدا ۔۔۔ حاصل نکہت ایام جوانی ہے یہ
لکہی ہی عشق مجازی کی حقیقت سارے ۔۔۔ دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہی یہ
موج زن بحر فصاحت ہی ہر اک صفحی مین ۔۔۔ طبع مواج کی ادنی سی روانی ہی یہ
چہرۂ انور دیوان نظر آجاے اگر ۔۔۔ بی تکلف کہین سب یوسف ثانی ہی یہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہای مضامین عدو	باغ حاسد کی لیی باد خزانی ہے یہ
بلبل کلک قلق نی یہ لکہا طبع کا سال	طرفہ گلدستۂ گلزار معانی ہے یہ ۱۲۷۱

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سی نکلا در شہوار وزیر	کرتی ہین بحر کمالات کی غواص پسند
مصرع مادۂ طبع یہ لکہ ای محسن	اب وہ دیوان چہپا جسکو کرین خاص پسند ۱۲۷۱

ایضاً

چہپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور	اب بدخشان سے یقین ہی لکہنؤ ہو طعنہ زن
جوہری طبع محسن نے لکہا یہ سال طبع	مطبع سنگین سی آج آیا دلالعل سخن ۱۲۷۱

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخۂ روشن چہپا	جنکی پروانہ کرینگے سب پسند
جنکی حرف با نقط لکہ ای مسیر	نور کی ہے شمع مضمون بلند ۱۲۷۱

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر	دوستون کا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکۂ کامل عیار	کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رعایا گر مضامین لطیف	بندش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکہا یہ سال طبع	ملک مضمون وزیر آباد ہے ۱۲۷۱

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

الله الحمد ہوا طبع کلام استاد ‖ ہر سخن فہم کی دلکو ہی اسی سمت رجوع

خوب تاریخ لگی ہاتہ لکہو ای معجز ‖ گیا ہی یہ نظم دل آویز ہوی ہی مطبوع

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد ‖ شد طبع بحسن شوکت و شان

در گلشن این جہان فانی ‖ چون نکہت گل بدہی پریشان

تاریخ چو بلبل این حسن گفت ‖ دیوان وزیر ہست بستان

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

زہی دیوان بیمثلی بہ آئین رنگ آرایش ‖ چو لعل بی بہا از مطبع سنگین بدر آمد

چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود ‖ چو در شاہوار ایندم بسلک طبع در آمد

ایضاً

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج ‖ ہر سخنور مثل بلبل ہی ثناخوان وزیر

کلک شاخ گل سی یہ تاریخ ای بیخود لکہو ‖ بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر

ایضاً در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چہپ گیا ‖ رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ

کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب ‖ اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ

ایسی بندہی ہین اس مین مضامین تولہ کے ‖ کرتی ہین کسب نور ہمیشہ جن ہی مہر و ماہ

ہون آشنای بحر سخن غوطہ زن اگر / برسون نہ آب گوہر مضمون کی پائین تہاہ

مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہے / کیون ہو نہ روح خسرو و شاہی سی باج خواہ

باندہی ہوا یہ فیض بہار کلام نے / اوڑتی ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ

کہتی ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید / بی اختیار کہتے ہین حاسد بہی واہ واہ

خوشخط کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب / جو دائرہ ہی یوسف دل کی لیی ہی چاہ

غل ہماسی کم نہین ہر حرف کا سواد / شاہین بنی جو آی ادہر طائر نگاہ

پرنور اسقدر ہین نقاط حروف شعر / ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ

صفحون پہ خط عیان نہین ہین السطور کے / گویا یہ ہی قلمرو معنی کی شاہراہ

بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی / سطرین عروس نظم کی ہین گیسوی سیاہ

بیخود لکہوگی اسکی صفت تم کہان تلک / فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ

فردوسی دی رہا ہی لب گور سی صدا / ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ

ایضاً در سال عیسوی

چہپا ہی وہ دیوان بی مثل آج / سند جانتی ہین سخنور جسے

نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہے / عجب کیا جو صفحی پہ دل کی چہپے

مضامین کی ہین بندشین صاف صاف / کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے

اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا / ہزارون ہی مضمون مسخر ہوئے

عدو نقد دل دیتے ہین رونما / جمال عروس سخن دیکہ کے

نقوش معانی دلکش نہین
یہ تعویذ حب کے ہین گویا سے لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی
پڑہی کلمہ حاسد اگر دیکہ لے
مسیحی ہین بیخود یہ لکہ سال طبع
عجب نقش تسخیر چہاپی گئے
۱۲۹۲

ایضاً درمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد
کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا
اک قطعۂ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کی ہر حرف نی پائی ہی نشست
دی خانۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش
ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابرو لیلای سخن
ہر دائرہ ہی دیدۂ عذرای سخن
یہ اوج یہ ہی اختر تقدیر نقاط
خورشید سی وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جس دم
دل نی کہا سمت ہین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا
یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا
۱۲۹۲

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

واہ کس حسن کی اشعار ہوی ہین مطبوع
ہر سخن فہم ہی مجنونکی طرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکہوای ضبط
محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا
۱۲۹۲

ایضاً

چھپا کیا صاف دیوان وزیر افصح الکل
بیاض صبح جنت گر اسی کہی تو زیبا ہی

فلک ہی ہر ورق تاری حروف اوپر کہکشان ہین — خط جدول نہین یہ خیط ابیض آشکارا ہی

دکہایا جوہر حسن صفا اس نظم نی ایسا — کہ ہر اک صفحی پر آئینۂ قدرت کا دہوکا ہی

نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے — بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی

تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسی — کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی

جو سہل و ممتنع غزلین ہین درد آمیز ہین ایسے — کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے

صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ — جو کچہ ڈہونڈہو خدا کی فضل سی ہمین مہیا ہے

وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکی دیکہنی سی — کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سی پہنکتا ہے

ہوی اس نظم سی منسوخ دفتر خود پسندونکے — جو کہی ناسخ دیوان اعدا اسکو زیبا ہے

جنہین ہو شک کلام خواجہ ہو کہدی کوی آ اوسے — خدا کی دین مین ای حاسدو کسکا اجارا ہے

کہین گی منصفان اہل معنی دیکہکر اسکو — ہنر سی ہی یہ مملو عیب سی بالکل مبرا ہے

جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سی آئے — مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چہاپا ہے ۱۲۷۷

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع — کہ از رنگ کا جس پہ ہے اشتباہ

مضامین کی نقشی وہ دلکش کہینچے — ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ

لکہا خامۂ ربط نے سال طبع — مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ ۱۲۷۷

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید ہادی علی بیخود

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن	روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا
آبدار ایسی ہین اشعار فصاحت انگیز	صاف آب در مضمون کا بہاہی دریا
نعت کی شعر جو پڑہتا ہی کوی کہتا ہے	خوب دیوان ہی یہ صل علی صل علی
بندشین عارض گل سی بہی سوا ہین رنگین	بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا
جا کی گلشن مین پڑہی شعر اگر اسکی کوی	ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہی خوب کہا
بلبل خامہ تسخیر یہ لکہ طبع کا سال	اب کہلا ہی گل مضمون نہین دیوان چہپا

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر	بللہ الحمد آج طبع ہوا
حسن روی عروس مضمون ہے	دل عالم ہے محو آئنہ سا
بندشین اسکے صاف ہین ایسی	دوست رکہتی ہین جسکو اہل صفا
طبع کا سال لکھواے سالک	اب یہ دیوان بے نظیر چہپا

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ ارحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر نامور	ہی برای استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ
ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع	دفتر رنگین معنی چہپ گیا کیا آج واہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علیصاحب شاگرد بیخود

چہپ گیا فضل خدا سی آج وہ دلکش کلام	جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام
کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا	خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر	دل کی صفحے پر ہوا سب نقش دیوان زہیر ۱۲۷۲

ایضاً

چھپا ہی اے محمد اب وہ دیوان	صفت کرتا ہی جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہی بہار باغ مضمون	دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون
ہیں خوش تقطیع سب اشعار یکسر	ہیں موزون اور موزون یہ برابر
عیوب قافیہ سے ہے مبرا	نہ اس میں دخل اقوا ہی نہ ایطا
ہر اک بندش ہی اسکی قابل دید	نہیں ہی نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہی ہر اک مصرع کی بندش	کہ جس پر ہی گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا	لکھوں تاریخ مجھکو دھیان آیا
سنا مصراع بلبل کے زبان سے	یہ گلشن پاک ہی کیسا خزان سے ۱۲۷۲

ایضاً

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا	کیون حاسدون کی فکر نہ صدمہ کشیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہیں جواب	سحبان لحد میں جا کی نکیون گوشہ گیر ہو
لکھ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ	مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۷۲

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی میں طبع	کلام آج استاد بیمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھ طبع کے	کھلا باغ معنے کا اب واہ وا ۱۲۷۲

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدا ہی جہان سے	کلام وزیر سخندان بی مثل
نعیم اسکے تاریخ کی فکر اگر ہے	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بی مثل

۱۲۷۲

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر	مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از سر بہجت نوشت	قالب طبع جہان تازہ ای دل یافتہ

۱۲۷۲

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا	ایک عالم کا دلپسند یہ ہے
ملک معنی مین ہے اسیکا رواج	سکۂ حضرت وزیر یہ ہے
پوچھی ہاتف سی مینے جب تاریخ	کہا دیوان بی نظیر یہ ہے

۱۲۷۲

از جناب مرزا محمد اصغر علی خانصاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر	چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	ز مان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن	اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم ای نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

۱۲۷۲

از محمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

بڑہا یہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا
ہوا انشاء دواوین ناظم تسلیم اللہ سی دیوان کا

نگاہیں گدگداتی ہین دم نظارۂ مضمون
ہوا جوش صفا سی صفحہ عارض حور وغلمان کا

عدد جب دیکہتی ہین بندش الفاظ کٹتی ہین
اٹہی ہی مصرع برجستہ مین شمشیر عریان کا

زبان معترض باب سخن مین کہل نہین سکتی
ہوا قفل خموشی نقطہ لبہا سی سخندان کا

عیان ہی بسکہ شان حق سے ہر مضمون عالی
لقب ہی شہپر روح الامین اوراق دیوان کا

فصاحت نی لیی بوسی زبان نکتہ پرور کی
بلاغت سی ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا

چہپا جس دم مرتب ہوکی یہ افسون بیتابی
رکہا جمعیت دل نام اجزای پریشان کا

شکست پا سی خامہ سی صدا تاریخ کی نکلی
سر دیوان پہ ہی الحمد للہ تاج قرآن کا

۱۲۶۲

ایضًا کہ از حروف منقوط مادہ سال ہجری و از غیر منقوط سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال
شہرتش ارباب فن را مژدۂ دیدار داد

شد تماشای تمنا فکر کردم بہر سال
ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد

ہجری و فصلی ازین مصراع تو تسلیم گفت
ای کمال فکر برتر رفعت اشعار داد

۱۲۶۳ ۱۲۶۲

از برادر عزیز ازجان عبد اللہ خان زید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر
بحسن فصاحت ندارد مثال

سواد حروفش بہ میل نظر
شدہ توتیائی بچشم خیال

نوشتہ پی سال او کلک مہر
طلسم مضامین صاحب کمال

۱۲۶۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

چون بطبع آمده کلام وزیر | شد از و لذت آشنا ہر دل
کرد تاریخ آفتاب رقم | شاہد فکر شاعر کامل ۱۲۷۲

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کلام وزیر بیست گلشن ز طبع | سخن فہم عالم از و کامگار ۱۲۷۲
رقم کرده اشرف پی زیب سال ۱۲۷۲ | جگر گوشهٔ فکر عالی وقار ۱۲۷۲

ایضاً فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان | شده مطبوع با آئین بہتر
سخن را سر بلند بہا رسانید | معانی کرد پیدا احسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور | ورق ہا صفحهٔ رخسار دلبر
بنقد دل ہمه عالم طلبگار | بجانش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی | شعاع آفتاب طبع انور ۱۲۷۳

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دہلوی

بتوفیق خداوند یگانه | بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمودا یابی سال | بگو دیوان دلکش گشت مطبوع ۱۲۷۲

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دہلوی

کرد در طبع رنگ سبزه بہا | چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس | گفت چه گلشن خیال وزیر ۱۲۷۲

از مرزا محبوب بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شدہ طبع دیوان استاد کامل		کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش		زد ریاے طبع وزیر بیست این در

از وارث علے صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوے

شدہ چون طبع این نظم گرامی		ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال		زہی گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامہ سحر کار نثار بیمثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض وسما وسیلۂ نجات ہی + اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہی + لیکن فہم وعقل دونون مین عاری ہی + نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہی نہ اسکی تحریر کا یارا ہی اوسکی کنہ مین عقل کل حیران ہی + بشر تو انسان ہی + فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہی گناہ ہی + خاموشی بہتر ہی کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہی + اور اوسکی نعت کی رمز کون پای جسکا سایہ تک نظر نہ آئی + اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کی ذہن مین آئی ہی + طبع آزمائی ہی + کہ سایہ بہا خصال اوس رحمت ذوالجلال کا تمام عالم کی سر پر سایہ گستر ہوتا ہی + ہم کورباطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہی + جب پہلی مرحلی مین رہجای + تو کیا نظر آی + مصلحت یہ ہی اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجی درود پڑہی + زیادہ بکھیڑی مین نہ اولجھی طبیعت سی نہ گڑہی + یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

باریک بین خود غلط سراپا قصور رجب علی بیگ سرور زیبی خبر اظہار کرتا ہی جسکی
خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی یعنی عنایت فرماتہا کی شفیق بحر رحمت پروردگار
کی غریق شاعران حال مین یکتائی نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تہے
کئی برس گذری ہین کہ سرای فناسی اونکا انتقال ہوا بہت بخیر مآل ہوا شیخ امام بخش
ناسخ کی شاگرد رشید تہی دیدہ تہی نہ شنیدہ تہی جو باریک بین اس فن سی ماہر بلند نگاہ
ہی وہ بنظر انصاف دیکہلی کلام اونکا گواہ ہی مرد قانع وضعدار غیور تہی نزدیک دور
مشہور تہی بظاہر منحنی مشت استخوان باطن مین شیر ژیان مرد میدان راست
بازو نسی فلک کج نہاد ازل سی تیڑ بار رہا ہی جو وضع کی پابند ہین اونکو پہیر رہا ہے
کہین سی کچہ معین نتہا ای تردد معاش تہی قناعت کی یہ معنی ہین اسپر تلاش سے تہی
کچہ دنون فقیر محمد خان گویا سی صحبت رہی گویا باہم شیر وشکر تہی جلسی ہمہ گرم تہی آخر کو
شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہو گئی رہ و رسم کم ہو گئی گوشہ نشینی مین سالہای
دراز اوقات بسر کی گرم و سرد زمانہ دیکہا شام غم خوش ہو کی سحر کی بسکہ بیکبار
تہی ہر دم سفر کو تیار تہی اونکی مرنی سی دوستونکو تو ملال ہوا بلکہ دشمنونکو رنج بدرجہ کمال ہوا
ہزار ہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سی جمع کرنی کا کبہی نہ دہیان کیا دیوان کو تمام مرتب
نکیا محمد اپریشان کیا اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سی بہتر ہین جناب سید محسن علی صاحب
محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین اس فن سی بہت ماہر ہین وضعدار ون مین انتخاب ہین
بیمثل ہین لاجواب ہین انہون نی بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سی غزلین بہم پہنچائین اور جا بجا

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بہی بری ہوشیار ہین جوان عنا
وضعدار ہین اونکی سعی سی بہت ہاتہ آئین جب دیوان تیار ہوا تو جناب محمد مصطفے خانصاحب معفور کے
صاحبزادی عبد الواحد خان کہ وہ بہی اپنا ہمسر نہین رکہتی طبیعت بہت عالی رکہتے ہین سنا
اونکی کارخانی مین یہ دیوان چہپا ہی کاغذ بہت سفید ہی چہرونکی عارض کا نمونا مسلسل سطرون نہین
عنبرین موی یونکی لٹ سی حسن دونا ہین السطور کشادہ تنگ کہکشان کا ڈہنگ سیاہی مین یہ چمک کہ ایک
عالم روشنائی کہتی سفیدی سیاہی مین ذرات کا دہوکا ہی اور تکلف یہ ہی کہ یہانکا چہپا چہپا نہین
سب پر کہلا ہی رنگ ڈہنگ سب کچہ نیا ہی گو فرمانروا نہین کوی جوان قوی ہیکل نہین لیکن اشارے مین
کل نکل جاتی ہی روانی مین کلکل نہین اور ون نی مرمر کی جمع تہہ کی ہین خانصاحب نے شفافی
مین آئینہ سکندر کی ہین خفی جلی او نپر جو کچہ لکہا جاتا ہی کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی ایسا ہے
درازنہٹی گا بستور رہی گا اگر حسود ٹپری گا در رو دپری گا منصف مرحبا کہی گا۔ وہ جو شاعرنکا
حاصل ہی اس دیوان سی پیدا ہی رمز کنایہ چوچلا ہر شعر مین ہویدا ہی معانی بندی مین
گنجلک نہین صحت الفاظ اور محاوری مین شک نہین ادا بندی کا عالم کچہ اور ہی مطلع سی مقطع
تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہی جای غور ہی مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہے
صنعتونکا زور شور دکہایا ہی آپس کی چہیڑ چہاڑ کا لطف عجائب ہی مثال کو جو دیکہی دیوان
صائب ہی جس جگہ طرز عاشقانہ مین منہ کہولا ہی بلبل شیراز کا گہر بولا ہی قند گہولا ہی سرای فانی ڈیرہ دسی نکلے
زندگانی اور اسی پریشانی مین کیا دلجمعی کا کام کیا زمانہ جوانی مین پیران جہانگرد سی زیادہ نام کیا
خلق مروت آشنای بامزہ حاضر و غائب ایک تہی اللہم اغفر وارحم بہت صاف باطن نیک تہی تمام شد